

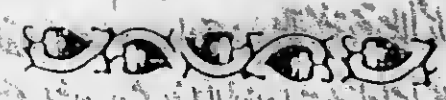
بفیض و مہربانی امیر شہزادہ شاہ ولی اللہ علیہ السلام
بفیض و مہربانی امیر شہزادہ شاہ ولی اللہ علیہ السلام

فوزِ مبین در حرکتِ زمین

از: علامت حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی

بجاہ تمام
(مع تبیض، تصحیح، فرہنگ و نوٹس)

عبد الغفور غفرلہ (علیہ السلام) مدیر سنی دنیا بریلی شریف



رضا کی طمی ۲۶ کاہیکرا سٹریٹ ممبئی ۳
فون: ۲۲۹۶-۳۷



سلسلہ اشاعت نمبر ۱۹۶ - ۱۰۱ سن اشاعت ۱۴۱۸ھ

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا
Date 2012-5-8
Accession 1502

حرفِ چند

ہم اہل سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکارِ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایہ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۷۸ سال کا عمر گند چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، مفتی محل محمد مدداری، قاضی عبد الوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰ حضرت کی حق تعالیٰ تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰ حضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰ حضرت کو شائع کرنے میں ہم اہل سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہو گئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمد للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیفِ اعلیٰ حضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہو گیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے ”المجمع الاسلامی مبارکپور“، ”جامعہ نفل میرٹھ لاہور“، ”ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی“ اور ”رضا اکیڈمی مانچسٹر“ قابل ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پریسیڈنٹنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ اکتا میں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ اکتا میں وہ بھی صرف اعلیٰ حضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انہیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ اکتا میں جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیہ اعلیٰ حضرت حضرت مولانا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شرف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ اکتال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہو گا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب ناگپوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر ”امام احمد رضا ایوارڈ“ پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب نبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم آراکین رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰ حضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتی اعظم

محمد سعید نوری

بانی و نگرانِ حیرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ بمبئی

چند حروف

جانشین مفتی اعظم حضرت علامہ اختر رضا خاں ازہری

فقیہ کو فوز مبین در رد حرکت زمین کا قلمی نسخہ حضرت علامہ نجیبین رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی سے تقریباً ۱۸ سال قبل ملا تھا جبکی تبیض اور اشاعت کا کام عزیز بنی عبد النعیم عزیز بنی کو سونپ دیا تھا۔ فقیہ نے تبیض کے کام میں عبد النعیم عزیز بنی کی شروع میں مدد کی تھی بعد اُنھوں نے پورا نسخہ خود سے نقل کیا اور بیچ بیچ میں جہاں انہیں وقت محسوس ہوتی کبھی کبھی فقیر سے مدد لے لی۔ چونکہ فقیر کیا نسخہ دو روں پر عبد النعیم عزیز بنی بھی جاتے ہیں اس کے علاوہ ان کی دیگر مصروفیات بھی ہیں اس لئے تبیض کتابت و طباعت میں اتنا عرصہ لگ گیا۔

بہر حال حتی الوسع عزیز بنی عبد النعیم عزیز بنی نے ترتیب و تصحیح کے کام میں کافی محنت کی ہے اور اب گردش زمین کے رد پر جدی الکرم علیہ السلام حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ کی یہ مشہور زمانہ کتاب ہدیہ ناظرین ہے۔

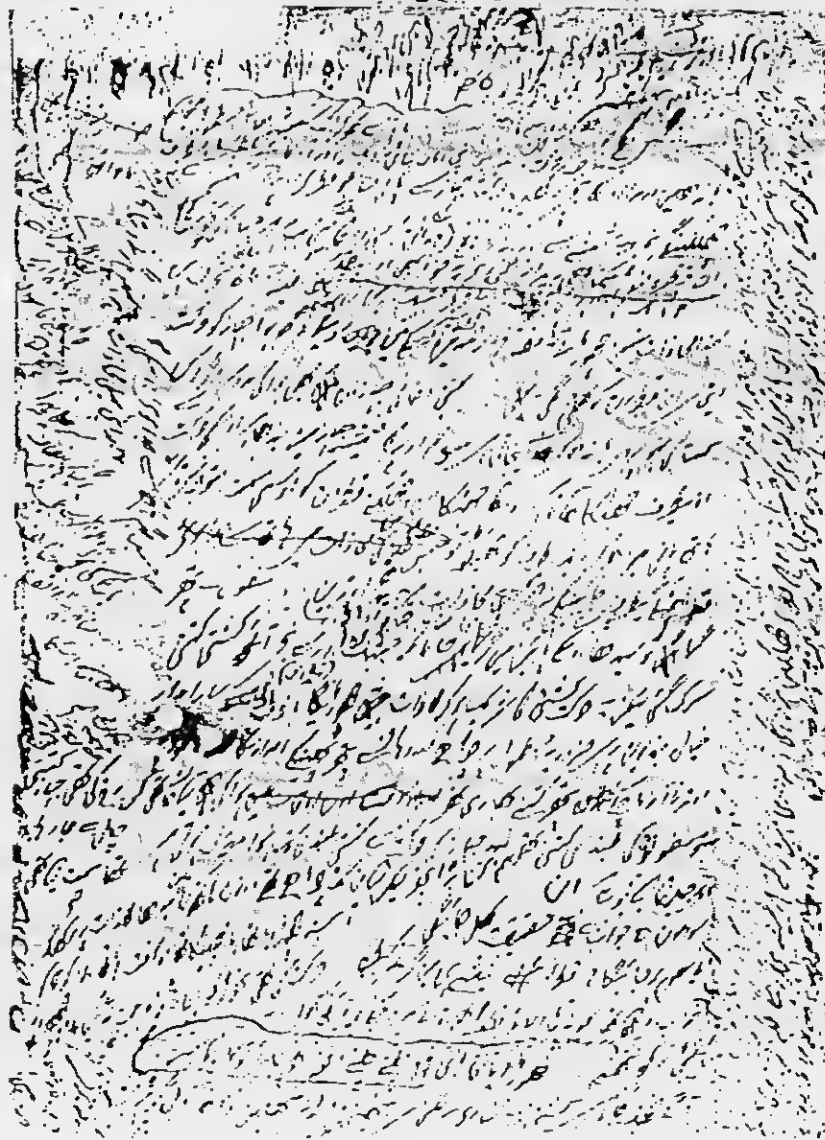
علماء و فضلاء پروفیسر صاحبان و دانشوران اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اگر کوئی غلطی نظر آئے تو براہ کرم مطلع کریں تاکہ آئندہ ادیشن میں اسے درست کر لیا جائے۔ ان ارباب علم و دانش سے یہ بھی گزارش ہے کہ کتاب نڈا پر تحقیقی کام بھی کریں اور اگر کوئی صاحب یاچند صاحبان ملکر اس کا انگریزی ترجمہ کر ڈالیں تو اور بھی بہتر ہوگا اور پھر اسے جدید ہیئت و فلسفہ اور سائنس و ریاضی کے ماہرین تک پہنچا کر انہیں بھی اس پر

تحقیقی و تنقیدی کام کرنے کی دعوت دیں تاکہ حق ظاہر ہو۔
 جہاں تک فقیہ کا گمان ہے یہ کتاب آج تک مکمل شکل میں نہیں
 چھپ سکی ہے اور اسے پورا کا پورا اچھیا کر منظر عام پر لانے کا شرف عبدالنیم
 عزیزی ادارہ سنی دنیا بریلی شریف کو حاصل ہو رہا ہے۔
 ہم اس کتاب پر باب علم و دانش کے تبصرے و تاثرات اور تنقیدات
 کا انتظار کریں گے۔

فقیہ اختر رضا خاں ازہری قادری غفرلہ
 بریلی شریف

فوز مبینہ کے

قلمی نسخہ کے ایک صفحہ کا عکس



عرض غزیری

عبد النعیم غزیری

علمی حلقوں میں اکثر اس بات کا چرچا رہا کرتا تھا اور آج بھی چرچا رہتا ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت کی مشہور زمانہ تصنیف فوز مبین اگر مکمل حالت میں شائع ہو جاتی تو اس خلائی دور میں سائنسدانوں کے لیے ایک چیلنج ہوتی اور ہمارے فضلاء و عقلاء و دانشوران اور پروفیسر صاحبان اس پر تحقیقی کام کر کے اعلیٰ حضرت کے نظریہ حق کو دنیا کے سامنے پیش کرتے تو دنیا تے سائنس میں انقلاب عظیم برپا ہو جاتا۔

فقیہ کو بھی اس کتاب کی جستجو تھی اور اب تک اس کتاب کا ضخیمہ فصل اول و فصل دوم کے کچھ حصے ہی کتابی شکل میں یا مختلف رسائل میں دیکھنے کو ملتے تھے وہ بھی تصبیح شدہ نہیں (فقیر اقم السطور نے بھی ماہنامہ الرضا سے نقل کر کر ماہنامہ سنی دنیا اگست ۱۹۸۲ء تا اکتوبر ۱۹۸۲ء میں شریف فوز مبین نمبر میں فصل دوم کے کچھ حصوں تک شائع کیا تھا) بالآخر فقیر کی جستجو رنگ لائی سیدی الکرم حضور جانشین مفتی اعظم علامہ اختر رضا خاں صاحب ازہری کو اس کا قلمی نسخہ محترم علامہ نجیب رضا خاں صاحب سے مل گیا۔ تقریباً ساڑھے تین سال قبل فقیر اس کی ایک ایک فوٹو اسٹیٹ کاپی ماہر ضویات پروفیسر مسعود احمد صاحب اور محب گرامی وقار پروفیسر مجید اللہ صاحب کو کراچی میں دے بھی آیا تھا۔ پاکستان سے واپسی پر اس کی تیسری کاپی کا کام شروع کیا۔ ابتداء میں حضور علامہ ازہری صاحب

نے کافی مدد کی۔ بعدہ خود سے نقل کیا۔ مگر جو جو نقل کرتا جاتا تھا اس کا مقابلہ کبھی علامہ ازہری صاحب سے کبھی حضرت مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب سے اور کبھی دوسرے حضرات سے کرتا جاتا تھا۔ تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ حضور علامہ ازہری صاحب کے ساتھ دورے پر رہنا مہینہ میں ۲۰-۲۲-۲۲ روز کی بھاگ دوڑ اس پر دوسری مصروفیات، اس طرح ایک ایک صفحہ کو نقل کرنے میں کئی کئی دن لگ جاتے۔ ایک صفحہ ہائزک دوسرے صفحہ پر وہ بھی کئی کئی صفحوں کے بعد کہیں کا ترک کہیں اور حاشیہ کہیں۔ کس قدر دشوار کام (فلمی نسخہ سے صرف دو صفحات کے نمونے کتاب میں شامل کر دیئے گئے ہیں تاکہ قارئین حضرات فقیہ کی پریشانی کو خود سمجھ لیں اور فلمی نسخہ کی فوٹو کاپی کی زیارت بھی کر لیں) جب تبصیر کا کام مکمل ہوا تو پھر کاتب کی تلاش ہوتی۔ بیچ بیچ میں کاتب صاحبان بھاگتے رہے۔ بہر کیف بمشکل تمام ۳-۴ سال کے عرصہ میں کتابت مکمل ہوئی اور پھر بڑی دشواری کے بعد نسخہ کا کام بھی مکمل ہوا۔

لیکن ابھی ایک بات کی اور ضرورت تھی کہ اگر ممکن ہو سکے تو اس کتاب میں مندرج علوم مثلاً فزکس، ایٹروٹومی اور میٹھٹیکس کی اصطلاحات کی انگریزی میں فرہنگ بھی تیار کر کے شامل کر دی جائے۔ لیکن افسوس بڑی کوششوں اور مختلف لائبریریوں کی خاک چھاننے کے بعد تقریباً نصف اصطلاحات کی فرہنگ تیار ہو سکی۔ بہر حال فقیر تمام کوششوں کے بعد جو فرہنگ تیار کر سکا اسے کتاب کے آخر میں اس نے شامل کر دیا ہے۔ جن جن ماہرین ہیئت اور سائنسدانوں اور کتابوں کا تذکرہ اعلیٰ حضرت نے کیا ہے یا جنکا حوالہ دیا ہے۔ ان کے بارے میں مختصر نوٹس بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ اخیر میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ صحت کی تمام کوشش کے باوجود بھی غلطی نظر آئے تو قارئین کرام ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اڈیشن میں

اصلاح کر لی جائے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ اگر اس کتاب کو کوئی صاحب
جوانگہ نثری زبان میں مہارت رکھنے کیاتھ ساتھ قدیم و جدید سائنس و ریاضی اور
ہیئت میں بھی مہارت رکھتے ہوں اس کا ترجمہ کر ڈالیں۔ یا ایک صاحب
یہ کام انجام نہ دے سکیں تو چند علماء اور پروفیسر صاحبان کی ایک ٹیم یہ کام انجام
دے ڈالے اور پھر اسے جدید ماہرین سائنس اور یونیورسٹیوں و
لائبریریوں تک پہنچایا جائے تاکہ اس پر تحقیقی اور تنقیدی کام ہو سکے اور
گردش زمین کا نظریہ جو ایک مفروضہ ہے اور عملی طور پر ثابت نہیں ہے
اس کی نفی ہو جائے تو ایک طرف تو یہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کو
آشکار کرنے کا بڑا کام ہوگا۔ دوسری جانب ہمارے امام امام احمد رضا کی
کی عظمت کا پرچم اور بلندی پر لہراتا نظر آئے گا۔ اور اس طرح جدیدیے امام سے
نزدیک ہو کر اسلام و سنت کی طرف مائل ہوں گے اور یہ ایک بڑا تبلیغی
کارنامہ ہوگا۔ فقیر بھی اپنی بے بضاعتی کے باوجود اس پر کام کر کے اس کا
تحقیقی جائزہ کتابی شکل میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ فقیر کے حق
میں دعا کریں۔

عبدالنعیم عزیزی

نوربین کے قلمی نسخہ کا حکم

امام احمد رضا اور فوز مبین

عبد النعیم عزیزی

امام احمد رضا فاضل بریلوی :-

ولادت :- ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۲ جون ۱۸۵۶ء

وصال :- ۲۵ صفر ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء

جس کی دینی خدمات اور علمی و تجدیدی کارناموں کا اعتراف علمائے حرمین شریفین اور تمام عالم اسلام کے مفتیان کرام، فضلاء و مشائخ عظام نے کیا۔ جس کے فتاویٰ و تحریرات کی تصدیق و تائید کی۔ جس کی تصانیف پر تقاریظ لکھیں۔ جس کی علمی و جاہلیت اور دینی عظمت کے آگے عقیدت کی جبینیں خم کیں اور جسے ۲۴ ویں صدی کا مجدد تسلیم کرتے ہوئے امام الائمہ، مجدد امت مسلمہ، ضیاء الدین، شیخ الاسلام والمسلمین، امام الہدایت اور اعلیٰ حضرت جیسے رفیع و جلیل خطابات و القابات سے یاد کیا اور آج اعلیٰ حضرت جس کا سہیل بن گیا ہے اور لفظ اعلیٰ حضرت سنتے ہی دھیان کسی سلطان و نواب کی جانب نہ جا کر بریلی کے فاضل امام احمد رضا ہی کی طرف جاتا ہے۔

وہ امام احمد رضا :-

جس کی عبقریت اور تبصر علمی کو بیگانوں نے بھی تسلیم کیا اور

جس کے فضل و کمال کے سامنے عصر کی نادر روزگار شخصیات کو
خود کو بوجہ نامحسوس کرتے ہوئے کی تداورسی کا اعتراف کرنا ہی
پڑا۔

والہ امام احمد راسخا :-

کہ شیخ صالح کمال، سید احمد دحلان، شیخ عبدالرحمن سراج، شیخ
اسمعیل بن سید خلیل، شیخ علی بن حسین مالکی، احمد رمضان، شیخ احمد
البحر اتری، شیخ موسیٰ علی شامی، محی الدین ازہر الوالی، حضرت مولوی میاں
علامہ فضل رسول بدایونی، حضرت اشرفی میاں، شیخ مغربی، داغ دہلوی
خواجہ حسین نظامی، ڈاکٹر اقبال، نیاز فتح پوری، ڈاکٹر سر صیاء الدین،
ابوالاعلیٰ مودودی، قاضی عبدالرحیم، سلیمان ندوی، صیاء الدین مدنی،
کریم اللہ مہاجر مدنی، ابراہیم المعطی، احسان دانش، انور سدید، رئیس امرہوی
حفیظ جالندھری، احمد ندیم قاسمی، سعید بن عزیز یوسف زئی، آنند برائن ملا
بہند و صحافی مدیر بھجن پٹنہ، حبش نذیر الدین، اشتیاق قریشی، ابوالخیر کشفی
ڈاکٹر جمیل جالبی، ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر وحید، پروفیسر کرار حسین
ڈاکٹر غلام مصطفیٰ، جنرل صیاء الحق، حنیف طیب منٹر، شریف نواز منٹر،
ایم۔ آئی ارشد ایڈمرل۔ اور جانے کتنے اپنے اور بیگانے۔ دنیا کے
جانے مانے اور پہچانے۔ علماء و مشائخ، ادباء و شعراء، محققین و مآدین
پروفیسرس و اسکالرس اور ارباب حکومت و سیاست نے جس کے
علم و فن کا لوہا مان کر اسے سراہا ہے اور اس پر اپنے تاثرات قلم بند
کیے ہیں۔ یہاں تک کہ جس کے شدید ترین مخالف مولوی اشرف علی
تھانوی نے جس کے عشق رسول اور دینی اصول کی حقانیت و صداقت
کو تسلیم کیا ہے۔ اور جس کے شیخ طریقت سیدنا آل رسول احمدی نے
جس پر اسی طرح ناز کیا ہے جس طرح حضرت محبوب الہی نے حضرت

امیر خسرو پر ناز کیا ہے۔

ولا امام احمد رضا — جس کے کام کی شہرت اور نام کی عظمت کا لہر اٹا ہوا پھر براہ منہ و پاک کی زمینوں اور ممالک ایشیاء کی سرحدوں کو عبور کرتا ہوا یورپ و امریکہ میں نصب ہو چکا ہوا جس پر ڈاکٹر بلیان، ڈاکٹر باربرا ڈی ٹسکاف، اوشا سانیال، ڈاکٹر حنیف اختر علی پروفیسر جی۔ ڈی قریشی جیسے دانشور اور اسکالر تحقیق کر رہے ہیں۔

ولا امام احمد رضا :-

کہ اپنوں کی بے حسی اور غیروں کی تنگ نظری کے باوجود جس کی سیرت و سوانح اور جس کے علوم و فنون پر اب تک ملک العلماء علامہ برہان الحق پروفیسر سید سلیمان، علامہ بدر الدین، علامہ شمس، ڈاکٹر مسعود احمد، سید ریاست علی قادری، پروفیسر طاہر القادری، علامہ عبدالحکیم شرف، ڈاکٹر حسن رضا، علامہ فاروق القادری، علامہ شجاعت علی، علامہ اویسی، علامہ نور محمد، علامہ غلام رسول سعیدی، علامہ محمد احمد، علامہ یاسین اختر، علامہ مدنی، علامہ نسیم بقتوی اور جانے کتنے فاضلین و محققین۔ علامہ اول، ڈاکٹروں اور پروفیسروں کی درجنوں کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور اشاعت کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

کالیداس گپتا رضا نے جس کو اپنی تصنیف ”سہو و سرائے“ میں نمایاں مقام دیا ہو۔ جس پر اعلیٰ حضرت، المیزان، نوری کرن، سنی دنیا، پاسبان اشرافیہ، قاری، انقلاب، ہجوم جیسے رسائل و جرائد کے نمبر نکل چکے ہوں۔ اردو دنیا کے سب سے بڑے اور مشہور ادبی رسالہ نقوش لاہور کے نعت نمبر میں جس کو نمایاں مقام دیا گیا ہو۔ پاکستانی رسالہ معارف رضا جسکی شخصیت اور علم و فضل و فن و کمال کے مختلف گوشوں پہلوؤں اور زاویوں پر ہر سال مسلسل کئی برسوں سے ایک ضخیم نمبر نکال رہا ہو۔

اور علاوہ ان مندرجہ بالا رسائی و جلائے کے عند و پاک اور ممالک
عرب، برطانیہ، افریقہ و امریکہ کے مختلف اخبارات و رسائل میں جس پر
اب تک کتنے مقالات و مضامین چھپ چکے ہیں اور جس کے لکھنے
والوں میں پروفیسر علامہ شبیر احمد غوری، علامہ سید آل رسول حسینی، ڈاکٹر
امین انصاری، ڈاکٹر عبداللہ، ڈاکٹر نسیم قریشی، علامہ اسلم بشتوی، علامہ
نظامی، علامہ ارشد، ڈاکٹر شجاعت علی سندیلوی، ڈاکٹر طلحہ رضوی برقی
— علامہ اختر شاہ جہا پوری، علامہ خواجہ مظفر حسین، ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم، ڈاکٹر
رفیع اللہ صدیقی جیسے نامور قلم کاروں اور دانشوروں کے نام شامل
ہوں۔ اور جس کے آگے ڈاکٹر سر صیاد الدین جیسے عظیم ریاضی دان، ماہر
تعلیم اور دانشور نے زانوئے ادب تہہ کیا ہو اور جس کو صحیح معنی میں
نوبل پرائز کا مستحق سمجھا ہو۔

وہ امام احمد رضا :-

جس نے دنیا والوں کو دینی و اسلامی علوم و فنون سے لیکر تصوف
و ادب، فلسفہ و منطق، سائنس و ریاضی، عمرانیات و لقیات،
سیاسات و اقتصادیات اور دوسرے قانونی، سیاسی، سماجی، معاشی
سائنسی اور علمی و ادبی موضوعات پر لکھے علوم و فنون کے اعتبار سے
جن کی تعداد چار درجن سے زائد ہیں،

ایک ہزار سے زیادہ کتابیں عطا کیں کہ اگر
ان کے صفحات کو اونچائی میں کھڑا کر دیا جائے تو ماؤنٹ ابورسٹ اس
کے سامنے ایک تورہ معلوم ہو۔ اور جس کو اگر لمبائی میں پھیلا دیا جائے
تو امریکہ کے سب سے بڑے شہر واشنگٹن پر وہ اس طرح محیط ہو
جائے جیسے زمین پر آسمان محیط ہے۔

وہ امام احمد رضا :- کہ جس کے علم و دانش کا چراغ لوح

و قرطاس سے گزر کر دل کے شبستانوں میں جگمگا رہا ہو۔
 کیا ایسے امام علم و فن اور شاہ ملک سخن کی شخصیت اب بھی
 کسی تعارف کی محتاج ہے۔ نہیں! نہیں! ہرگز نہیں!!
 البتہ اس کی شخصیت لائق تحقیق و جستجو ضرور ہے۔ آسمان
 پر چمکنے والے سورج کی شعاعوں کے سائنسی تجزیہ نے ثابت کر دیا
 ہے کہ بظاہر ایک رنگ میں جلوہ گر نظر آنے والے اس آفتاب میں
 دھنک کے سات رنگ موجود ہیں۔

اور اگر علم و فضل کے آسمان کے زیر تاباں امام احمد رضا کا
 تحقیقی جائزہ لیا جائے تو جانے کتنے دھنک کے رنگ بہا ریں
 دکھاتے ہوئے نظر آئیں گے جس کے سامنے قوس قزح کا ہر رنگ
 پھیکا اور دھندلا نظر آنے لگے گا۔

لیکن اس کا ہر رنگ اسلام کا وہ نکھرا ہوا رنگ ہے جسے عشق
 مصطفیٰ کے رنگ نے تابانی عطا کی ہے اور جس پر یہ رنگ چڑھ جاتا
 ہے اس کے رنگ اور اس کی چمک کے آگے ہر رنگ پھیکا اور
 ہر چمک مدھم نظر آتی ہے۔

سبحر عشق مصطفیٰ میں گم ہو کر علم کی موتی حاصل کرنے والے کمال
 یہ ہوتا ہے کہ جہاں عقل و دانائی کی سرحد کا اختتام ہوتا ہے۔ وہاں
 سے اس کی خرد مندی اور دانشوری کی حد شروع ہوتی ہے۔
 امام احمد رضا کے علم کی عین۔ عشق کی عین کی رہن منت ہے
 اور یہ صلہ ہے نبی عالم الغیب کی محبت میں فنا ہو جانے کا۔ امام
 کا علم کسی نہیں ہے وہی ہے۔ اس کا علم۔ علم لدنی ہے۔ جس کا
 اعتراف اپنے زمانے کے عظیم ریاضی داں اور دانشور ڈاکٹر
 سر ضیاء الدین نے بھی کیا ہے۔ امام احمد رضا کو علم دین مقام دل پر

عطا ہوا تھا اور دین کا یہ عالم اگر خادم فقہ تھا تو علم دنیا کا شہنشاہ بھی تھا۔

اس نے اپنے علم دین اور علم دنیا دونوں کو قرآن و سنت کے علم کے احقاق کے لیے استعمال کیا۔ وہ صرف انسانوں کو ہی نہیں انسانوں کے علوم و فنون کو بھی مسلمان دیکھنا اور مسلمان بنے رہنا دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ ہر علم و فن کی سچائی کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکھتا تھا اور کیوں نہ پرکھتا کہ علم قرآن کامل ہے۔ علم حدیث اسی کامل کا پر تو ہے قرآن تمامی علوم کا سرچشمہ ہے۔

دنیا کے سارے علم خطا و اقدام کے مرحلے سے گزر رہے ہیں لہذا لازم ہے کہ ناقص کو کامل ہی کی کسوٹی پر پرکھا جائے۔ امام احمد رضا نے اسی کسوٹی پر ہر شے کو پرکھا۔ ہر علم اور ہر فن کو پرکھا۔ جسے قرآن نے کھرا بتایا۔ اسے اس نے تسلیم کر لیا اور جو نظریہ۔ نظریہ قرآن سے متصادم ہوا۔ اس نے اس کا رد کیا اور اسے باطل ثابت کر دکھایا۔

حرکت زمین کے سلسلہ میں پروفیسر مولانا حاکم علی صاحب نے ۱۴ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ کو امام احمد رضا کو ایک مکتوب بھیجا تھا جس میں حرکت زمین کی تائید میں قرآنی آیات و تفاسیر کے ساتھ ساتھ سائنسی حوالے بھی درج کیے تھے اور امام سے درخواست کی تھی کہ وہ حرکت زمین کے قائل ہو جائیں۔ اخیر میں حاکم علی صاحب نے یہ التجا بھی کی تھی۔ ”غریب نواز کرم فرما کر میرے ساتھ متفق ہو جاؤ تو پھر انشاء اللہ العزیز سائنس کو اور سائنس دانوں کو مسلمان کیا ہوا پائیں گے۔“

اس پر امام احمد رضا نے نزول آیات فرقان لبکون زمین و آسمان نامی ایک رسالہ لکھ کر جس میں قرآنی آیات اور تفاسیر سے حاکم علی صاحب کے دلائل کو کاٹتے ہوئے سائنسدانوں کے نظریات کا رد کیا

اور آخر میں لکھا۔

”محب فقیر! سائنس یوں مسلمان نہ ہوگی کہ اسلامی مسائل کو آیات و نصوص میں تاویلات و روزگار کر کے سائنس کے مطابق کر لیا جائے۔ یوں تو معاذا اللہ اسلام نے سائنس قبول کی نہ کہ سائنس نے اسلام۔ وہ مسلمان ہوگی تو یوں کہ جتنے اسلامی مسائل سے اسے اختلاف ہے سب میں مسئلہ اسلامی کو روشن کیا جائے۔ دلائل سائنس کو پامال و مردود کر دیا جائے۔ جا بجا سائنس ہی کے اقوال سے اسلامی مسئلہ کا اثبات ہو۔ سائنس کا ابطال و اسکات ہو یوں قابو میں آئے گی اور یہ آپ جیسے فہیم سائنس دان کو باز نہ تو الٰہی دشوار نہیں۔ آپ اسے پچشم پسند دیکھتے ہیں۔“

امام احمد رضا نے ریاضی، ہیئت، فلسفہ تدبیر و جدیدہ اور دیگر سائنسی علوم پر جو کتب و رسائل لکھے وہ دنیوی شہرت یا کسی دنیوی غرض کی خاطر نہیں بلکہ ان سے خدمت دین لینے کے لیے لکھے۔ انہیں مسلمان بنائے رکھنے کی خاطر لکھے۔ اس نے توقیت، جفر، تکسیر، نجوم، الجبر، جیومیٹری، اسٹروٹومی، فزکس، کیمسٹری وغیرہ پر جو درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں وہ اس بات کی شاہد ہیں۔

امام احمد رضا نے مندرجہ بالا موضوعات اور مضامین پر کتب بھی تصنیفات فرمائیں اور ان علوم سے متعلق دوسروں کی تصانیف پر حواشی بھی

لکھے۔

حاشیہ اصول طبعی، حاشیہ علم الہیئت، حاشیہ شمس بازغہ، حاشیہ حدائق النجوم، حاشیہ برجنہ می، حاشیہ زنج بہادر خانی، حاشیہ جامع بہادر خانی، حاشیہ شرح چغینی وغیرہ اس بات کی گواہ ہیں۔

مبین مبین کی تصنیف کے بعد امام احمد رضا نے سائنس، ریاضی
ہیت و فلسفہ سے متعلق دو معرکتہ الآرا کتابیں مزید تصنیف فرمائیں۔
۱۔ الکلمۃ الملبہتہ فی الحکمۃ المحکمۃ لوہاء فلسفہ المشتملہ۔

۲۔ فوز مبین در رد حرکت زمین۔

الکلمۃ الملبہتہ۔ فلسفہ قدیمہ کے رد میں ہے اور فوز مبین فلسفہ

قدیمہ و جدیدہ دونوں کے رد میں ہے۔

مندرجہ بالا دونوں کتب کی تصنیف کی کہانی خود امام احمد رضا بریلوی
کی زبانی ملاحظہ کیجئے جسے وہ الکلمۃ الملبہتہ کے دیباچہ میں رقم فرماتے ہیں
”بعونہ تعالیٰ۔ فیقر نے رد فلسفہ جدیدہ میں ایک مبسوط کتاب

مسمیٰ بنام تاریخی ”فوز مبین در رد حرکت زمین“ لکھی جس میں ۱۰۵

دلائل سے حرکت زمین باطل کی اور جاذبیت و نافریت وغیرہا مزعموات
فلسفہ جدیدہ پر وہ روشن رد کئے جن کے مطالعہ سے ہر ذی انصاف پر سجدہ تعالیٰ آفتاب
سے زیادہ روشن ہو جائے کہ فلسفہ جدیدہ کو اصلاً عقل
دلائل ذکر کیے کہ جس میں فلسفہ قدیمہ نے رد حرکت زمین پر دیئے۔

ہم نے ان کا ابطال کیا کہ یہ دلائل باطل و زائل ہیں۔ ان میں سے
تعلیل پتحم یہ تھی۔ فلک میں میل مستند پر ہے تو زمین میں نہ ہوگا کہ

طبیعت متضاد ہے۔ مہتمم یہ کہ زمین مبداء میل مستقیم ہے تو مبداء میل متدیر
محال۔ شہتم یہ تھی کہ زمین کا دورہ طبعاً و اراداً نہ ہونا ظاہر اور قسر کو
دوام نہیں۔ نہم یہ کہ حرکت زمین ماننے والوں کے نزدیک یہ حرکت

مقتناہی ہے تو قوت جسمانی سے اس کا صدور محال۔ دہم یہ کہ طبیعیات
میں ثابت ہے کہ حرکت وضعیہ نہوگی مگر ارادیہ اور زمین ذات ارادہ

نہیں۔ ان کے رونے اصول فلسفہ قدیمہ کے ازہاق و ابطال کا دروازہ
کھولا ہم نے ۳۰ مقام ان کے رد میں لکھے۔ جن سے بعونہ تعالیٰ تمام

فلسفہ قرآن کی نسبت روشن ہو گیا کہ فلسفہ جدیدہ کسی طرح بازنیحہ اطفال سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ یہ تذیل ان مقامات جلیل کے سبب بہت طویل ہو گئی اور اس کی فصل چہارم دور جا پڑی۔ ولداعز البواکرات محی الدین حبیلانی المعروف بہ مولوی مصطفیٰ رضا خاں سلمہ الملک النان وابقاہ و معالی کمالات الدین والد نیار تہاہ کی رائے ہوئی کہ ان مقامات کو رد فلسفہ قدیمہ میں منتقل کتاب کیا جائے اگرچہ دم الاخوین — — یکجا نہ ہو۔ ایک کتاب رد فلسفہ جدیدہ میں رہے دوسری رد فلسفہ قدیمہ میں۔ کتاب کامل التصاب لبون الملک الوہاب یہ ہے مسمیٰ بنام تاریخی

الکلمۃ الملہنۃ فی الحکمۃ المحکمۃ لبواکرات فلسفہ المشتہ

۱۳۵۳۸

اخیر میں تحریر فرماتے ہیں :-

”اس کی تقریب یوں ہوئی۔ ۱۸ صفر ۱۳۵۳ھ کو ولداعز مولانا مولوی ظفر الدین بہاری اعلیٰ مدرس عالیہ سہرام جعلہ اللہ کا سمہ، ظفر الدین نے ایک سوال بھیجا کہ امریکہ کے کسی مہندس نے دعویٰ کیا ہے، ارض سمیر ۱۹۱۹ء کو اجتماعات سیارات کے سبب آفتاب میں اتنا بڑا داغ پڑے گا کہ اس کے باعث زلزلے آئیں گے۔ طوفان شدید آئے گا ممالک برباد کر دیئے جائیں گے یہ ہوگا وہ ہوگا۔ غرض قیامت کا نمونہ بتایا تھا۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔ اس کا جواب چند ورق پر دیدیا گیا کہ یہ محض اباطیل ہے اصل ہیں۔ نہ وہ اجتماع سیارات اس تاریخ کو ہوگا۔ جس کا وہ مدعی ہے نہ جاذبیت کوئی حقیقت رکھتی ہے اس کے ضمن میں بعض دلائل رد حرکت زمین کے لکھے۔ جب انہیں طویل ہوتے دیکھا۔ جدا کر لیے اور رد فلسفہ قدیمہ کی تقریب کی جسے اس سے جدا کر کے سجدہ تعالیٰ یہ کتاب الکلمۃ الملہنۃ تیار ہوئی۔۔۔۔۔“

جیسا کہ اس سے ما قبل عرض کر چکا ہوں کہ پورٹا کی پیشین گوئی کو
امام احمد رضا نے غلط ثابت کر دیا تو پورٹا کی غلط پیشین گوئی ہی ان
دونوں کتابوں الکلمۃ الملہمۃ اور فوز مبین کی تصنیف کی سبب بنی۔
”فوز مبین در رد حرکت زمین“

— ۳۸ ھ ۱۳ —

کتاب فوز مبین کا نام تاریخی ہے جو ۱۳۳۸ ھ میں تصنیف کی گئی
اس کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کتاب حرکت زمین کے رد میں ہے۔
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اس کتاب کے بارے میں خود فرماتے ہیں
دیباچہ میں۔

”یہ رسالہ مسمیٰ بنام تاریخی ”فوز مبین در رد حرکت زمین“ ایک
مقدمہ چار فصل اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ میں مقررات حیات جدیدہ کا بیان جن سے اس
رسالہ میں کام لیا جائے گا۔

فصل اول میں نافریت پر بحث اور اس سے ابطال حرکت
زمین پر ۱۲ دلیلیں۔

فصل دوم میں: جاذبیت پر کلام اور اس سے ابطال حرکت
زمین پر ۵۰ دلیلیں۔

فصل سوم میں: خود حرکت زمین کے ابطال پر اور ۳۴ دلیلیں۔
یہ سجدہ تعالیٰ ابطال حرکت پر ۱۰۵ دلیلیں ہوئیں۔ جن میں ۵۱ اگلی
کتابوں کی ہیں جن کی ہم نے اصلاح و تصحیح کی اور پورے ۹۰ دلائل
نہایت روشن و کامل بفضلہ تعالیٰ خاص ہمارے ایجاد ہیں۔
فصل چہارم میں ان شبہات کا رد جو حیات جدیدہ اثبات
حرکت زمین میں پیش کرتی ہے۔

خاتمہ میں کتب الہیہ سے گردش آفتاب و سکون زمین کا ثبوت
والحمد للہ مالک الملک والملكوت -

زیر نظر کتاب فوز مبین کے ان حصوں سے متعلق (جواب تک
ماہنامہ الرضا، ماہنامہ رضا، مصطفیٰ میں نسط وار اور بعدہ ماہنامہ
سنی دنیا) اگست ستمبر ۱۹۸۳ء شمارہ نمبر ۱۰۹ میں چھپا۔ پروفیسر مسعود احمد
صاحب اور پروفیسر ابرار حسین صاحب نے کافی کچھ لکھا ہے۔ اور
دونوں کے مقالات پر مغز ہیں اور دانشوروں کو اس کتاب کے
مطالعہ کی طرف متوجہ کراتے ہیں۔

پروفیسر مسعود صاحب نے رسائل - اظہار کراچی اور مبارک رضا
کراچی نیز کتابی شکل میں جو مکتبہ حشمہ رحمت بلراپور سے چھپا ہے۔ میں امام
احمد رضا کے قدیم و جدید علوم سے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ دراصل فوز مبین
سے متعلق ہے اور معارف رضا ۱۹۸۳ء میں پیش گفتار فوز مبین کے
عنوان سے یا قاعدہ اسی کتاب کے بارے میں تحریر فرمایا اور اعلیٰ حضرت کے ریاضی
و ہیت اور سائنسی علوم کی مہارت پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ پروفیسر ابرار صاحب
نے بھی معارف رضا ۱۹۸۵ء میں مقدمہ رسالہ فوز مبین در رد حرکت زمین کے عنوان
سے بھرپور مقالہ تحریر فرمایا ہے اور امام احمد رضا کے سائنسی علوم پر بحث کی ہے۔ اسکے
علاوہ پروفیسر موصوف نے معارف رضا ہی کے دوسرے شماروں میں فاضل بریلوی کی
ریاضی دالی پر بھی مقالات لکھے۔ لوگارٹم فیکٹر و مساوات مثلث مسطح Plane
(Trigonometry) مثلث کر دی (Spherical Trigonometry) نظریہ
مد و جزر وغیرہ پر امام کی مہارت پر روشنی ڈالی۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے پروفیسر ابرار حسین کے ایک مکتوب کے حوالے سے امام احمد رضا کے
جدید الجبر کے ایک اہم نمونہ ٹایالوجی (Tahajjuz) سے بھرپور واقفیت کا ذکر بھی کیا۔
ان دو پروفیسر صاحبان کے علاوہ ایم حسین مالکپوری، شبیر حسن لہستوی
سید ریاست علی قادری، محمد اعظم سعیدی، علامہ شبیر احمد غوری

مفتی عبدالمنان - احمد نثار آرائین وغیرہ نے بھی امام احمد رضا فاضل بریلوی کے سائنسی و ریاضی علوم پر روشنی ڈالی ہے جو مختلف رسائل میں چھپ چکے ہیں۔

امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنی اس تصنیف میں طبیعیات (Physics) ، کیمیا (Chemistry) ، جغرافیہ (Geography) ، ہیئت (Astronomy) ، نجوم (Astrology) ، توکیت (Timing) ، فلسفہ قدیمہ (Old Philosophy & Science) ، ریاضی (Mathematics) وغیرہ علوم سے کام لیا ہے اور مختلف موضوعات و نظریات مثلاً رفتار و حرکت (Speed and Velocity) ، نظریہ حرکت ، نظریہ کشش ثقل (Gravitation) ، کمیت و وزن ؛ Mass and Weight ، حجم و ثقل اور ثقل اضافی (Volume, Density and Rel. Density) ، مرکز گرہیز اور مرکز جو یا طاقتوں (Centrifugal & Centripetal forces) ، عبور اسراع ، دباؤ ، اچھال تیراؤ (Flotation) ، سیاروں اور تارونکی چال ، ان کی دوری ، مین کی ہیئت ، مد و جزر (Tides) ، نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) ، خان بخارات ، حرارت ، اٹیم ، لوکارشم (Logarithm) ، مساوات ، فیکر ڈائنامکس (Dynamics) ، محرک (Projectile) ، ٹریگنومیٹری (Trigonometry) ، ہیومیٹری ، مثلث کر دی (Spherical Trigonometry) وغیرہ استعمال کیا ہے۔ اور ان پر بحث کی ہے۔

امام احمد رضا کے علم کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ایک شخص جس نے کسی کالج اور یونیورسٹی کی شکل نہ دیکھی ہو وہ ان علوم و فنون پر ایسی بارت کے ساتھ روشنی ڈالے اور جہاں غلطی نظر آئے ان کی نشاندہی کے اصلاح بھی کرے۔

نور مبین میں امام احمد رضا نے باقاعدہ نام لے کر نیوٹن کو یر نیکیسٹ

کیلبر^{۳۰}، ہرشل^{۳۱}، طوسی^{۳۲}، ابن سینا^{۳۳}، ابطلمیوس^{۳۴}، ملا محمد جوں پوری کے نظریات کا رد اور ان کا تعاقب کیا ہے۔ البوریجان^{۳۵} البیرونی کے سونے کو ہوا اور پانی میں تولنے اور پانی میں اس کے وزن کے کم ہو جانے کی تائید کی ہے۔ گویا اس طرح آنکھوں نے اشمیدش^{۳۶} کے تیراؤ و اچھال کے کلیہ پر بھی روشنی ڈالی ہے اور ایک طرح سے (Archimedes Principle) کی تائید کی ہے۔

گیلیلیو کے حمود اور کشش ثقل کے نظریات اور آئن اسٹائن کے نظریہ اضافیت (Relativity) کا انہیں کے دلائل کی روشنی میں منطقیانہ اور سائنسی طرز پر رد فرمایا ہے۔ نیوٹن اور دیگر سائنسدانوں کے نظریات کو مندرجہ ذیل کتب سے اخذ کیا ہے اور

ان کتب پر کلام بھی کیا ہے۔^{۳۷}
 علم طبعی^{۳۸} اصول علم الہیاء^{۳۹}، سوانامہ ہیاۃ جدیدہ^{۴۰} جغرافیہ طبعی^{۴۱}، نظارۃ عالم^{۴۲}
 علامہ ان کتابوں کے تعریفات اشافیہ^{۴۳}، خدا توح^{۴۴} انجم^{۴۵} شرح تذکرہ^{۴۶}، شرح طوسی^{۴۷}
 شرح قطبی^{۴۸}، شرح خضریٰ^{۴۹}، حکمت العین^{۵۰}، حکمت العین^{۵۱}، مدیرہ سعیدیہ^{۵۲}، شرح طوسی^{۵۳}
 شرح برجندی^{۵۴}، مجسطی^{۵۵}، شرح مجسطی^{۵۶}، شمس بازغہ^{۵۷}، مفتاح الرصد^{۵۸}، جغینی^{۵۹} اور الد المکنون^{۶۰}
 وغیرہ کے حوالے بھی دیتے ہیں اور ان سب پر کلام بھی کیا ہے۔ ان میں درج سائنسی و فلسفیانہ نظریات و کلیات کا رد اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی ہے وہاں اصلاح بھی فرماتی ہے۔
 امام احمد رضا نے اپنی مندرجہ ذیل کتب کا حوالہ بھی دیا ہے۔ الکلمۃ الملمیۃ^{۶۱}، الفی الیقین^{۶۲}
 فی المار المستدیر^{۶۳} البرہان القوی^{۶۴}، علی العرض التقیوم^{۶۵}، درر البقیع عن درک وقت البصیح^{۶۶}
 امام احمد رضا نے دیمقراطیسی نظریہ یعنی ایٹم کے نظریہ کی تائید کی ہے۔ جو لو، و سطا سیرس اور پلاس نام کے چار سیاروں کا مزید ذکر کیا ہے۔ ان کی کیفیت نظارہ عالم میں درج ہے۔

خوتو (Xuto) نسبت بعد سیارات بہ نسبت بعد زمین ایک فرض کر کے ۲۶۶۹۲۶۹ زمانہ
 ۱۰ نیوٹن۔ پورا نام آئزک نیوٹن ہے (۱۶۴۲ء - ۱۷۲۷ء) ولادت بمقام (باقی حاشیہ آگے)

گردش سالانہ ۳۱ ۱۵۹۳۲، وسطا (Verdula) نسبت بعدیارات بہ نسبت بعدزین ایک فرض کر کے ۳۰ ۲ زمانہ گردش سالانہ

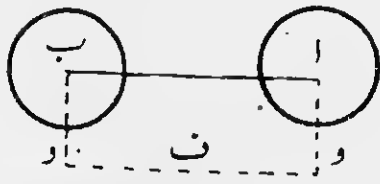
(Wollsthorpe) انگلینڈ نظریہ حرکت اور نظریہ کشش ثقل دریافت کیا۔ اس نے علم طبیعیات کے ہر براہنج حرارت، نور، آواز، برق، چمبک وغیرہ پر کام کیا اور اپنے نظریات پیش کیے۔ اس کی دو کتابیں (Principia) لیٹن زبان میں اور (Optics) انگریزی زبان میں بہت مشہور ہیں۔

نیوٹن کے تین بنیادی اصول (کلیہ حرکت) مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) جو شے حرکت میں ہے وہ حرکت میں رہے گی اور حالت سکوت میں ہے تو اسی حالت میں رہے گی جب تک ان کے حالات میں تبدیلی کے لئے کوئی خارجی طاقت نہ لگائی جائے۔

(ب) کسی جسم کی معیار حرکت کی تبدیلی کی شرح لگائے گئے طاقت کا بالواسطہ نسبتی (Directly Proportional) ہوتا ہے۔

(ج) ہر عمل کا اس کے برابر ردعمل ہوتا ہے۔

نیوٹن کے پہلے اصول کو کلیہ جمود (Law of Inertia) بھی کہتے ہیں۔ نیوٹن کا نظریہ ثقل کشش۔ ہر جسم دوسرے جسم کو ایک طاقت کے ساتھ کھینچتا ہے جو ان کے کمیت وزن کے بالواسطہ نسبتی اور دونوں کے درمیانی فاصلہ کے اسکوائر کے معکوس نسبتی ہوتا ہے۔



ا، ب دو جسم ہیں دونوں کا درمیانی فاصلہ

ہے ف اور ان کے اوزان ہیں و و اور طاقت

لگ رہی ہے۔ تو α و و اور α و و یا $\frac{و}{ف} = \frac{و}{ف}$ — کشش کا کنٹنٹ مانا

کیا ہے اگر و = ا، ف = ا تو و = ف

معیار حرکت (Momentum) یہ وزن اور حرکت کے حاصل ضرب کے

برابر ہوتا ہے۔ $F = m \times a$ حرکت \times وزن = طاقت

۲۔ کوپرنیکس (۱۴۷۳ء-۱۵۴۲ء) پولینڈ میں پیدا ہوا۔ اس نے زمین کو گردش
حرکت کرنیکا نظریہ پیش کیا اور سورج کو مرکز عالم تسلیم کیا۔ اس کا سب سے بڑا کامزنامہ
(De Revolutionibus) ہے اس نے بطلیموسی نظریات کا رد کیا ہے۔
۳۔ کپلر (۱۵۷۱ء-۱۶۳۰ء) ویل (Wien) میں پیدا ہوا۔ سیاروں کی حرکت
(Planetary motion) کا اصول وضع کیا۔ اس نے کوپرنیکس کے نظریات کی تائید کی۔
۴۔ ولیم ہرشل :- نیوٹن کے بعد پیدا ہوا۔ اس کے حالات کتابوں میں کم ہی ملتے ہیں۔
اس نے دو بینین بنائیں۔ جنکے ذریعہ آکھواں سیارہ یورینس (Uranus) دیکھا پہلی
دوربین ۱۷۶۸ء میں بنائی۔

۵۔ طوسی: نصیر الدین طوسی۔ نصیر الدین بن جعفر — بن محمد طوسی
ہیت داں کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ مشہور کتاب تجرید ہے۔ متوفی ۶۴۲ھ
۶۔ ابن سینا (۳۷۰ھ-۴۲۸ھ) (۹۸۰ء-۱۰۳۷ء) ریاضی، فلسفہ، طب
ادب، فقہ کا زبردست ماہر۔ طب میں - القانون، منطق و فلسفہ میں الشفاء و طبیعیات
(Physics) میں تسع رسائل اور جیومیٹری میں ترجمہ اقلیدس - اسکی یادگار ہیں۔
۷۔ بطلیموس (Ptolemy) اس کی پیدائش قبل مسیح علیہ السلام اسکندریہ مصر
میں بتائی جاتی ہے۔ اس کی مشہور کتاب کا نام المجسطی ہے (Megalos) (Mega)
۸۔ ملا محمد جوہر پوری: متوفی ۱۰۶۲ھ مطابق ۱۶۵۲ء) شمس بازغہ ان کی مشہور
کتاب ہے۔ جو خود ان کی کتاب الحکمۃ البالغہ کی شرح ہے۔

۹۔ البوریجان البیرونی: (کشف الظنون عن اسامی الکتب والفضون ص ۱۱۴)
المجلد الخامس مصنف مصطفیٰ بن عبد اللہ متوفی ۱۰۶۷ھ) ہے میں استاذ البوریجان محمد
بن احمد البیرونی کی سن وفات ۲۳۳ھ اس طرح لکھی ہے۔ جو سمجھ میں نہیں آیا۔ البتہ چند
رسالوں میں جہاں ان کا سرسری طور پر تذکرہ آیا ہے۔ سن وفات ۱۰۴۸ھ تحریر ہے
مقام وفات غزنہ ہے۔ یہ طبیب، ماہر ریاضی و طبیعیات اور جغرافیہ، نجوم و ہبیت کے زبردست
اسکا لری تھے۔ مشہور کتاب الہندسہ ہے۔

۱۱۔ ارشمیدس: (Archimedes) پیدائش بمقام سسلی ۲۸۷ برس قبل مسیح اور انتقال ۲۱۲ سال قبل مسیح۔ اس نے دائرہ اسکرینو چرخہ (Pulley) اور دیاؤ ہوا مشین کی ایجاد کی (Infinity) کا خیال پہلے پہل اسی نے پیش کیا۔ یہ رقیق جسم کے توازن کا بانی ہے یعنی (Hydrostatics) کا۔ اس نے ارشمیدس اصول (Archimedes Principle) نکالا جو اس طرح ہے۔ اگر کوئی جسم رقیق میں ڈلوایا جائے تو اس میں اچھال ہوتا ہے۔ یعنی وزن کا نقصان ہوتا ہے جو اس جسم کے ذریعہ پٹاتے گئے رقیق کے وزن کے برابر ہوتا ہے۔ فرض کیا کسی جسم کا ہوا میں وزن W ہے اور پانی میں W' ہے تو اچھال = $W - W'$ ۔ اگر جسم کا حجم V ہو اور پانی کا ثقل نوعی T ہے تو پٹائے گئے (Mass) پانی کا وزن = $V \times T$ لہذا $W - W' = V \times T$

$$T = \frac{W - W'}{V}$$

۱۲۔ گیلے لیو: پورا نام گیلے لیو گیلی ہے (Galileo Galilei) (۱۵۶۴-۱۶۴۲) مقام ولادت شہر پیزا (اطلی) اس نے گرتے ہوئے جسم کے بارے میں کلمات پیش کیے (Laws of falling bodies) سب سے پہلے دور بین (Telescope) کی ایجاد اس نے کی۔ گردش زمین کے نظریہ کی تائید اور حرکت مستقیمہ (Translatory motion) اور حرکت مستدیرہ (Rotatory motion) کا بھی اصول وضع کیا۔

۱۳۔ آئن اسٹائن: پورا نام البرٹ آئن اسٹائن۔ تاریخ پیدائش ۴ مارچ ۱۸۷۹ء بمقام اولم مغربی جرمنی ۱۹۵۶ء میں امریکہ میں انتقال ہوا۔ نظریہ اضافیت (Theory of Relativity) اسکی مشہور تھیوری ہے۔ روشنی کی کوانٹم تھیوری اور ٹوٹو ایکٹرک اثر کے کلیہ کی کھوج پر اسے ۱۹۲۱ء میں نوبل پرائز دیا گیا۔

۱۴۔ علم طبیعی: مختلف لائبریریوں میں تلاش کے باوجود اس کتاب کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہو سکی۔

۱۵۔ علم الہیات: تالیف الدكتور کریٹوس فان فنڈیک البروتی الامریکانی (۱۸۹۵ء)

طبع فی بیروت ۱۸۷۴ء) زبان عربی - فن ہیئت (رضا لائبریری رام پور میں کتاب دیکھنے کو ملی) امام احمد رضا فاضل بریلوی نے زبان عربی اس کا حاشیہ لکھا ہے اور اصول طبعی کا حاشیہ اردو میں تحریر فرمایا ہے۔

- ۱۵۔ سوالنامہ ہیاۃ جدیدہ : اس کے بارے میں بھی معلومات حاصل نہ سکی۔
 ۱۶۔ جغرافیہ طبعی : رضا لائبریری رام پور میں یہ کتاب ملی۔ مؤلفہ لکشمی شنکر سن اشاعت ۱۸۸۵ء بنارس چندریگرہ پریس۔ اس میں چھ ابواب ہیں۔
 ۱۷۔ نظارہ عالم : زبان اردو فن ہیئت، مؤلفہ محمد عبدالرحمن خان کلانی سپرنٹنڈنٹ پولس و جج عدالت خفیہ اودے پور، مطبع منشی محمد امجد علی مراد آباد، ۱۴ مارچ ۱۸۸۹ء یہ کتاب رضا لائبریری میں ملی۔

۱۸۔ تعریبات الشافیہ : پورا نام ہے التعریبات الشافیہ لمربیہ الجغرافیہ مع البقیہ طبع فی عزہ رجب ۱۲۵۷ھ مصنف رفاعہ بدوی رافع۔ پورا نام رفاعہ بدوی بن علی بن محمد بن علی بن رافع الطہطاوی الحسینی (م ۱۲۹۰ھ) زبان عربی، فن جغرافیہ
 ۱۹۔ حدائق النجوم : فارسی زبان میں راجہ رتن سنگھ زنجی، پیدائش ۱۱۹۷ھ متوفی ۱۳۶۷ھ کی ہیئت پر مشہور کتاب ہے جو ۶۵ جزیر اور جسے ۱۲۵۳ھ میں رتن سنگھ نے محمد علی شاہ کے حکم سے لکھا تھا۔ اس کتاب میں جدید مغربی تحقیقات سے بھی استفادہ کیا ہے۔
 ۲۰۔ شرح تذکرہ ۱۷۱ شرح طوسی ۲۲ شرح قطبی ۲۳ شرح خضری۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔ ۲۱، ۲۲ کے مصنف علامہ خضری ہیں

- ۲۴۔ شرح حکمت العین (عربی) از میرک بخاری
 ۲۵۔ حکمت العین از سکاہی قراہی تلمیذ طوسی
 ۲۶۔ ہدیہ سعیدیہ (عربی) علامہ فاضل خیر آبادی
 ۲۷۔ تخریر طوسی از علامہ برجندی
 ۲۸۔ شرح برجندی۔ معلومات حاصل نہ ہو سکی۔
 ۲۹۔ محبیطی۔ بطلموس

۳۰ شرح محیطی (عربی) علامہ عبدالعلی

۳۱ شمس بازغہ - ملا محمود جرنپوری

۳۲ مفتاح الرصد - معلومات حاصل نہ ہو سکی۔

۳۳ شرح چغینی - چغینی خوارزم میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ اصل کتاب کا نام ہے

الملخص اسی کو چغینی کہتے ہیں۔ مصنف ہیں ابو علی محمود بن محمد بن عمر چغینی (م ۶۱۸ھ)

کتاب الملخص کے شارحین ہیں۔

۱۔ میر سید شریف جرجانی

۲۔ شیخ کمال الدین ترکمانی

۳۔ سنان الدین یوسف

۴۔ شیخ محمد بن حسین رشید جہدی

۵۔ عبد الماجد (۶) موسیٰ پاشا بن محمد (قاضی زادہ)

۳۴ الدرامکون : رضا لاترزی رام پور میں تین کتابیں اس طرح ملیں۔

درامکون — (۲) درامکون فی غرائب الفنون (عربی) معنفہ ناصر الدین

(۳) درامکون فی سبعة فنون۔ از محمد بن احمد بن ایاس الحنفی ۹۱۲ھ

۳۵ الکلمۃ اللہیۃ : اعلیٰ حضرت کی تصنیف ہے۔ جس کا مفصل ذکر آچکا ہے

۳۶ الحسنۃ النیر فی الماد المستدیر فتاویٰ رضویہ جلد اول میں رسالہ ہے۔ یعنی جس میں

کنوئیں کے دور کو ۴۴۹۔ ۳۵ ہاتھ ثابت کیا ہے۔

۳۷ البرہان القویم علی العرض التقویم نجوم و توقیت پر مبنی اعلیٰ حضرت کی

ایک کتاب کا نام ہے۔

۳۸ در القبح عن درک وقت الصبح، مصنف اعلیٰ حضرت (زبان اردو) سحری

کے وقت کی جلیل تحقیق اور اسے رات کا ساتواں حصہ جاننا محض خطا ہے۔

۳۹ سنہ قبل مسیح علیہ السلام دیمقراطیس (Democritus)

نامی یونانی فلسفی نے یہ نظریہ پیش کیا۔ کہ مادہ چھوٹے چھوٹے اجزاء سے

مرکب ہے۔ جب یہ ملتے ہیں تو صورت نکلتی ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ ان اجزاء کو تقسیم کرتے چلے جاؤ تو ایک ایسا بھی مرحلہ آئے گا کہ مزید ٹکڑے کرنا ناممکن ہوگا۔ اس سے جزلاتیجزی (Atom) کا نظریہ ابھرا۔ جے۔ جے۔ ٹامس۔ روڈر فورڈ، نیل بوہر وغیرہ نے اس تھیوری پر تحقیق کا مکمل کیا۔

مآخذ و مراجع

کتاب اعلیٰ حضرت

۱۔ الکلمۃ الملبیۃ

۲۔ الہفتۃ النیر

۳۔ درر القبح

۴۔ البرہان القویم

۵۔ نزول آیات فرقان

۶۔ معین مبین

۷۔ حیات اعلیٰ حضرت از ملک العلماء

۸۔ اکرام رضا۔ از برہان ملت

۹۔ سوانح اعلیٰ حضرت از علامہ بدرالدین

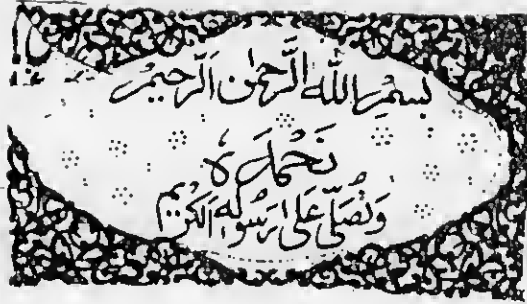
۱۰۔ حیات امام الہدیت

۱۱۔ امام احمد رضا اور عالم اسلام

۱۲۔ قاضی بریلوی اپنی اور بیگانوں کی نظریں

۱۳۔ اجالا از پروفیسر مسعود احمد

- ۱۴۔ سہو و سرائخ از کالی داس گپتا رضا
 ۱۵۔ سوانح اعلیٰ حضرت از علامہ نسیم بسنوی
 ۱۶۔ نقیہ اسلام از ڈاکٹر حسن رضا
 ۱۷۔ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظریں، از مولانا الیاس اختر
 ۱۸۔ ہندوستان میں مذہبی قیادت اور علماء مصلحین (انگریزی کا ترجمہ)
 از ڈاکٹر باربرا ڈی ٹکاف
 ۱۹۔ جہان رضا، مرید احمد چشتی
 ۲۰۔ کشف الظنون، از حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبد اللہ
 ۲۱۔ المیزان امام احمد رضا نمبر (۲۲) معارف رضا کے مختلف شمارے
 ۲۲۔ سستی دنیا
 ۲۳۔ الرضا کے مختلف شمارے۔
-



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي يُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۝ وَلَئِنْ
 شَاءَ التَّوَّابُ أَسْكَهَمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝ سَخَّرَ لَكُمْ
 الْفَلَكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ سَخَّرَ لَكُمْ الْيَمَّ لَا تَنهَرُ ۝ وَالْقَمَرَ
 وَالْقَمَرَ سَخَّرَ لَكُمْ الْيَمَّ وَالنَّهَارَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَدَّدٍ ۝
 هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝
 قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَالْقَمَرَ
 قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ۝ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى شَمْسِ
 أَقْمَارِ النُّبُوَّةِ وَالرَّسَالَةِ ۝ مَارِجَ مَعَارِجِ أَوْجِ الْقُرْبِ وَالْجَلَالَةِ ۝ بِحَيْثُ
 نَمِيقُ لِأَحَدٍ مَّرْمِيٍّ ۝ إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ ۝ وَعَلَى اللَّهِ وَصَحْبِهِ وَآلِهِ وَزَوَّجَهُ
 مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ وَكَانَ الْيَوْمُ بَيْنَ غَدٍ ۝ وَأَمِينَ ۝
 الْحَمْدُ لِلَّهِ وَهُوَ نُورٌ كَطُورِ سَيَاةِ آيَا أَوْجَلِ سَاعِيرٍ سَمِيرٍ ۝ وَحَمْدُكَ أَوْفَرُ فَارَانِ كَرَمِ غَمِيرٍ ۝

یہاڑوں سے فائض الانوار و عالم آشکار ہوا۔ شمس و قمر کا چلنا اور زمین کا سکون روشن طور پر لایا آج جس کا خلاف سکھایا جاتا ہے اور مسلمان نادانانہ نادان لڑکوں کے ذہن میں جگہ پاتا اور اُنکے ایمان و اسلام پر حرف لاتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ فلسفہ قدیمہ بھی اس کا قائل نہ تھا اس نے اجمالاً اس پرنا کافی بحث کی جو اس کے اپنے اصول پر مبنی اور اصول مخالفین سے اجنبی تھی۔ فقیر بارگاہ عالم پناہ مصطفوی عبدالمصطفیٰ احمد رضا نجدی سنی خفی قادری برکاتی بریلوی غفر اللہ لہ وحقّق اَمَلُہ کے دل میں ملک الہام نے ڈالا کہ اس بارے میں باز نہ تعالیٰ ایک شافی و کافی رسالہ لکھے اور اس میں ہیات جدیدہ ہی کے اصول پر بنائے کار رکھے کہ اُسی کے اقراروں سے اس کا زعم زائل اور حرکت زمین و سکون شمس بدلتا باطل ہو وباللہ التوفیق۔

یہ رسالہ سنی بنام تاریخی فوز مبین در رد حرکت زمین ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر مشتمل مقدمہ میں مقررات ہیات جدیدہ کا بیان جن سے اس رسالہ میں کام لیا جائیگا۔ فصل اول میں نافریت پر بحث اور اُس سے ابطال حرکت زمین پر بارہ دلیلیں۔ فصل دوم میں جاذبیت پر کلام اور اُس سے بطلان حرکت زمین پر پچاس دلیلیں۔ فصل سوم میں خود حرکت زمین کے ابطال پر اور تینتالیس دلیلیں۔ یہ مجملہ تعالیٰ بطلان حرکت زمین پر ایکسٹرا پانچ دلیلیں ہوئیں جن میں پندرہ اگلی کتابوں کی ہیں جنکی ہم نے اصلاح و تصحیح کی اور پورے نوے دلائل نہایت روشن و کامل بفضلہ تعالیٰ خاص ہمارے ایجاد ہیں۔ فصل چہارم میں اُن شبہات کا رد جو ہیات جدیدہ اثبات حرکت زمین میں پیش کرتے ہیں۔ خاتمہ میں کتب الہیہ سے گردش آفتاب و سکون زمین کا ثبوت والحکم للہ مالک الملک والملکوت۔

مقدمہ امور مسلمہ ہیات جدیدہ میں

ہم یہاں وہ امور بیان کریں گے جو ہیات جدیدہ میں قرار یافتہ و تسلیم شدہ ہیں واقع میں صحیح ہوں یا غلط جذب و نفرت و حرکت زمین کے رد میں تو یہ رسالہ ہی ہے اور اغلاط پر تنبیہ بھی کر دینگے

وبالله التوفیق (۱) ہر جسم میں دوسرے کو اپنی طرف کھینچنے کی ایک قوت طبعی ہے جسے باذیابا جاذبیت کہتے ہیں۔ اس کا پتہ نیوٹن کو ۱۶۶۵ء میں اس وقت چلا جب وہ وبا سے بھاگ کر کسی گاؤں گیا۔ باغ میں تھا کہ درخت سے سیب ٹوٹا اُسے دیکھ کر اسے سلسلہ خیالات چھوٹا جس سے قواعد کشش کا بھبھوکا پھوٹا۔ اقول سیب گرنے اور جاذبیت کا آسیب جگنے میں علاقہ بھی ایسا ہی لزوم کا تھا کہ وہ گرا اور یہ اچھلا کیونکہ اس کے سوا اس کا کوئی سبب ہو سکتا ہی نہ تھا۔ اسکی پوری بحث تو فصل دوم میں آتی ہے۔ ۱۶۶۵ء تک ہزاروں برس کے عقلا سب اس فہم سے محروم گئے تو گئے۔ تعجب یہ کہ اس سیب سے پہلے نیوٹن نے بھی کوئی چیز زمین پر گرتے نہ دیکھی یا جب تک اس کا کوئی اور سبب خیال میں تھا جسے اس سیب نے گر کر توڑ دیا۔

(۲) اجسام میں اصل کسی طرف اٹھنے گرنے سرکنے کا میل ذاتی نہیں بلکہ اُن میں بالطبع قوت ماسکہ ہے کہ حرکت کی مانع اور تاثیر قاسر کی تاحد طاقت مدافع ہے۔ یہ قوت ہر جسم میں اُس کے وزن کے لائق ہوتی ہے و لہذا ایک جسم سے کوئی حصہ جدا کر کے دوسرے میں شامل کر دیں وزن کی نسبت پراول میں گھٹ جائے گی اور دوسرے میں بڑھ جائے گی۔ اقول اولاً خود جسم میں قوت ہونے پر کیا دلیل ہے اگر کہیے تجربہ کہ ہم جتنے زیادہ وزنی جسم کو حرکت دینا چاہتے ہیں زیادہ مقابلہ کرتا اور قوی طاقت مانگتا ہے۔ اقول جذب زمین کہ ہر بھلایا زمین اُسے کھینچ رہی ہے تم اُسے جدا حرکت دینی چاہتے ہو اُسکی روک کا احساس کرتے ہو یہ تمہارے طور پر ہے اگر یقیناً باطل ہے جس کا بیان فصل دوم میں آتا ہے اور ہمارے نزدیک جسم کا میل طبعی اپنے خلاف جہت میں مزاحمت کرتا ہے مطلقاً حرکت سے ابا۔ یہ تو تمہارا تخیل ہے اور فلسفہ قدیم اس کے عکس کا قائل ہے کہ ہر ایک جسم میں کوئی نہ کوئی میل مستقیم خواہ مستدیر ضرور ہے وہ اپنے خلاف میل کی مدافعت کرے گا اور موافق کی مطاوعت جیسے پتھر اوپر پھینکنے اور نیچے گرانے میں اس کا رد بھی بعونہ تعالیٰ تذیل فصل سوم میں آتا ہے ہمارے نزدیک اجسام مشہورہ میں میل ہے سب میں

۱ یعنی اصول علم طبعی ص ۵۰ - ط ص ۱۱ - ۳ ح یعنی حدائق النجوم ص ۳۳

ط سے مراد اصول علم طبعی ہے۔ عزیز می

ہونا کچھ ضرور نہیں ماسکہ کسی میں پائی نہ گئی اور ہو تو کچھ محذور نہیں۔ ثانیاً یہ اخیر فقرہ ایسا کہلے جس نے تمام حیات جدیدہ کا تسمہ لگانا رکھا۔ جس کا بیان آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ تمہاری اپنی نہیں بلکہ نیوٹن صاحب کی اپنی جاذبیت پر عنایت ہے کہ نمبر ۸ میں آتی ہے۔

(۳) ہر جسم بالطبع دوسرے کے جذب سے بھاگتا ہے اس قوت کا نام نافرہ۔ ہاربر دافعہ۔ محرکہ نافریت ہے۔ اقول جاذبہ تو سیب کے گرنے سے پہچانی یہ کہلے سے جانی شاید سیب گرتے میں نیچے دیکھا تو زمین تھی اُس کا جذب خیال میں آیا اور دیکھا تو سیب شاخ سے بھاگتا پایا یوں نافرہ کا ذہن لڑا یا حالانکہ نیچے لانے کو ان میں ایک کافی ہے دو کس لئے حد التی الخوم میں کہا برابر سطح پر گولی پھینکیں تو بالطبع خط مستقیم پر جاتی ہے یہ نافرہ ہے۔ اقول پھینکیں میں اس کا جواب ہے آہستہ رکھ دیں کہ جنبش نہ ہو تو بال بھر نہ سر کے گی۔ ہاں سطح پوری میول میں نہ ہو تو ڈھال کی طرح ڈھلکے گی۔ پھر کہا کنکلیا میں پتھر باندھ کر اڑائیں چھوٹ کر سیدھا زمین پر آئے گا۔ یہ نافرہ ہے اقول وہی بات آگئی جو ہم نے انکی دانش پر گمان کی تھی کہ نیچے دیکھا تو جذب سمجھے اور پر نگاہ اٹھی تو اُسے بھول گئے فرار پر قرار ہوا۔

(۴) جب کوئی جسم کسی دائرے پر حرکت کرے اُس میں مرکز سے نفرت ہوتی ہے۔ پتھر تسی میں باندھ کر اپنے گرد گھماؤ وہ چھوٹنا چاہے گا اور جتنے زور سے گھماؤ گئے زیادہ زور کرے گا۔ اگر چھپٹ گیا تو سیدھا چلا جائے گا اور جس قدر قوت سے گھمایا تھا اتنی دور جا کر گرے گا۔ یہ مرکز سے پتھر کی نافریت ہے۔ اقول نافریت بے دلیل اور پتھر کی تمثیل نری علیل پتھر کو انسان یا مرکز سے نفرت نہ رغبت جانب الاف جو اُس کا زور دیکھتے ہو تمہاری دافعہ کا اثر ہے نہ کہ پتھر کی نفرت تحقیق مقام کے لئے ہم اُن قوتوں کی قسمیں استخراج کریں جو باعتبار حرکت کسی جسم پر قاسر کا اثر ڈالتی ہیں۔ اقول وہ تقسیم اول میں رد ہیں محرکہ کہ حرکت پیدا کرے اور حاصرہ کہ حرکت کو بڑھنے نہ دے مثلاً ڈھلکے ہوئے پتھر کو ہاتھ سے رکھ لو

۲۵ ص یعنی اصول علم الہیاء ۱۰۲ وغیرہ۔

۲۸ ص

ح ۲۸ ط ص ۳۱ ن یعنی نظارہ عالم ص ۲۳ ۱۲ منہ

(عالم ۱۰۱)
ط ۲۸ ص ۳۱ ن
ن یعنی نظارہ عالم ص ۲۳ ۱۲ منہ

پھر محرکہ ۲ قسم ہے جاذبہ کہ متحرک کو قاسر کی سمت پر لائے جیسے تپھر کو اپنی طرف پھینکے خواہ اُس میں

قاسر سے دور کرنا ہو کہ ظاہر ہے یا قریب کرنا مثلاً اس شکل میں ب ج آسمان

انسان ہے ج تپھر کا موضع آدمی نے لکڑی مار کر تپھر کو ج سے ب پر پھینکا تو یہ جذب

نہیں کہ انسان کی سمت خط آج تھا اسپر لانا تو جذب ہوتا وہ خط ا ب ج پر گیا کہ سمت غیر ہے لہذا

دفع ہی ہوا۔ اگرچہ تپھر پہلے سے زیادہ انسان سے قریب ہو گیا کہ آج ضلع قائمہ آج وتر سے چھوٹی

ہے پھر یہ دونوں باعتبار اتصال و انفصال زمین و قسم میں رافعہ کہ حرکت میں زمین سے بلند ہی رکھے۔

لمصطفیٰ مثلاً تپھر کو زمین سے ملا اپنی طرف لا دیا آگے سرکا د اور باعتبار نقص و کمال دو قسم ہیں منہیہ

کہ متحرک کو مستہائے مقصد تک پہنچائے قاصرہ کہ رکھے اور باعتبار وحدت و تعدد خط حرکت دو قسم

ہیں مثبتہ کہ ایک ہی خط پر رکھے ناقلہ کہ حرکت کا خط بدل دے مثلاً اس شکل میں تپھر ج آ سے ج کی

طرف پھینکا جب ب پر پہنچا لکڑی مار کر کا کی طرف پھیر دیا یہ دافعہ ناقلہ ہوئی۔ ب د

اس حرکت میں جب تک پہنچا سہ کی طرف کھینچ لیا یہ جاذبہ ناقلہ ہوئی اور اگر ج

کی طرف پھینک کر ب سے آ کی طرف کھینچ لیا تو ب تک دافعہ مثبتہ تھی کہ اُسی خط پر لیے جاتی تھی ب

سے واپسی میں جاذبہ مثبتہ ہوئی کہ اسی خط پر لائی یہ کل ۳ قسمیں ہیں ان میں سے تپھر گرد سر گھمانے میں جاذبہ

کا تو کچھ کام نہیں کہ اپنی سمت پر لانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ مقصود ہے باقی سات ^{علہ} میں سے چار قوتیں

یہاں کام کرتی ہیں حاصرہ اور تین دافعہ یعنی منہیہ رافعہ ناقلہ۔ تپھر کو پورا دور پھینکو کہ رسی خوب تن جائے

یہ منہیہ ہوئی۔ ہاتھ اٹھائے رکھو کہ زمین پر گرنے نہ پائے یہ رافعہ ہوئی۔ ہاتھ گرد سر پھرتے جاؤ کہ خط

حرکت ہر وقت بدلے یہ ناقلہ ہوئی۔ یہ قوتیں ہر وقت برقرار رہیں کہ نہ رسی میں جھول آنے پائے

نہ زمین کی طرف لائے نہ ایک سمت کھینچ کر رک جائے پھر یہ دافعہ کہ یہاں عمل کر رہی ہے اس کا

کام خط مستقیم پر حرکت دینا ہے تو دفع اول سے اُسی سمت کو جاتا اور ہر نقل سے اُسی کی سمت

سمت لیتا لیکن رسی جسے منہیہ تانے اور رافعہ اٹھائے اور ناقلہ بدل رہی ہے۔ کسی وقت اپنی مقدار

علہ ایک حاصرہ تھی اور چھ چھ جاذبہ و دافعہ۔ جاذبہ کی چھ نکل کر سات رہیں ۱۲ منہ غفرلہ

سے آگے بڑھنے نہیں دیتی ناچار ہر دفع و نقل اسی حد تک محدود رہتے ہیں اور انسان کہ یہاں مثل مرکز ہے ہر جانب اس سے فاصلہ اسی قدر رہتا ہے یہ حاصرہ ہوئی جس کا کام رسی کی بندش سے لیا گیا۔ اس نے شکل دائرہ پیدا کر دی اسے جاذب بھجنا جیسا کہ نظریاتی بیرونی سے نمبر ۱۳ میں آتا ہے۔ جہالت و نا فہمی ہے یہاں جاذب کو اصلاً دخل نہیں نہ پتھر میں کوئی نافرہ ہے بلکہ حاصرہ و دافعہ کام کر رہی ہے جتنے زور سے گھماؤ گئے اتنی ہی قوت کا دفع ہوگا پتھر اتنی ہی طاقت سے چھوٹا گمان کیا جائے گا۔ حالانکہ یہ نہ اس کا تقاضا ہے نہ اس کا زور بلکہ تمہارے دفع کی قوت ہے جسے نا فہمی سے پتھر کی نافریت سمجھ رہے ہو تنبیہ یہاں ان لوگوں کا کلام مضطرب ہے عام طور پر اس قوت کو نافرہ عن المركز کہا۔ ص ۶۶ کی تقریر میں مرکز دائرہ ہی سے تنفر لیا۔ مگر جابجا جاذب مثلاً شمس سے تنفر رکھا اور ص ۱۸ میں شمس ہی کو وہ مرکز بتایا۔ اقول ان کے طور پر حقیقت امر یہی چاہیے اس لئے کہ جسم بوجہ ماسکے اثر جذب سے انکار کرے گا تو جاذب سے تنفر ہوگا اور انھیں دو کے اجتماع سے اس کے گرد دورہ کرے گا جس کا بیان نمبر آئندہ میں ہے جب تک دورہ نہ کیا تھا مرکز تھا ہی کہاں جس سے تنفر ہوتا وہ تو اس کے دورے کے بعد مشخص ہوگا مگر ہم ان لوگوں کے اضطراب سخن کے سبب فصل اول میں مرکز شمس دونوں پر کلام کریں گے۔

(۵) انھیں جاذبہ دافعہ کے اجتماع سے حرکت دوریہ پیدا
تمام سیاروں کی گردش شمس کی جاذبہ اور اپنی ہاربہ کے سبب ہے فرض کرو
سیارہ نقطہ آ پر ہے اور آفتاب ج پر شمس کی جاذبہ ا سے ج کی طرف کھینچتی ہے اور نافرہ کا
قاعدہ ہے کہ خط تماس پر لیجا نا چاہتی ہے یعنی اس خط پر کہ خط جاذبہ پر عمود ہو جیسے آج پر آ ب
دونوں اشروں کی کشاکش کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زمین نہ ب کی طرف جلا سکتی ہے نہ ج کی جانب بلکہ

ح ۳۸ ص ۱۲
۲ : ص ۱۰۶ وغیرہ
ج : ص ۳۸
ط : ص ۵۸

دونوں کے بیچ میں ہو کر غریب نکلتی ہے یہاں بھی وہی دونوں اثر میں جاذبہ سے جاذبہ کی طرف کھینچتی ہے اور
 نافرہ کا طرف لیبا ناچا ہتی ہے۔ لہذا زمین دونوں کے بیچ میں ہو کر مرکز کی طرف بڑھتی ہے اسی طرح دورہ
 پیدا ہوتا ہے یہ مار جو اس حرکت سے بنا بطا ہر مثل دائرہ خط واحد معلوم ہوتا ہے اور حقیقتہً ایک
 لہر دار خط ہے جو کثرت نہایت چھوٹے چھوٹے مستقیم خطوں سے مرکب ہوا ہے جن میں ہر خط گویا ایک نہایت
 چھوٹی شکل متوازی الاضلاع کا قطر ہے۔ اقول^۱ یہ جو یہاں ہے کہ نافرہ سے دورہ پیدا ہوتا ہے یہی
 انکے طور پر قرین قیاس ہے اور وہ جو ان کا زبان زد ہے کہ دورے سے نافرہ پیدا ہوتی ہے بے معنی ہے
 مگر ہیأت جدیدہ الٹی کہنے کی عادی ہے جس کا ذکر تدریجاً فی فصل سوم میں ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ تنبیہ
 یہ جو یہاں مذکور ہوا کہ جاذبہ و نافرہ بلکہ دورہ بناتی ہیں یہی ہیأت جدیدہ کا مزموم ہے۔ تمام مقامات
 پر انھیں کا چرچا انھیں کی دھوم ہے ط ص ۹۲ پر بھی یہی مرقوم ہے صفحہ ۵۶ پر اس نے ایک شاخشاہ طرہایا
 کہ فرض کرو وقت پیدائش زمین خلا میں پھینکی گئی تھی کوئی شے حاصل نہ ہوتی تو ہمیشہ اُدھر ہی کو چلی جاتی
 راستے میں آفتاب ملا اور اس نے کھینچ تان شروع کی۔ اقول^۲ واقعیات کا کام فرضیات سے نہیں
 جلد آمدی کا مطلب شاید اور ممکن سے نہیں نکلتا یہ لوگ طریقہ استدلال سے محض نا بلد ہیں اگر کوئی
 شے مشاہدہ یا دلیل سے ثابت ہو اور اس کے لئے ایک سبب متعین مگر اس میں کچھ اشکال ہے
 جو چند طریقوں سے دفع ہو سکتا ہے اور ان میں کوئی طریقہ معلوم الوقوع نہیں۔ وہاں احتمال کی
 گنجائش ہے کہ جب فہم متحقق اور اس کا یہ سبب متعین تو اشکال واقع میں یقیناً مستدفع تو یہ کہنا کافی
 کہ شاید یہ طریقہ ہو لیکن یا ثابت بات کے ثابت کرنے میں فرض و احتمال کا اعلیٰ محل نہیں کہ یوں تو
 ہمارے اس فرض کی تابع ہوئی یوں فرض کریں تو ہو سکے نہ کریں نہ ہو سکے (اس سے) مدعی کے لئے
 وہی کافی مانے گا جو مجنون ہو۔ پھر اگر شے ثابت و متحقق ہے اور یہ سبب متعین نہیں تو دفع اشکال بر
 بنائے احتمال ایک مجنونانہ خیال اور اگر سرے سے شے ہی ثابت نہیں نہ اسکے لئے یہ سبب متعین

پھر اس میں یہ اشکال تو کسی احتمال سے اس کا علاج کر کے شے اور سبب دونوں ثابت مان لینا
دوہرا جنون اور پورا اتصال پھر اگر علاج کے بعد بھی بات نہ بنے جیسا کہ یہاں ہے جب تو جنونوں کی
گنتی ہی نہ رہی یہ نکتہ خوب یاد رکھنے کا ہے کہ بعض جگہ مخالف دھوکا نہ دے سکے۔

(۶) ہر مدار میں جاذبہ و نافرہ دونوں برابر رہتی ہیں ورنہ جاذبہ غالب ہو تو مثلاً زمین
شمس سے جالیے نافرہ غالب ہو تو خط ماس پر سیدھی چلی جائے دورہ کا انتظام نہ رہے۔ اقول
بتائے یہ ہیں اور خود ہی اس کے خلاف کہتے ہیں اور حقیقتاً تناقض پر مجبور ہیں جس کا بیان فصل اول
سے بعونہ تعالیٰ ظاہر ہوگا۔

(۷) نافرہ بمقدار جذب ہے اور سرعت حرکت بمقدار نافرہ۔ جذب جتنا قوی ہوگا
نافرہ زیادہ ہوگی کہ اس کی مقادمت کرے اور نافرہ جتنی بڑھے گی چال کا تیز ہونا ظاہر ہے کہ وہ متحرک
لفظ ہے و لہذا سیارہ آفتاب سے جتنا بعید ہے اتنا ہی اپنے مدار میں آہستہ حرکت کرتا ہے۔ سب سے
قریب عطارد ہے کہ ایک گھنٹہ میں ایک لاکھ پانچ ہزار تین سو ^{۱۱}سولہ میل چلتا ہے اور سب سے دور نیپچون ایک
گھنٹہ میں گیارہ ہزار نو سو اٹھاون میل۔ اقول یہ قرین قیاس ہے اور وہ جو نمبر ۱۳ میں آتا ہے
کہ جاذبہ و نافرہ بحسب سرعت بدلتی ہیں معکوس گونی پر مبنی ہونا ضرور نہیں بلکہ مقصود نسبت بتانا ہے۔
(۸) اجسام اجزائے دیمقراطیسیہ سے مرکب ہیں نیوٹن نے تصریح کی کہ وہ نہایت چھوٹے چھوٹے

جسم ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے بالطبع قابل حرکت و ثقیل و سخت و بے جوف ہیں۔ اُن میں کوئی حصہ میں
تقسیم کے اصلاً لائق نہیں اگرچہ وہ ہم اُن میں حصے فرض کر سکے۔ اقول اولاً یہ من وجہ ہمارے مذہب سے
قریب ہے ہمارے نزدیک ترک اجسام جو ہر فرد یعنی اجزائے لاتیجری سے ہے کہ ہر ایک نقطہ جوہری ہے
جن میں عرض طول عرض اصلاً نہیں وہم میں بھی انکی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ فلسفہ قدیمہ جسم کو متصل و جدائی مانا
ہے جس میں بالفعل اجزا نہیں اور بالقوہ تقسیم غیر متناہی کا قائل ہے ثانیاً نیوٹن کی تصریح کہ وہ سب

۱۲ ص ۳۲

۱۲ ص ۶۲

۱۰ ص ۱۰۳

۱۲ ص ۲۶

۱۲ ص ۲۲

اجزاء بالطبع قابل حرکت ہیں بظاہر نمبر ۲ کے مناقض ہے کہ جسم بالطبع حرکت سے منکر ہے اور اثر قاسم سے قبول حرکت اس کے فقط بالطبع کے خلاف ہے مگر یہ کہا جائے کہ طبیعت ہی میں قبول اثر قاسم کی استعداد رکھی گئی ہے کہ یہ صلاحیت نہ ہوتی تو قاسم سے بھی حرکت ناممکن ہوتی اور طبیعت ہی کو اپنے وزن و ثقل طبعی کے باعث حرکت سے انکار ہے یہ قوت ہے جس کا کام فعل کرنا ہے یعنی محرک کی مسرحت اور وہ صلاحیت ہے جسکی شان قبول اثر ہے۔ حاصل یہ کہ اپنے وزن کے سبب مانفت کرتی ہے اور قوت قسمر کے باعث قبول کر لیتی ہے تو تعارض نہیں۔ ثالثاً یہ سب سہی مگر یہ قول الیہ صادر ہوا کہ ساری ہیات جدیدہ کا خاتمہ کرایا۔ جس کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے۔ معلوم نہیں نیوٹن نے کس حال میں ایسا لفظ ثقیل لکھ دیا جس نے اسی کے ساختہ پر داخہ قواعد جاذبیت کو خفیف کر دیا فائدہ ہمارے علم کے تشکیل ثقل و وزن میں فرق فرماتے ہیں وہ لفظ نوع ہے یہ لفظ فرد۔ وہ ایک صفت مقتضائے صورت نوعیہ ہے جس کا اثر طلب سفلی ہے اسے حجم و وزن و کثرت اجزاء سے تعلق نہیں ٹھہے میں لوہے کی چٹکنی سے وزن زائد ہے مگر لوہا لکڑی سے زیادہ ثقیل ہے اور حدائق النجوم میں کہا ثقل ہمیشہ جسم کو نیچے کھینچتا ہے پھر ثقل کیا کہ ثقل وہ میل طبعی ہے کہ سب اجسام کو کسی مرکز کی طرف ہے۔ اقول^{۱۶} یہ مساحت ہے ثقل میل نہیں بلکہ سبب میل ہے جیسا خود آگے کہا کہ وہ دو قسم ہے اول مطلق یعنی نفس ثقل جسکے سبب جملہ اجسام اپنے مرکز مجموعہ کی طرف میل کرتے ہیں۔ جیسے ہمارے کرہ کے عنصریات جانب مرکز زمین یہ ہمیشہ مقدار مادہ جسم کے برابر ہوتا ہے جس میں اسکی جسامت کا اعتبار نہیں تو لکڑی اور لوہا دونوں کا ثقل مطلق برابر ہے۔ اقول^{۱۷} اولاً

کہنا تھا کہ دونوں ثقل مطلق میں برابر ہیں یعنی میل بمركز زمین دونوں کی طبیعت میں ہے مطلق میں موازنہ کی گنجائش کہاں۔ ثانیاً اسی وجہ سے مطلق کو مقدار مادے کے مساوی ماننا جہل ہے کیا مقدار مادہ کی کمی بیشی سے مطلق بدلے گا ثالثاً یہ جو تفاوت مادے سے کم بیش ہوتا ہے محال ہے کہ لوہے اور لکڑی میں مساوی ہو۔ جسم جتنا کثیف تر اس میں مادہ یعنی وہی اجزائے رقیقہ کثیفہ کم سیاتی بیشتر لوہے کی

کثافت لکڑی کہاں سے لائے گی یہ لوگ جب اس میدان میں آتے ہیں ایسی ہی ٹھوکریں کھاتے ہیں پھر کہاں دوسرا ثقل منساف یعنی ایک جسم کو دوسرے کی نسبت سے یہ باختلاف انواع مختلف ہوتا ہے۔ ایک ہی حجم کی دو چیزوں میں انکے مادوں کی نسبت سے مختلف ہوتا ہے۔ ایک انگل کعب لوبا بھی لوبا لکڑی بھی لوبا زیادہ بھاری ہوگا کہ مساوی جسامت کے لوبے میں لکڑی سے مادہ زائد ہے۔ اقول فرق کیا ہوا ثقل مطلق بھی موافق مقدار مادہ تھا جس کے یہی معنی کہ مادے کی کمی بیشی سے بدلے گا یہی مضاف میں ہے کمی بیشی کا لحاظ وہاں بھی بے لحاظ تعدد نسبت دوشے ممکن نہیں اگر یہ فرض کر لو کہ شے واحدین مادہ اس سے کم ہو جائے تو ثقل کم ہوگا اور زائد تو زیادہ ہوگا تو یہ کیا دو چیزوں اور ان کی نسبت کا اعتبار نہ ہوا بالجملہ ان کے یہاں مدار ثقل کثرت اجزاء پر ہے کم اجزاء میں کم زائد میں زائد اور یہ نہیں مگر وزن تو ان کے یہاں ثقل و وزن شے واحد ہے۔ ہم آئندہ غالباً اسی پر بنائے کلام رکھیں گے۔

(۹) ہر جسم کا مادہ جسے مہیولی و جسمیہ بھی کہتے ہیں وہ چیز ہے جس سے جسم اپنے مکان کو بھرتا اور دوسرے جسم کو اپنی جگہ آنے سے روکتا ہے۔ اقول یہ وہی اجزائے دیمقراطیسیہ ہوتے اور انکی کمی بیشی جسم تعلیمی یعنی طول عرض عمق کی کمی بیشی پر نہیں بلکہ جسم کی کثافت پر ایک حجم کے درجہ ایک دوسرے سے کثیف تر ہو جیسے آہن و چوب یا طلا و سیم کثیف تر ہیں۔ اجزاء زیادہ ہونگے۔ کبھی زیادہ حجم میں کم جیسے لوبا اور رول۔

(۱۰) جاذبیت بحسب مادہ سیدھی بدلتی ہے اور بحسب مزاج بعد بالقلب۔ اقول یہاں مادے سے مادہ جاذب مراد ہے اور تبدیل سے طاقت جذب کا تفاوت یعنی جاذب میں جتنا مادہ زائد اتنا ہی اس کا جذب قوی۔ یہ سیدھی نسبت ہوئی اور بعد مجذوب کا مجذوب جتنا زائد اتنا ہی جذب ضعیف گزیر بعد پر جو جذب ہے دو گزیر اس کا چہارم ہوگا۔ دس گزیر اس کا سوواں حصہ۔ یہ نسبت معکوس ہوئی کہ کم پر زائد زائد پر کم۔ نتیجہ (۸) کثیف تر کہ جذب اشد (ب) تر بنا

پراثر اکثر (جر) خط عمود پر عمل اقویٰ تنبیہ جلیل اقول یہ قاعدہ دلیل روشن ہے کہ طبعی قوت
جذب ہر شے کی طرف یکساں متوجہ ہوتا ہے مجذب کی حالت دیکھ کر اس پر اپنی پوری یا آدھی یا تہنی
قوت اس کے مناسب جانے صرف کرنا اس کا کام ہے جو شعور و ارادہ رکھے طبعی قوت ادراک نہیں
رکھتی کہ مجذب کی حالت جانچے اور اسکے لائق اپنے کل یا حصے سے کام لے وہ تو ایک ودیعت رکھ
قوت بے ارادہ و بے ادراک ہے نہ اس میں جدا جدا حصے ہیں شے واحد ہے اور اس کا فعل واحد
ہے اس کا کام اپنا عمل کرنا ہے مقابل کوئی شے کیسی ہی ہو بھیکا ہو اکپڑا دھوپ میں بھیلادو۔
جسکے ایک حصے میں خفیف نم ہو اور دوسرا حصہ خوب تر حرارت کا کام جذب رطوبات ہے اس وقت
کی دھوپ میں جتنی حرارت ہے وہ دونوں حصوں پر ایک سی متوجہ ہوگی ولہذا نم کا حصہ جلد
خشک ہو جائے گا اور دوسرا دیر میں کہ اتنی حرارت اس خفیف کو جلد جذب کر سکتی تھی اور اگر
یہ ہوتا کہ طبعی قوت بھی مقابل کی حالت دیکھ کر اسی کے لائق اپنے حصے سے اس پر کام لیتی تو آدھا
نم بھی اتنی ہی دیر میں سوکھتی جتنی میں وہ گہری تری کہ ہر ایک پر اسی کے لائق جذب آتا نم پر
کم اور تری پر زائد حالانکہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ دھوپ اپنی قوت جذب کا پورا عمل دونوں پر کر لے
ولہذا کم کو جلد جذب کر لیتی ہے یوں ہی مقناطیس لوہے کے ذروں کو ریزوں سے جلد
جذب کرے گا اگر ہر ایک کے لائق جذب کرتا تو جس قوت سے ریزوں کو کھینچا تھا عام ازیں
کہ کل قوت تھی یا بعض جو نسبت ذروں کو ان ریزوں سے ہے اسی نسبت کے حصے قوت سے
ذروں کو کھینچتا دونوں برابر آتے۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً سب کو اپنی پوری قوت سے کھینچا جس نے
ملکے پر زیادہ عمل کیا یوں ہی بعد کے بڑھنے سے جذب کا ضعیف ہوتا جانا قطعاً اسی بنا پر ہے
کہ وہی قوت ذائقہ ہر جگہ عمل کر رہی ہے۔ ظاہر کہ قریب پر اس کا عمل قوی ہوگا اور جتنا بعد بڑھے گا
گھٹتا جائیگا اور اگر بعد کے لائق مختلف حصے کام کرتے تو ہرگز بعد بڑھنے سے جذب میں ضعف
نہ آتا جتنک ساری طاقت ختم نہ ہو چکی کہ ہر حصہ بعد پر طبیعت اپنی قیمت کے حصے بڑھاتی جاتی اور نسبت
یکساں رہتی ہاں جب آگے کوئی حصہ نہ رہتا تو اب بعد بڑھنے سے گھٹتی کہ اب عمل کرنے کو یہی قوت را

معینہ رہ گئی بالجملہ بعد بڑھنے سے ضعف آنے کو لازم ہے کہ ہر جگہ ایک ہی قوت معینہ عامل ہو اور وہ کوئی حصہ نہیں ہو سکتی کہ حصوں کی تقسیم غیر متساوی یہ حصہ معین ہوا وہ کیوں نہ ہو اگر تریج بلا مزج ہے لہذا واجب کہ طبعی جاذب ہمیشہ اپنی پوری قوت سے عمل کرتا ہے۔ یہ جلیل فائدہ یاد رکھنے کا ہے کہ بعونہ تعالیٰ بہت کام دے گا تنبیہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مثلاً زمین کا پورا کرہ اپنی ساری قوت سے ہر شے کو کھینچتا ہے بلکہ مجذوب کے مقابل جتنا ٹکڑا ہے جیسے اس کپڑے کو شرق و مغرب پھیلی ہوئی ساری دھوپ نے نہ سکھا یا تنھا بلکہ اسی قدر نے جو اسکے محاذی تھی۔

(۱۱) جذب بحسب مادہ مجذوب ہے دشا جز کا جسم جتنی طاقت سے کھینچے گا شو جز کا اس کا وہ چند ہے۔ اگر تم ایک سیر اور دوسرے دشا سیر کے جسم کو برابر عرصے میں کھینچنا چاہو تو کیا دس سیر کو دس گنے زور سے نہ کھینچو گے اقول یہ بجائے خود ہی صحیح رکھتا تھا جب اس میں مجذوب پر نظر ہو اور اسکے دو محل ہوتے اول طلب کا تبدل یعنی ہر مجذوب اپنے مادے اور بعد کے لائق طاقت مانگے گا جاذب میں اتنی قوت ہے کھینچنے کا ورنہ نہیں۔ یوں یہ دونوں نسبتیں مستقیم ہیں کہ مجذوب میں مادہ خواہ بعد جو کچھ بھی زائد ہو اتنی ہی طاقت چلے گا۔ دوم مجذوب پر اثر کا تبدل یوں یہ دونوں نسبتیں معکوس ہیں کہ مجذوب میں مادہ خواہ بعد جس قدر زائد اسی قدر اس پر جذب کا اثر کم اور جتنا مادہ یا بعد کم اتنا ہی زائد۔ مگر اس صحیح بات کو غلط استعمال کیا ہے اس میں جاذب پر نظر رکھی کہ وہ مادہ کو زن مجذوب کے لائق اس پر اپنی قوت صرف کرتا ہے یہ بھی صاحب ارادہ طاقت کے اعتبار سے صحیح تھا مگر اسے قوت طبعیہ پر ڈھالاکہ مجذوب میں جتنا مادہ ہوگا زمین اُسے اتنی ہی طاقت سے کھینچے گی۔ اب یہ محض باطل ہو گیا۔ اولاً اس کا بطلان ابھی سن چکے اور انسان سے تشیل جہالت۔ انسان ذی شعور ہے زمین صاحب اور اک نہیں کہ مجذوب کو دیکھے اور اسکی حالت جانچے اور اس کے لائق قوت کا اندازہ کرے تاکہ اتنی ہی قوت اس پر خرچ کرے۔

تنبیہ اگر یہ ہے تو وہ پہلا فائدہ جس پر ساری ہیاتِ جدیدہ کا اجماع اور سردار فلسفہ جدیدہ

نیوٹن کا اختراع ہے صاف غلط ہو جائے گا جب زمین مجذوب کے مادوں کا ادراک کرتی ہے اور ان کے قابل اپنی قوت کے حصے چھانی ہو ہے تو کیوں نہ اس کے بعد کا ادراک کرے گی اور ہر بعد کے لائق اپنی قوت کا حصہ پھیلنے کی تو ہر بعد پر جذب یکساں رہے گا۔ مثلاً ^{۲۲}تنبیہ اقول ملاحظہ نمبر ۲ سے یہاں ایک اور سخت اعتراض ہے نمبر ۱۵ میں آتا ہے کہ تمہارے نزدیک اختلاف وزن اختلاف جذب پر متفرع ہے اور ہم ثابت کرینگے کہ ہیات جدیدہ کو اس اقرار پر قائم رہنا لازم ورنہ ساری ہیات باطل ہو جائے گی۔ اب یہاں اختلاف جذب اختلاف وزن پر متفرع کیا کہ دس سیر کا جسم دس گنی طاقت کھینچے گا۔ یہ کھلا دور ہے اگر کہیے اختلاف وزن پر نہیں اختلاف مادے پر متفرع کیا۔ اختلاف وزن سے مثال دی ہے کہ ہمارے جذب سے پہلے جذب زمین نے وزن پیدا کر دیا ہے۔ اقول ^{۲۳} مختلف قوت جذب چاہنا اختلاف وزن سے ہوتا ہے مادے میں جب پیش از جذب کچھ وزن ہی نہیں تو بے وزن چیز قلیل ہو یا کثیر مختلف قوت چاہے گی اگر کہیے اختلاف مادے سے اس کے مختلف ہوگی لہذا مختلف جذب درکار ہوگا۔ اقول ^{۲۴} ماسکہ بحسب وزن ہی تو ہے (ع ۲) پھر اختلاف وزن ہی پر بنا آگئی ورنہ در قائم رہا مگر صاف انصاف یہ کہ نمبر ۲ نیوٹن کے قول نمبر ۸ پر مبنی اور ہیات جدیدہ کا بیخ کن ہے جسے وہ کسی طرح تسلیم نہیں کر سکتی بلکہ جا بجا اس کا رد کرتی ہے جس کا بیان نمبر ۱۵ میں آتا ہے۔ ہیات ^{۲۵} جدیدہ کے طور پر صحیح یہ ہے کہ ماسکہ بر بنائے وزن نہیں بلکہ نفس مادے کی طبیعت میں حرکت سے انکار ہے تو جس میں مادہ زیادہ ماسکہ اندکانکار افزون تو اس کے جذب کو قوت زیادہ درکار۔ یہ تقریر یاد رکھیے اور اب یہ اعتراض یکسر اٹھ گیا۔ ^{۲۶}تنبیہ حیات جدیدہ نے اس تناقض کی بنا پر ایک اور قاعدہ اس سے بھی زیادہ باطل تراشا جسے اپنے مشاہدے سے ثابت بتاتی ہے بھلا مشاہدے سے زیادہ اور کیا درکار ہے۔ وہ اس سے اگلا قاعدہ ہے۔ ^{۲۷}تنبیہ ضروری اقول ^{۲۸} یہ دونوں قاعدے متناقض صحیح مگر ان سے اتنا کھل گیا کہ جذب کی تبدیل تین ہی وجہ سے ہے مادہ جذب مادہ مجذوب بعد۔ جن میں قابل قبول صرف دو ہیں۔ مادہ مجذوب اس نمبر ۱۱ نے ظہور

میں نغمہ اور شطرنج میں بغلہ بڑھایا بہر حال مجذوب یا مجذب واحد سے جاذب واحد کا جذب ہمیشہ یکساں رہیگا وہ جو نمبر ۱۳ میں آتا ہے کہ جاذبیت بحسب سرعت بدلتی ہے نمبر ۱ میں گزرا کہ اصل میں سرعت بحسب جاذبیت بدلتی ہے۔

(۱۲) جذب اگرچہ با اختلاف مادہ مجذوب مختلف ہوتا ہے مگر جاذب واحد مثلاً زمین کے جذب کا اثر تمام مجذوبات صغیر و کبیر پر یکساں ہے سب ہلکے بھاری اجسام کہ زمین سے برابر فاصلے پر ہوں ایک ہی رفتار سے ایک ہی آن میں زمین پر گر گرتے کہ ان میں آپ تو کوئی میل ہے نہیں جذب سے گرتے اور اس کا اثر سب پر برابر ایک حصہ مادے کو زمین نے ایک قوت سے کھینچا اور دس حصے کو وہ چند قوت سے تو حاصل وہی رہا کہ ہر حصہ مادہ کے مقابل ایک قوت لہذا اثر میں اصلاً فرق نہ ہوتا مگر ہوتا ہے بھاری جسم جلد آتا ہے اور ہلکا دیر میں اس کا سبب بیچ میں ہونے کے حامل کی مقادمت ہے بھاری جسم سے جلد مغلوب ہو جائیگی کم رو کے گی جلد آئے گا ہلکے سے دیر میں متاثر ہوگی زیادہ رو کے گی دیر لگائے گا۔

اس کا امتحان آکھ ایریمپ سے ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ ہوا برتن سے نکال لیتے ہیں۔ اس وقت روپیہ اور روپے برابر کا غذا یا پتر ایک ہی رفتار سے زمین پر پہنچتے ہیں یہ حاصل ہے اس کا جو چار صفحات سے زائد میں لکھا۔ اقول اولاً اس سے بڑھ کر عاقل کون کہ لفظ کہے اور معنی نہ سمجھے جس میں وزن زیادہ ہے وہ مقادمت ہوا پر جلد غالب آتا ہے۔ زیادہ وزن کے کیا معنی یہی نہ کہ وہ زیادہ جھکتا ہے یہ اس کی اپنی ذات سے ہے تو انسی کا نام میل طبعی ہے جس کا ابھی تم نے انکار مطلق کیا اور اگر زمین اسے زیادہ جھکاتی ہے تو یہی تفادات اثر جذب ہے اس پر زیادہ نہ ہوتا تو زیادہ کیوں جھکتا۔

ثانیاً زیادت وزن کا اثر صرف یہی نہیں کہ مقادمت پر جلد غالب آئے بلکہ اس کا اصل اثر زیادہ جھکنے ہے۔ مقادمت پر جلد غلبہ بھی اسی زیادہ جھکنے سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر پہاڑ آکر معلق رہے نیچے نہ جھکے ہوا کو ذرہ بھر شوق نہ کرے گا تمہاری جہالت کہ تم نے فرع کو اصل رکھا اور اصل کو لخت اٹھا دیا۔ مقادمت پر اثر ڈالنا زیادہ جھکنے پر موقوف تھا لیکن زیادہ جھکنا کسی مقادمت کے ہونے نہ ہونے پر موقوف نہیں وہ نفس زیارت وزن کا اثر ہے تو ہوا بالکل نکال لینے پر بھی یقیناً رہیگا

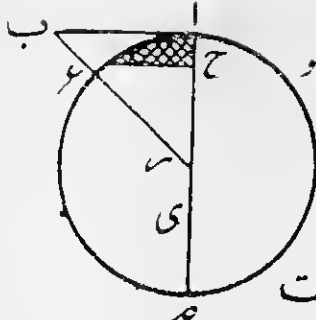
اولا اسے جاذبیت رکھی کہ سہم قوس آء ہے اور آب و انعیت کے مساوی سہم جیب قوس مذکور ہے اور جیب سہم سوا ربع دور و سہ ربع دور کے کبھی مساوی نہیں ہو سکتے ربع اول و چہارم میں ہمیشہ جیب بڑی ہوگی اور دوم و سوم میں ہمیشہ سہم اور بوجہ صغر قوس قلت تفاوت کا عذر مردور ہے۔ ثانیاً آب و انعیت نہیں بلکہ وہ مسافت جس تک اس دفع کے اثر سے جاتا خود بھی اسے دلیل نافرہ کہا یہاں دفع کہا جب اتنا اثر ہے تو جاذب کے تذاب سے اگر گھٹے نہیں تو بڑھنا کوئی معنی ہی نہیں رکھتا تو جسم یہاں اسی قدر مسافت پر جا سکتا ہے۔ وہ قوس آء رکھی پھر و تراو واجب کہ آب و آء یعنی جیب و وتر مساوی ہوں اور یہ قطعاً ہمیشہ محال ہے (۱۱)

آء قائم الزاویہ میں آء و وتر دونوں قائم ہوئے یا قائمہ مساوی حادثہ اور عذر صغر پہلے رد ہو چکا۔ ثانیاً اگر سہم و آء و وتر بھی مساوی ہو گئے اور یہ بھی محال ہے اب مثلث آء قائم الزاویہ مختلف الاضلاع ہو گیا اور قائمہ ۶۰ درجے کا رہ گیا اور ایک ثانیہ ۸۰ درجے ایک ثانیہ ہوا کہ سہم محیطیہ ایک ثانیہ پر پڑا ہے اور سہم محیطیہ ایک ثانیہ کم نصف دور پر اور دونوں مساوی ہیں کہ دونوں کے وتر مساوی ہیں (ما مونی) تو دونوں قوسیں مساوی ہیں (مقالہ ۳ شکل ۲۵) بالجملة اس پر پیشہا راستی ہے۔ سراجا یہ ضرور ہے کہ مہندسین نہایت صغیر قوسوں میں اُن کے وتر اُن کی جگہ لے لیتے ہیں جیسے اعمال کسوف و خسوف میں مگر اسے تو حکم عام دینا ہے ہر جگہ یہ ٹوکے چلے گا دیکھو نصف دور ۱۸۰ درجے محیطیہ ہے اور اس کا وتر کہ قطر ہے صرف ۱۲۰ درجے وہ بھی قطریہ کہ محیطیہ کے $\frac{1}{2}$ سے بھی کم ہوئے فرض کر دو قوس آء ۶۰ درجے ہے تو درجات قطر یہ سے آء سہم صرف ۳۰ ہے اور سہم

۳۰ تو یہ نصف ثانیہ ہوا اور سہم آء ۹۸۹۵۹۳۰ اور دونوں مساوی ہیں اور نسبت اصنان مثل نسبت الضاف ہے (اقلیدس مقالہ شکل ۱۵) تو ایک ثانیہ ۹۸۹۵۹ کے برابر ہوا۔ یعنی

$$1 = ۹۸۹۹۹۶۴ : ۹۸۹۹۸۶۴ \text{ یہ میں تحقیقات جدیدہ } ۱۲ \text{ منہ غفر}$$

۱۲ یعنی ۱۱۴ درجے ۳۵ دقیقے ۲۹ ثانیے ۳۶ ثالثے ۴۷ رابعے ۱۲ منہ غفر



جیب تقریباً ۵۲ آعر قوس تقریباً ۶۳ مجنون ہے جو ان سب کو
مساوی کہے خاصاً تساوی قوتیں پر شکل وہ نہ ہوگی بلکہ یہ
اب دلیل و افغہ ہے آ کو مرکز ماکر بعد ب پر قوس ب س
کھینچی جس نے محیط کو غر پر قطع کیا اور قطر کو س پر تو آعر مسافت

و اثر دافعیہ ہوئی اور اس اثر جاذبیت اب اس سہم قوس آعر نہیں بلکہ اس کا سہم
آح ہے بحکم شکل مذکور اقلیدس آح بحسب مربع آعر بدلیگا نہ کہ جاذبیت اس سادسا۔
دعویٰ میں جاذبہ نافرہ دونوں تھیں اور بغرض باطل اس دلیل سے ثابت ہوا تو جاذبہ کا بحسب
مربع مسافت بدلنا جسے بنیادانی مربع سرعت کہا سرعت مسافت نہیں بلکہ مسافت مساوی
کو زمانہ اقل میں قطع کرنا نافرہ کے دعوے کو تساوی جاذبہ و نافرہ پر حوالہ کیا اور اسے خود
شکل میں بگاڑ دیا کہ جاذبہ سہم رکھی اور دافعیہ جیب۔ بلکہ دتر۔ بلکہ قوس۔ اہل انصاف
دیکھیں یہ حالت ہے انکی اوہام پرستی کی اپنے باطل خیالات کو کیسا زبردستی برہان مہندی
کا لباس پہنا کر پیش کرتے ہیں۔

(۱۴) ہر دائرے میں جاذبہ ہو یا نافرہ بحسب نصف قطر ۵۲ مربع زمانہ
دورہ ہے اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آفتاب جو زمین کو کھینچتا ہے اور زمین قمر کو ان
دونوں کششوں میں کیا نسبت ہے نصف قطر مدار قمر کو ایک فرض کریں تو نصف قطر مدار
زمین ۴۰ ہوگا اور اس کی مدت دورہ ۲۷۵۳۲۵ دن ہے اور اسکی ۲۵ و ۳۶ دن بانجھذا
قمر بہ شمس: انجذاب قمر بہ ارض :: (۲۷۵۳۲۵) : ۲ :: (۲۵ و ۳۶) : ۱ یعنی شمس اگرچہ
دور ہے قمر کو ۲۵ زمین سے زیادہ کھینچتا ہے اتنے۔ اقول ۴۱ متبیین بدل گئے یوں کہنا
تھا کہ انجذاب قمر بہ ارض: انجذاب قمر بہ شمس :: الخ اور اختصار میں ۲ چلے گئے تھا کہ

۵۱ یعنی درجے ۵۷ دقیقے ۱۴ ثانیے ۲۹ ثالثے ۱۴ رابعے ۱۲ منہ غفرلہ

۵۲ یعنی درجے ۴۹ دقیقے ۵۴ ثانیے ۲۰ ثالثے ۲۴ رابعے ۱۲ منہ غفرلہ

۵۳ ص ۵۴ ۱۲ - ۵۵ ص ۵۴ ۱۲

حاصل ۲۵۲۳۷ ہے کہ ربع سے قریب ہے پھر بغرض صحت اس سے ثابت ہوتی تو وہ نسبت جو قمر کو زمین اور زمین کو شمس کی کشش میں ہے۔ جیسا کہ ابتداء دعویٰ کیا تھا۔ اور نتیجہ میں رکھی وہ نسبت جو قمر کو کشش زمین و شمس میں ہے خیر اسے کہہ سکیں کہ بوجہ قلت مقدار دورہ و بعد زمین کو دورہ و بعد قمر رکھا مگر اس کے بیان میں اس دلیل کا منہی یہی قاعدہ نمبر ۱۱ ہے اور اس کا منہی قاعدہ نمبر ۱۳ جس کے شدیداً بطلان ابھی سن چکے۔

(۱۵) وزن جذب سے پیدا ہوتا اور اس کے اختلاف سے گھٹنا بڑھتا ہے اگر

جسم پر جذب اصلانہ ہو یا سب طرف سے مساوی ہونے کے باعث اس کا اثر نہ رہے تو جسم میں کچھ وزن ہوگا جسم اگر مرکز زمین پر چلے جائیں تمام ذرات زمین ہمکو برابر کھینچیں گے اور اثر کشش جاتا رہے گا ہم بے وزن ہو جائیں گے۔ اقول یہ نری بے وزن بدیہی البطلان بات کہ جسم میں خود کچھ وزن نہیں جذب سے پیدا ہوتا ہے ہیات جدیدہ کی کثیر تصریحات سے واضح و آشکار ہے اکتشاف عطار دسونے کے قریب زمین سے دو چند ہے مگر اس کے صغر کے سبب اس کی جاذبیت جاذبیت زمین کی ۱/۵ ہے اسی نسبت سے اوزان اس کی سطح پر گھٹتے ہیں جو چیز زمین پر من بھر ہے عطار د پر رکھ کر تولیں تو صرف چوبیس سیر ہوگی۔ ب سطح ۱/۵ آفتاب پر جسم کا وزن سطح زمین سے ۲۸ گنا ہوتا ہے یعنی یہاں کا من وہاں کا من ہو جائے گا وہاں کا من یہاں من رہ جائے گا اس کا رد فصل ۲ رد ۱۴ سے روشن ہوگا۔ ج جو چیز ۱/۵ سطح زمین پر تین ہزار چھ سو رطل کی ہے کہ اس کے بعد مرکز سے بقدر نصف قطر زمین ہے اگر سطح زمین نصف قطر کی دوری پر رکھیں ۹ سو رطل رہ جائے گی اور پورے قطر کے بعد پر چار ہی سو اور ڈیڑھ قطر کے فاصلے پر سوا دو سو اور دو قطر کے فاصلے پر ایک سو چوبیس

عہ کما قال فی اول هذه النمرة ۱۲۰۹ ان القمر بدور حول الشمس على معدل بعد

الارض وفي نفس مدة دوران الارض حولها الخ ۱۲ منہ

۱۵ ط ص ۱۲ ۱۵ ط ص ۱۲ ۱۵ ص ۱۲ ۱۵ ص ۱۲

۱۵ ح ص ۳۸

ہی رطل رہے گی کہ مزاج بوجھتے بڑھتے ہیں جاذبیت اتنی ہی کم ہوتی ہے تو ویسا
 ہی وزن گھٹتا جائے گا یعنی ساڑھے چار قطر کے بعد پر ۲۶ ہی رطل رہے گا اور ساڑھے
 پانچ پر صرف ۲۵۔ اور ساڑھے نو پر ۹ ہی رطل اور ساڑھے چودہ پر چار رطل اور ساڑھے
 انتیس پر ایک ہی رطل رہے گا۔ تین ہزار پانچ سو ننانوے رطل اڑ جائیں گے علی
 ہذا القیاس عو ز میں خط استوا کے پاس شے کا وزن کم ہوگا اور جتنا قطب کی طرف ہو بڑھتا
 جائے گا کہ خط استوا کے پاس جاذبیت کم ہے اور قطب کے پاس زیادہ۔ ولیم ہرسل نے کہا
 نجیّات پر یعنی مریخ و مشتری کے درمیان آدمی ہو تو ساڑھے فٹ اونچا بے تکلف جست کر سکے۔
 اقول^{۱۹} تو یورینس پر جا کر تو خاصا کچھیر دھو جائے گا جدھر جا ہے اڑتا پھرے گا۔ پھر کہا
 اور ساڑھے فٹ لمبائی سے اُن پر گرے تو اس سے زیادہ ضرر نہ دے جتنا ہاتھ بھر لمبائی سے زمین
 پر گرنا۔ اقول^{۲۰} تو نیپچون پر جا کر تو روئی کا کالا ہو جائے گا کہ ہزاروں گز لمبائی سے سخت پتھر پر
 گرے کچھ ضرر نہ ہوگا۔ یہ ہیں ان کی خیال بندیاں اور انھیں ایسا بیان کریں گے گویا عطار د
 آفتاب پر کچھ رکھ کر قول لائے ہیں نجیّات پر بیٹھ کر کود آئے ہیں ان تمام خرافات کا بھی حاصل
 وہی ہے کہ جسم میں فی نفسہ کوئی وزن نہیں ورنہ ہر کرے ہر مقام پر بعد پر محفوظ رہتا جاذبیت
 کی کمی بیشی سے صرف اس پر زیادت میں کمی بیشی ہوتی ظاہر ہے کہ جو کچھ بھی وزن مانو اس سے
 زیادہ بعد پر بقدر مربع بعد گھٹے گا اور بعد ہیات جدیدہ میں غیر محدود ہے تو کمی بھی غیر محدود
 ہے۔ پہاڑ کا وزن رائی کے دلنے کا ہزاروں حصّہ رہے گا پھر اس پر بھی نہ رے گا تو کوئی
 وزن کہیں محفوظ نہیں جسے اصلی ٹھہرایے مگر اس جبری بہادر طے اسے اور بھی کھلے نفلوں
 میں کہہ دیا اس کی عبارت یہ ہے جس سبب سے کہ چیزیں زمین پر گر پڑتی ہیں اُسی سبب سے اُن میں
 وزن بھی پیدا ہوتا ہے یعنی کشش ثقل ان کو بھاری کرتی ہے بوجھ اشیا میں موافق مقدار کشش کے

طالع ص ۵۳ ۱۲۔ ۵۲ ص ۲۹

۵۲ دیکھو ص ۲۶ ۱۲ اقول^{۵۲} بعد دیگر سیارہ دیگر کے جذبے اور وزن ہلکا ہوگا زمین کے خلاف جہت کھینچا
 اور بغرض غلط ہو بھی تو کام نہ دیگا کہ وہ بھی عارضی ہوا کلام وزن اصلی میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ

ہوگا، یہ ہے فلسفہ جدیدہ اور اس کی تحقیقاتِ ندیدہ کہ پہاڑ میں آپ کچھ وزن نہیں دہ اور رائی
 کا ایک دانہ ایک حالت میں ہیں۔ اقول^{۵۳} حقیقت امر اور اختلافِ جذب سے اُن کے دھوکے
 کا کشف یہ ہے کہ ہر جسم ثقیل یقیناً اپنی حد ذات میں وزن رکھتا ہے۔ پہاڑ اور رائی ضرور مختلف
 ہیں شے میں جتنا وزن ہو اس کے لائق دباؤ ڈلے گی پھر اگر اُس کے ساتھ کوئی جذب بھی شریکِ کرد
 تو دباؤ بڑھ جائے گا اور جتنا جذب بڑھے اور بڑھے گا بیس سیر کا پتھر آدمی سر پر رکھے وہ دباؤ گاہ اور
 اس میں رستیاں باز نہ کر دو آدمی نیچے کو زور کریں دباؤ بڑھے گا۔ چار آدمی چاروں طرف سے کھینچیں
 اور بڑھے گا لیکن جذب کی کمی بیشی اصل وزن پر کچھ اثر نہ ڈلے گی جذب کم ہو یا زیادہ یا اصلانہ ہو وہ
 بدستور رہے گی ہاں اگر اوپر کی جانب کوئی جاذب یا چاری کی طرح اُدھر سے سہارا دے یا کمائی کی
 لچک کی طرح اوپر اُچھالے تو ان صورتوں میں وزن کا احساس کم ہو گا یا اصلانہ ہو گا فی نفسہ وزن
 اصلی اب بھی برقرار رہے گا مگر جذب زیریں کی کمی یا نفی احساس اصلی میں بھی فرق نہیں کر سکتی
 کہ نیچے جذب نہ ہونا نہ اوپر کو کھینچتا ہے نہ سہارا نہ اُچھال تو اصلی وزن کا دباؤ کم ہونا محال۔
 بالجمہ جذب موید تھا نہ کہ مولد لیکن انھوں نے جذب کو وزن کا مولد مانا اور واقعی اُن کو اس
 منکار برے کی ضرورت ہے کہ وزن ذاتی میل طبعی کو ثابت کرے گا اور اس کا ثبوت جاذبیت
 کا خاتمہ کر دے گا۔ کماسیاتی اور اس کے ختم ہوتے ہی ساری ہیاتِ جدیدہ کی عمارت ڈھ
 جائے گی۔ کہ اس کی بنیاد کا یہی ایک پتھر ہے تو قطعاً اس کا مذہب یہی ہے جیسا کہ اُس
 کی تصریحاتِ کثیرہ سے آشکار۔ نیوٹن کا قول نمبر ۸ جسے ماننا ہو پہلے ہیاتِ جدیدہ کا
 سارا دفتر اور خود نیوٹن کے قواعدِ جاذبیت سب دریا برد کر دے ظاہراً وہ نیوٹن نے^{۱۶۶۵}
 سے پہلے کہا ہو جب تک سیب نے گر کر جاذبیت نہ سمجھائی تھی اور اسی پر نادانستہ نمبر ۲ مبنی ہوا
 بہر حال کچھ ہو ہم سب اُن کی ان تصریحاتِ متناقضہ سے کام لے سکتے ہیں کہ انھیں کے
 اقوال ہیں لیکن ان کو اس نمبر ۱۵ سے کوئی مضر نہیں وہ ہیاتِ جدیدہ بنی رکھنی چاہیں تو
 اس کے ماننے پر مجبور ہیں کہ کسی جسم میں خود کوئی وزن نہیں بلکہ جذب سے پیدا ہوتا ہے۔
 یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے کہ آمیندہ دھوکا نہ ہو ہم اس پر اُس سے زیادہ کیا کہیں جو کہ چکے

کہ یہ براہتہ باطل ہے ہاں وہ جو کروں پر اختلاف وزن بتایا ہے اس سے پہلے تراخیں بتا دیں۔ ^{۵۴} فاقول ہیأت جدیدہ سے کہنے کیوں خط استوا سے قطب تک دوڑے یا عطار دو آفتاب تک پھیلا نکلتی پھرے اس کا زعم سلامت ہے تو خود اس کے گھر میں ایک ہی جگہ رکھے رکھے شے کا وزن گھٹتا بڑھتا رہے گا آج سیر بھر کی ہے کل سوا سیر ہو جائے گی پرسوں تین پاؤ رہ جائے گی پھر ڈیڑھ سیر ہو جائے گی۔ کوئی عاقل بھی اس کا قائل ہے وجہ یہ کہ سیارہ اپنی اتمار و نجیمات (وہ مشابہ سیارہ سوا سو سے زائد اجرام کمریخ و مشتری کے درمیان الجھی نیویں صدی میں ظاہر ہوئے ہیں جن میں جو نو و وسطا و سیرس و پلاس زیادہ مشہور ہیں) اگر چہ کثافت و بعد میں مختلف ہوں جاذبیت رکھتے ہیں اور قطعاً مجموعہ تفاضل کے برابر نہیں ہو سکتا اب جس وقت ان کا اجتماع زمین کی جانب مقابل ہو کہ شے اُن کے اور زمین کے بیچ میں ہو تو زمین کی جاذبیت تو شے میں وزن پیدا کرے گی اور ان سب کی جاذبیت کہ جانب مخالف ہے ہلکا کرے گی، غلبہ جذب زمین کے باعث وزن بقدر تفاضل رہے گا اور جب اُنکا اجتماع زمین کے اس طرف ہو کہ شے سے زمین اور وہ سب ایک طرف واقع ہوں تو وہ اور زمین سب کی مجموعی جاذبیت اس میں وزن پیدا کرے کہ بہت بھاری کر دے گی اور جب کچھ ادھر کچھ ادھر ہوں وزن بین بین ہوگا جو ہر اختلاف اوضاع پر بدلے گا اگر کہیں اختلاف وزن کیونکر معلوم ہو سکے گا۔ جس چیز سے تو لاکھا وہ بھی تو اتنی ہی بھاری یا ہلکی ہو جائے گی۔ ^{۵۵} اقول قطب و خط استوا پر اختلاف وزن کیونکر جانا اب کہو گے شاقول سے ہم کہینگے یہاں بھی اُسی سے۔

(۱۶) ہر شبانہ روز میں دو بار سمندر میں مرد جنر ہوتا ہے جسے جوار بھاٹا کہتے ہیں۔

۱۔ یہ مدت وعدت تنظیم ہے نہ کہ تحدید ۱۲ منہ غفرلہ
 ۲۔ ص ۲۶۳ میں ۲۴ گھنٹے ۵۰ منٹ کے نیز ص ۲۶۳ وج ۲۰۷ میں ۲۴ من ۲۸ طاص ۱۰۶ ت
 ۳۔ ص ۲۶۳ ت تعریات شانیہ جزو ثانی ص ۳۸ ت ۱۵ جغرافیہ طبعی ص ۱۹ ت ۲۴ ت ۵۴ بہر حال ہر یوم قمری میں دو مد میں یوہیں جزو ۱۲ منہ غفرلہ

پانی گزوں یہاں تک کہ علیحدہ فونڈی میں نیز شہر برستول کے قریب جہاں ہنر سفرن سمندر میں گرتی ہے ستر فٹ تک اونچا اٹھنا پیر بیٹھ جاتا ہے اور جس وقت زمین کے اس طرف اٹھتا ہے ساتھ ہی دوسری طرف بھی یعنی قطر زمین کے دونوں کناروں پر ایک ساتھ مد ہوتا ہے یہ جذب قمر کا اثر ہے ولہذا جب قمر نصف النہار پر آتا ہے اس کے چند ساعت بعد حادث ہوتا ہے آفتاب کو بھی اس میں دخل ہے ولہذا اجتماع و مقابلہ نیرین کے ڈیڑھ دن بعد سب بڑا مد ہوتا ہے مگر اثر شمس بہت کم ہے حدائق النجوم میں جذب قمر سے ۳۱ کہا اصول ہیات میں ۵ یا ۲۵ جاڑوں میں صبح کا مد شام کے مد سے زیادہ بلند ہوتا ہے اور گرمیوں میں بالکس چھوٹے سمندروں اور بڑی نہروں اور ان پانیوں میں منکوشکی محیط ہے جیسے دریائے قزبن و دریائے ارال و بحر متوسط و بحر بالطین و چین و سیچون و گنگا و جن وغیرہ میں نہیں ہوتا۔ اقول مد کا جذب قمر سے ہونا اگرچہ نہ ہم کو مفر نہ اس کا انکار ضرور مگر سبیل ترک ظنون و طلب تحقیق وہ بوجہ مخدوش ہے وجہ اول چاند تو زمین کے ایک طرف ہو گا دوسری طرف پانی کس نے کھینچا یہ تو جذب نہ ہوا دفع ہوا۔ اصول علم الہیات وغیرہ سب میں اس کا یہ جواب دیا کہ بعید پر جذب کم ہوتا ہے سمیت مواجہ قمر میں پانی قمر سے قریب اور زمین بعید ہے لہذا اس پانی پر زمین سے زیادہ جذب ہوا اور بہ نسبت زمین کے چاند سے قریب تر ہو گیا یوں ارتفاع ہوا اُدھر کا پانی قمر سے بعید اور زمین قریب ہے۔ لہذا زمین پر پانی سے زیادہ جذب ہوا اور اُدھر کا حصہ زمین چاند سے بہ نسبت

۱۵ ص ۲۶۲ ۲ ص ۲۶۳ ح ۲۰۶ و ۲۰۵ ط ۱۰۴ و ۱۰۶ ص ۲۶۵ ح ۲۰۵ ط ۱۰۹
 ۲ ص حدائق النجوم ص ۲ میں اس کی اصل مقدار تین گھنٹے بتائی اگرچہ عوارض خارجیہ سے تفاوت ہوتا ہے
 ۵ ص ۲۶۶ شافیہ جلد دوم ص ۳۹ ۵ ص ۲۰۵ و ۲۰۶ ص ۲۶۶ ح ۲۰۵
 ۹ ص ۲۶۳ و ۲۶۴ ح ۲۰۴ ۱۰ ص ۲۶۴ ط ۱۰۴ ح ۲۰۵ و ۲۰۶ ص ۵۲

اس کے اخیر میں اُسے جاہلانہ بیان کیا اور ط میں متحیرانہ اقرار کر کے کہ اس کا بیان بہت پیچیدہ ہے اور بات صاف نہ کہہ سکا ح کا کلام بھی مضطرب و مشتبه سارا ہے ص میں بیان کیا لہذا ہم نے اُسے نقل کیا ۱۲ صفحہ

آب قریب تر ہو گیا تو وہ پانی مرکز زمین سے دور ہو گیا اور مرکز زمین سے دوری بلند ہے اور یوں ارتفاع ہوا۔ اقول اولاً جس طرح قرب و بعد سے اثر جذب میں اختلاف ہوتا ہے یوں ہی مجذب کے ثقل و خفت سے بھاری چیز کم کھینچے گی اور ہلکی زیادہ سمت مقابل کا پانی نسبت زمین کیا ایسا بجید ہے کہ زمیں سے متصل ہے اور سمندر کی گہرائی زیادہ سے زیادہ پانچ میل بتائی گئی ہے قمر کا بعد اوسط ۲۳۸۸۳۳ میل ہے اور زمین کا قطر معدل ۷۹۱۳ میل تو اس جانب کے اجزائے ارضیہ کا قمر سے بعد ۲۴۶۷۴۶ میل ہوا اس کثیر بعد پر چار پانچ میل کا اضافہ ایسا کیا فرق دیگا لیکن پانی بہ نسبت زمین بہت ہلکا ہے زمین کی کثافت پانی سے چھ گنی کے قریب ہے یعنی ۵۶۷۷ تو اگر تفاوت بعد اس کے جذب میں کچھ کمی کرے تفاوت ثقل اس کمی پر غالب آئیگا یا نہ سہی پوری تو کر دیگا۔ اور زمین و آب پر جذب یکساں رہ کر پانی زمین سے ملا ہی رہے گا تو مد نہ ہوگا بخلاف سمت مواجہ قمر کہ ادھر کا پانی قرب و لطافت دونوں وجہ کا جامع ہے تو اسی طرف مد ہونا چاہیے۔ ثانیاً نمبر ۱۸ میں آتا ہے ہوا و آب و خاک مجموعہ تمہارے نزدیک کرہ زمین ہے اور قمر مجموعہ کو جذب کر رہا ہے تو سب ایک ساتھ اٹھیں نہ کہ ادھر کا پانی زمین کو چھوڑ جائے اور ادھر کی زمین پانی کو چھوڑ آئے دیکھو تمہارے زعم میں جذب شمس سے زمین گھومتی ہے تو تینوں جز خاک و آب و باد کو ایک ساتھ یکساں متحرک مانتے ہو نہ کہ سب ایک دوسرے سے جدا ہو کر چلیں۔ ثالثاً اگر ایسا ہوتا سمت مواجہ کی ہوا پر قمر کا جذب ادھر کے پانی سے بھی زائد ہوتا کہ اقرب بھی اور اللطف بھی اور ادھر کی ہوا کو تمہارے زعم باطل پر ادھر کا پانی چھوڑ آتا جس طرح اس پانی کو ادھر کی زمین چھوڑ گئی تو لازم تھا کہ مد کے وقت دونوں طرف نہ سطح زمین پر پانی ہوتا نہ سطح آب پر ہوا۔ بلکہ ہر دو کے بیچ میں خلا ہوتا یہ بدائیت باطل ہے اطراف^{۵۹} کے پانی کا اگر اس جگہ کو بھڑاکیوں یہ حرکت نہ ان پانیوں کا مقتضائے طبع ہے نہ زمین کا اثر نہ استحالة خلا کی ضرورت نمبر ۲۵ میں آتا ہے کہ خلا

۱۰ نظارہ عالم میں براہ جہالت اسے یوں لکھا کہ دوسری جانب کا پانی بعد کے باعث ساکن رہتا ہے لیکن زمین جو اس پانی کے اندر ہے کھینچتی ہے

۱۱ جغرافیہ طبعی ص ۱۲-۱۳

۱۲ حدائق میں گزر ۳ گھنٹہ بعد

تمہارے نزدیک محال نہیں پھر بلا وجہ اور پانی کیوں چلکر آئیں گے۔ وجہ دوم کششِ قمر سے مد ہوتا تو اس وقت ہوتا جب قمر عین نصف النہار پر سیدھے خطوں میں پانی کو کھینچتا ہے لیکن پانی وہاں کا اٹھتا ہے جہاں نصف النہار سے گزرے قمر کو گھٹنے سے ہو چکے ہیں اصولِ ہیات میں اس کے دو حیلے گڑھے۔ یکم پانی کا سکون اُسے فوراً جذب قبول نہیں کرنے دیتا انتہی یعنی جسم میں حرکت سے انکار ہے حتی الامکان محرک کی مفادمت کریگا اس لئے پانی فوراً نہیں اٹھتا۔

اقول^۱ اولاً قمر صرف سیدھے خط پر کھینچتا ہے یا ترچھے پر بھی بر تقدیر اول کو قدر باطل صریح ہے کہ جس وقت جذب ہو رہا تھا پانی نہ ہلا جب جذب اصلاً نہ رہا گزروں اٹھا یعنی وجود مسبب وجود سبب سے نہیں ہوتا بلکہ سبب معدوم ہونے کے گھنٹوں بعد۔ بر تقدیر ثانی قمر جس وقت افق شرقی پر آیا اُس وقت سے اس پانی کو کھینچ رہا تھا تو ٹھیک دوپہر کو اٹھنا فوراً اثر قبول کرنا نہ تھا بلکہ چھ گھنٹے بعد عجب کہ دوپہر کامل جذب ہوا اور وہ بھی اس طرح کہ ہر لمحہ پر پہلے سے قوی تر ہوتا جائے یہاں تک کہ نصف النہار پر غایت قوت پر آئے اور پانی کو اصلاً خبر نہ ہو جب جذب ضعیف پڑے اور آنا نا زیادہ ضعیف ہوتا جائے تو گھنٹوں کے بعد اب اثر پیدا ہوا اور یہیں سے حدائق النجوم کے جواب کا رد ہو گیا کہ امتداد سبب اشتداد سبب زیادہ مؤثر ہے۔ اقول^۲ ہاں گرمی کے سہ پہر کو دوپہر سے زیادہ گرمی ہوتی ہے جاڑے کی سحر کو شب سے زیادہ سردی ہوتی ہے مگر زیادت کا فرق ہوتا ہے نہ یہ کہ مدت مدید تک بڑھتا ہوا اشتداد امتداد رکھے اور اثر اصلاً نہ ہو جب وقتاً فوقتاً بڑھتے ہوئے ضعف کا امتداد ہو اس وقت آغاز اثر ہو یعنی جون جولائی کی دوپہر کو اصلاً گرمی نہ ہو تیسرے پہر کو پیدا ہو۔ دسمبر جنوری کی ادھی رات کو سردی نام کو نہ ہو سحر کے وقت شروع ہو ایسا اُلٹا اثر ہیات جدیدہ میں ہونا ہوگا۔ ثانیاً محرک کی قوت اگر جسم پر غالب نہ ہو اصلاً حرکت نہ کریگا من بھر کے پتھر میں رسی باندھ کر ایک بچہ کھینچے کبھی نہ کھینچے گا اور اگر اس درجہ غالب ہو کہ اسے تاب مفادمت نہ ہو فوراً متحرک ہوگا منراحت کا اثر اصلاً ظاہر نہ ہوگا جیسے ایک مرد گیند کو کھینچے اور اگر اس کی مفادمت اُس کی قوت کے سامنے قیمت کھتی

ہے تو البتہ فوراً اثر نہ ہوگا اسے قوت بڑھانی پڑے گی زیادت قوت کے وقت اثر ہوگا نہ یہ کہ منہلے قوت تک زور کر کے ٹھک جائے اور نہ ہلے اب کہ ضعیف زور رہ جائے اور لحظہ بہ لحظہ گھٹتا جائے تو اس گھٹی ہوئی قوت کو مانے۔ پانی کی مقادمت قمر کی قوت کے لگے اول تو قسم ددم کی ہونی چاہیے جو ساری زمین کو کھینچ لے جاتا ہے اس کے سامنے اتنا پانی ایسا کتنے پانی میں ہے کہ گھنٹوں نام کو نہ ہلے اور نہ سہی قسم سوم ہی مانے تو انتہائے قوت کے وقت اثر ظاہر ہونا تھا نہ کہ تھک رہنے کے بعد مری ہوئی طاقت سے ثالثاً جب پانی اتنی مقادمت کرنے واجب ہے کہ زمینی اس سے بدرجہا زائد منراحم ہو تو جس وقت پانی اثر لے زمین اُس سے بہت دیر بعد متاثر ہو۔ اور اس طرف کے پانی کا اٹھنا خود نہ تھا بلکہ زمین کے اٹھنے سے تو واجب کہ ادھر کے پانی میں جب مد ہو ادھر کے پانی میں سکون ہو ادھر کے پانی میں مدتوں بعد جب زمین اثر ملنے مد ہو اُس وقت ادھر کے پانی میں کب کا ختم ہو چکا ہو حالانکہ دونوں طرف ایک ساتھ ہوتا ہے۔ رابعاً رات دن میں دو ہی مد ہوتے ہیں اب لازم کہ چار ہوں دو پانی کے اپنے اور دو جب زمین متاثر ہو کر لٹھے۔ خامساً جانب مواجہ قمر میں چار مد ہوں اور طرف مقابل میں دو کہ باتباع زمین ہیں اور اس کے دو ہی تھے غرض یہ لوگ اپنے ادبام بنانے کیلئے جو چاہیں موٹھ کھول دیتے ہیں اس سے غرض نہیں کہ اونڈھی پڑے یا سیدھی اور پڑتی اونڈھی ہی ہے۔ حیلہ دوم قعر دریا میں اور کناروں پر پانی کی حرکت بھی اثر جذب میں دیر کی معین ہوتی ہے اقول^{۶۶} سمندر کے قعر میں پانی کی حرکت کیسی؟ سمندر میں نہروں کا سا ڈھال نہیں ولہذا ادھار نہیں نہ قعر میں ہوا ہے نہ اوپر کی ہوا کا اثر قعر تک پہنچتا ہے کیسی ہی آندھی ہو ۱۰۰ فٹ کے بعد پانی بالکل ساکن رہتا ہے (تعریبات ثانیہ) کناروں کی حرکت ہوا سے ہے جہات اربعہ سے ایک جہت مثلاً مشرق کو حرکت قمر کی طرف حرکت صاعده کیلئے کیا منافی ہے کہ تاخیر اثر میں معین ہوگی دیکھو تمہارے نزدیک زمین مشرق کو جاتی ہے اور اسی آن میں جذب شمس سے مدار پر چڑھتی ہے دونوں حرکتیں ایک ساتھ ہوتی ہیں وجہ سوم کشش ماہ سے مد ہوتا تو چھوٹے پانیوں میں کیوں نہیں ہوتا۔ چاند جس پانی کے سامنے

بھی زائد ہے تو اسی حساب سے جذب شمس زائد ہونا تھا اور رات دن میں چار مد ہوتے
 ہیں دو قمر دو شمس سے حالانکہ دو ہی ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جذب شمس نہیں تو جذب قمر
 یا لادے نہیں اس کے دو جواب دئے گئے یکم حدائق النجوم میں اس پر صرف وہی تفاوت
 بعد کا عذر سنا کر کہا پانی کو جذب شمس جذب قمر کا ہے۔ اقول^۱ اولاً اس کا نفس
 تقریر سوال میں گزرا کہ تجمد کی نسبت دیکھی مادوں کی تو دیکھو۔ ثانیاً^۲ ہی سہی جب بھی چار
 مدوں سے کہ ہر مفر قمر سے دو بار ستر فٹ اٹھے شمس سے دو بار اکیس فٹ دوم اصول
 الہیاء میں اس پر وہ مہمل سا مہمل راگ گایا کہ تذکرہ کرتے بھی کاغذ کے حال پر جو مہمل
 کہ اسے کیوں سیاہ کیا جئے۔ کہنا ہے مد تو یوں ہوتا ہے کہ زمین کی دونوں جانب جاذبیت
 کا اثر بیش ہو جتنا تفاوت ہوگا مد زیادہ ہوگا۔ بالعکس آفتاب کا زمین سے بعد قطر زمین
 کے گیارہ ہزار پانچ سو سینتیس مثل ہے تو دونوں جانب کے یانیوں کا آفتاب سے بعد^۳ ۱۱۵۳
 کا فرق رکھے گا تو جذب دونوں طرف تقریباً برابر ہوگا۔ لیکن قمر کا زمین سے بعد قطر زمین کے
 تیس^۴ ہی مثل ہے لہذا دونوں طرف کا فرق^۵ ہوگا تو جذب میں تفاوت بین ہوگا اور اسی
 پر مد کا توقف ہے اور بالاخر نتیجہ یہ دیا کہ قمر شمس :: ۱:۲۶۱۔ اقول^۶ اولاً موج مد کو تفاوت
 جذب جانبین ارض پر موقوف ماننا کیسا جہل شدید ہے جب ایک جانب جذب ہو باہت
 ارتفاع ہوگا خواہ دوسری جانب جذب اس سے کم یا زائد برابر ہو یا اصلاً نہ ہو۔ ثانیاً^۷
 اب بھی چار مد بدستور رہے قمر سے دو بار ستر فٹ اٹھے تو شمس سے دو بار اٹھائیس فٹ و
 پنجم کہتے ہیں اجتماع یا مقابلہ نیرین کے وقت مد اعظم یوں ہوتا ہے کہ دونوں جذب معاً عمل
 کرتے ہیں۔ اقول^۸ مقابلہ میں اثر واحد مقتضائے ہر دو جاذبہ نہ ہوگا بلکہ متضاد کہ ہر ایک
 اپنی طرف کھینچے گا اس کی صورتوں کی تفصیل اور نتائج کی تفصیل اور یہاں جو کچھ بیات جدیدہ
 نے کہا اس کی تصبیح و تذلیل موجب تطویل سے جانے دیجئے مگر تصریح ہے کہ مد اعظم اجتماع
 واستقبال کے ڈیڑھ دن بعد ہوتا ہے وہاں تو پانی نے ۹ ہی گھنٹے اثر نہ لیا تھا یہاں ۳۶ گھنٹے
 ندارد اگر اثر اجتماع دو جذب تھا وقت اجتماع پیدا ہوتا نہ کہ بارہ^۹ پہر گزرا کہ وجہ ششم^{۱۰}

یونین تریجیس میں بھی مد اقصیٰ ۳۶ گھنٹے بعد ہے وجہ ہفتم اقول ۷ اگر یہ جذب قمر ہوتا تو ہمیشہ
 دائرۃ الارتفاع قمر کی سطح میں رہتا تو بحرین شمالی و جنوبی میں جن کا میل میل قمر سے زاہد
 ہے جب قمر افق شرقی پر ہوتا مد جانب مشرق چلتا شمالی میں جنوب کو مائل جنوبی میں شمال کو پھر
 جتنا قمر ترفع ہوتا شمالی کا جنوب جنوبی کا شمال کو مائل ہو جاتا جب نصف النہار پر پہنچتا
 شمالی کا ٹھیک جنوبی جنوبی کا ٹھیک شمالی ہو جاتا جب غرب کی طرف چلتا دونوں جانب غرب
 متوجہ ہوتے حالانکہ ایسا نہیں بلکہ مد کی حرکت مغرب سے مشرق کو مشاہدہ ہوتی ہے اسکی
 توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ مد سیر قمر کا اتباع کرتا ہے۔ اقول ۹ جذب کو موضع جاذب کا اتباع
 لازم ہے اسکی طرف کھینچے نہ یہ کہ چال میں اسکی نقل کرے قمر اپنی سیر خاص سے جس میں رد
 بمشرق ہے دو گھنٹے میں کما بیش ایک درجہ چلتا ہے اور اتنی ہی دیر میں زمیں تمہارے نزدیک ۲
 درجے مشرق ہی کو چلتی ہے تو ہر گھنٹے پر ساڑھے چودہ درجے مغرب کو سمجھے رہتا ہے تو مد کو لازم
 کہ جانب جاذب یعنی مشرق سے مغرب کو چلے نہ کہ اس کی چال کی نقل اتارنے کو اسے پیٹھ کر کے
 اپنا منہ بھی مشرق کو کر لے کہ جتنا چلے جاذب سے دور پڑے وجہ ہفتم اقول ۸ موسم سرما میں صبح کا مد
 کیوں زیادہ بلند ہوتا ہے اور گرما میں شام کا کیا سردی میں چاند صبح کو پانی سے زیادہ قریب ہوتا
 ہے شام کو دور ہو جاتا ہے اور گرمی میں بالعکس وجہ نہم اقول ۸ مد کی چال تجدد ایشال سے ہے نہ
 یہ کہ وہی پانی جو یہاں اٹھا تھا کسی طرف کو منہ کر کے سطح آب کی سیر کرتا ہے اثر قمر سے سب اجزائے
 آب پر باری باری ہے تو سب متاثر ہونگے نہ کہ ایک ہی اثر لیکر دوڑتا پھرے باقی چپکے پڑے رہیں
 اس کی نظیر سایہ ہے جب آدمی چلتا ہے دیکھنے والے کو گمان ہوتا ہے کہ سایہ اس کے ساتھ چل
 رہا ہے ایسا نہیں بلکہ جب آدمی یہاں تھا آفتاب یا چراغ سے یہ جگہ محبوب تھی اس پر سایہ تھا
 جب آگے بڑھایا جگہ حجاب میں نہ رہی یہ سایہ معدوم ہو گیا اب اگلی جگہ حجاب میں ہے اس پر سایہ
 پیدا ہوا اسی طرح ہر جزء حرکت پر ایک سایہ معدوم اور دوسرا حادث ہوتا ہے سلسلہ پے درپے
 بلا فصل ہونے سے گمان ہوتا ہے کہ وہی سایہ متحرک ہے یہی حال یہاں ہونا لازم تو اریاناوس

اے ص ۲۴۳ ۱۵۹ - ۱۲ - ۵۲ ح ۲۰ - ۵۳ ح محل مذکور ۱۲

شمالی میں جہاں قمر پانی سے جنوب کو ہے ضرور ہے کہ پانی کا جنوبی حصہ پہلے اٹھے پھر جو اُس سے شمالی ہے کہ اقرب فالاقرب کا سلسلہ بھی یہی ہے اور ہر قریب تر پر خط جذب بھی استقامت سے قریب ہے تو مد کی چال جنوب سے شمال کو ہو اور اسی دلیل سے اوقیانوس جنوبی میں شمال سے جنوب کو حالانکہ ہوتا عکس ہے۔ شمالی میں موج جنوب کو جاتی ہے جنوبی میں شمال کو وجہ دسم^۲ مد کی چال بحر اطلانتک یعنی اوقیانوس غربی میں فی ساعت سات سو میل ہے جزائر غریبہ و آئرلینڈ کے درمیان ۵۰۰ میل کہیں ۱۶۰ میل کہیں ۶۰ کہیں ۳۰ ہی میل جذب^{۸۲} قمر میں یہ اختلاف کیوں بالجمہ جذب قمر راست نہیں آتا رہا^{۸۳} دوران یعنی وجود و عدم میں دو شے کی معیت ایک کے لئے دوسری کی علیت پر دلیل نہیں نہ کہ بعدیت ہاں ان مشابہت سے اتنا خیال جلے گا کہ علت کو ان اوقات سے کچھ خصوصیت ہے اگر کہئے علت کیلئے ہے۔ اقول^{۸۴} اولاً ہمارے نزدیک ہر حادث کی علت محض ارادۃ اللہ جلّ و علا ہے مسببات کو جو اسباب سے مربوط فرمایا ہے سب کا جان لینا ہمیں کیا ضرور بلکہ قطعاً نامقدور کون بنا سکتا ہے کہ سوزن تقاضا کا جُدی الفرقہ سے کیا ارتباط ہے ابھی گزرا کہ اصول ہیات میں بحیرات و انہار میں مد نہ ہونا سبب مجہول کی طرف نسبت کیا اسی طرح امکان مختلفہ میں ممر قمر سے اختلاف مدت حدوث مد کو ثانی^{۸۵} ہمارے یہاں تو ثابت ہی تھا کہ سمندر کے نیچے آگ ہے قرآن عظیم نے فرمایا۔ والبحر المسجور^{۸۶} حدیث میں ہے اِنَّ تَحْتَ الْبَحْرِ نَارًا ہیات جدیدہ بھی اسے مانتی ہے ۱۰۵۶ میں بحر الکابل سے دھواں نکلتا شروع ہوا اور مادہ آتشی کہ قمر دریا سے نکلتا تھا مجتمع و منجمد ہو کر سطح آب پر بشکل جزیرہ ہو گیا اُس میں سوراخ تھے جن سے ایسے شعلے نکلتے کہ دس میل تک روشن کرتے طوفان آب کے اسباب سے ایک سبب^{۸۷} دریل کے اندر بخار و

دخان کا پیدا ہونا ہے۔ ایسے ہی بخارات اندر سے آتے اور پانی کو اٹھاتے ہوں یہ مد ہوا جیسے جوش کرنے میں پانی ادخا ہوتا ہے اُنکے منتشر ہونے پر پانی بیٹھتا ہو یہ جزر ہوا جاروں میں صبح کا مد زیادہ ہونا بھی اس کا مؤد ہے سرما میں صبح کو تالابوں سے بکثرت بخارات نکلتے ہیں۔

۱۵ ص ۲۲۷ ۱۲ ص ۲۴۳ ۱۲ ص ۲۶۱ ۱۲ ص ۲۸۵ ح ۲۰۸ وغیرہ ۱۲

جغ سے مراد جغینی یا چغینی ہے۔ عبدالنعیم غزیری

ہلکی ہوگی چھانچ مکسر بوتل کا وزن ہوا نکال کر تولنے سے دو گرین یعنی ۱۱ اونی گھٹ جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ معتدل گرمی کی حالت میں چھانچ مکعب ہوا کا وزن دو گرین ہے معتدل کی قد اس لئے کہ زیادہ گرمی سے ہوا رقیق ہو کر وزن گھٹ جائے گا۔ اقول^{۹۱} بلکہ تمہاری نا فہمی۔ یہ ہوا کا وزن نہیں زمین سے قریب ہوا میں اجزائے ارضیہ اجزائے بخاریہ اجزائے دھانیہ وغیرہ مخلوط ہیں ان کا وزن ہے۔ یہ تو ان کی دلیل کا ابطال ہوا۔ دعوے کی ابطال کی کیا ضرورت ہر شخص اپنے وجدان سے جانتا ہے کہ اُسے اپنے سر پر ماشہ بھر بھی بوجھ نہیں معلوم ہوتا نا کہ ۳۹۲ من انسان تو انسان ہاتھی کی بھی جان نہ تھی کہ اتنا بوجھ سہارے اور سہارنا کیسا محسوس تک نہ ہو اس کے دو جواب دیتے ہیں اول یہ کہ آدمی کے اندر بھی ہوا ہے باہر کی ہوا انسان کو دباتی اور اندر کی ہوا ابھارتی ہے یوں مساوات رہتی ہے اور بوجھ محسوس نہیں ہوتا باہر کی ہوا نہ ہوتی تو اندر کی جسم کو چاک کر کے نکل جاتی بیرونی ہوا کے دباؤ میں نظر کی جگہ نفع دیا۔^{۹۲} اولاً کہاں یہ جو ف بشر کی دو چار ماشے ہوا اور کہاں وہ ۳۹۲ من پختہ کا انبار کچھ بھی عقل کی کہتے ہو زمین کی نافریت اپنے تیرہ لاکھ گنا آفتاب کی جاذبیت پر غالب آتی ہے سب سیارے مل کر کہ چاند سے کروڑوں حصے زیادہ قوی ہوئے اُسے کھینچتے ہیں اور وہ نہیں سرکتا چاند کا جذبہ اپنے سے مہاسنگھوں زائد جذب زمین پر غالب اگر پانی بلکہ خود سارے کرہ زمین کو کھینچ لے جائے دو ماشے ہوا چار سو من ہوا کا بوجھ برابر کرتا ہے کوئی بات بھی ٹھکانے کی ہے۔ ثانیاً وہ اپنی بوتل کہاں بھلائی جب ہوا سے خالی کر اندر کا ابھار گیا اور اوپر سے منوں کا بوجھ بوتل ٹوٹ کیوں نہ گئی تمہارے تولنے کو کیوں باقی رہی ثالثاً اندر کی ہوا کیا بیرونی ہوا کی غیر جنس ہے اُس میں دبانا اس میں ابھارنا کیوں ہے رابعاً جب ہوا ثقیل ہے اندر کی بھی ثقیل ہے بلکہ آمیزش رطوبات سے ثقیل تر ثقیل اپنے سے ہلکے کو ابھارتا ہے جسم انسانی ہوا سے کہیں بھاری ہے اسے ابھارنا کیا معنی۔ واجب تھا کہ اندر کی ہوا بھی جذب زمین سے متاثر ہو کر نیچے کو دباتی مگر اقرار

لہ ط ص ۱۲۲ ۱۲۵ ان سب کا بیلان فصل دوم میں آتا ہے ۱۲ منہ غفرلہ

کرتے ہو کہ اوپر کو ابھارتا ہے تو معلوم ہوا کہ جذب زمین بھی باطل اور ہوا کا ثقل بھی باطل بلکہ ذہ خفیف و طالب علو ہے۔ دوم یہ کہ ہوا کا یہ بوجہ اجزائے جسم پر مساوی تقسیم ہے لہذا محسوس نہیں ہوتا۔

اقول^{۹۸} اولاً یہ عجیب منطقی ہے کہ ایک طرف سے دباؤ تو بوجہ معلوم ہوا اور سب طرف سے صد ہا من کے دباؤ میں بیسیو توڑتی بھر بھی محسوس نہ ہو ایک گور کو صرف اوپر سے ہتھیلی رکھ کر دباؤ تو وہ بچک جا بیگا اور مٹھی میں لیکر چاروں طرف سے دباؤ تو سر نہ ہو جا بیگا۔ ثانیاً مساوی تقسیم بھی غلط ہم نے اپنے محاسبات ہندسیہ میں ثابت کیا ہے کہ ہوا جسے کرہ بخار و عالم نسیم کہتے ہیں اس کا دل سر کی جانب صرف ۴ میل اور دھننے بائیں آگے پیچھے چھ سو میل کے قریب ہے تو ایک طرف سے اگر ۲۹۲ من بوجہ ہے اور اطراف سے ۵۲۲ من ہے پھر مساوات کہاں۔ ثالثاً سب اجزائے جسم پر تقسیم بھی غلط کھڑے ہونے میں تلووں پر ہوا کا کیا بوجہ ہے اور لیٹنے میں ایک جانب سر سے پاؤں تک کچھ نہیں۔ رابعاً بالفرض ہی تو ایک انسان کے سر کی سطح بالا کہ نیم سطح بیضی کے قریب ہے کئی اشیا ایچ ہے اور ہمارے نزدیک ایک انچ کی سطح پر ہوا کا بوجہ ۷ سیر تو صرف سر پر ۱۵ من بوجہ ہوا یہ تو اور اجزا پر تقسیم نہیں۔ کیا انسان کا سر ۱۵ من بوجہ اٹھا سکتا ہے کیا وہ پس کر سر نہ ہو جا بیگا نہ کہ اصلاً محسوس تک نہ ہو۔ اس جواب دوم کو پانی کی مثال سے واضح کیا جاتا ہے کہ دیکھو دریا میں غوطہ لگاؤ تو صد ہا من پانی اوپر ہے مگر بوجہ نہ معلوم ہوگا۔ اسکی وہی وجہ ہے کہ سب طرف سے دباؤ مساوی تقسیم ہے۔ اقول^{۹۹} ہزار ہا نگہ گہرے کوئیں میں غوطہ لگا کر تہ تک پہنچے جب بھی بوجہ نہ محسوس ہوگا حالانکہ سارا پانی سر ہی پر ہے کر دیوں پر صرف بالشت دو بالشت پاؤں پر کچھ نہیں تو وجہ یہ نہیں بلکہ وہ جس کی طرف ابھی ہم نے اشارہ کیا کہ ثقیل اپنے خیز میں اپنے سے ہلکے کو ابھارتا ہے جس کا خود ہیات جدیدہ کو اعتراف ہے ولہذا غوطہ خور کو نیچے جانے میں پانی کے ساتھ زور کرنا پڑتا ہے اور اوپر بہولت اٹھتا ہے اور جو خود ابھارے اس کا دباؤ پڑنا کیا معنی۔ بخلاف ہوا کہ جسم انسان سے ہلکی ہے یہ اگر ثقیل ہوتی تو اس صد ہا من بوجہ سے ضرور انسان کو پیس ڈالتی۔ اگر کہئے زمین کے قریب ہوا میں ابھی تم نے بھی وزن تسلیم کیا پھر کچھ تو محسوس ہو۔ اقول^{۱۰۰} وہ اجزائے غبار و بخار و دھان و غیر ہا نہایت باریک باریک

ہو میں متفرق ہیں تو انسان کے سر سے گنتی کے خبر متصل ہوتے ہیں جسے زیادہ گرداگرد سر پر پڑنے میں ہوتے ہیں جنکا بار اصل محسوس نہیں ہوتا۔ ان دونوں جواہروں کی غلطی ظاہر ہوگئی۔ اقل^۲ یہاں اور مباحثہ و انظار و تفتیش جسکی تفصیل موجب تطویل نہ ہو مگر ضرورت نہ دلیل البطلان کی حاجت کہ ہم البطلان دلیل کر چکے رد دعویٰ کو اسی قدر بس ہے کہ دعویٰ بے دلیل باطل و ذلیل رہا۔ حقیقت ماننا اس کے لئے شہادت حس کافی ہے کہ کس قدر کثیر حجم کی سروں پر موجود ہے اور بار نہیں ڈالتی بلا دلیل اس شہادت کو غلط نہیں کہہ سکتے جسے حس بصر میں اغلاط ہوتے ہیں۔ مگر غلطی وہیں مانی جاتی ہے جہاں دلیل سے خلاف ثابت ہو بلا دلیل تعلیط حس سے امان اٹھا دینا ہے تو روشن ہوا کہ ہوا کو خفیف ہی کہا جائیگا اور اس کا ثقیل ماننا باطل۔

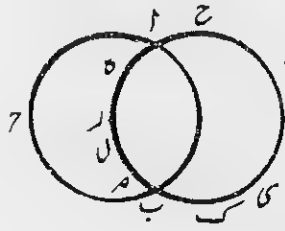
(۱۹) ہوائے تجارت یعنی مقامی ہوا کہ خط استوا میں ہمیشہ مشرق سے مغرب کو چلتی ہے اور عرض شمالی میں شمال اور جنوبی میں جنوب سے خط استوا کی طرف مائل ہوتی ہے اور بحر احمر میں ہمیشہ سواحل عرب شریف کی موازات کا لحاظ رکھتی ہے اور تجارت کیلئے کمال نافع ہے اس کا سبب یہ بتاتے ہیں کہ خط استوا پر حرارت شمس زیادہ ہونے کی وجہ سے وہاں کی ہوا ہلکی ہو کر اوپر چڑھتی ہے اور قطبین کی ہوا تعدیل کیلئے یہاں آتی ہے خط استوا پر حرکت زائد ہے کہ مدار بڑا ہے جتنی تیز حرکت یہاں ہے ہو کہ طرفین سے اتنی تیز حرکت نہ کرگی تو اس کی گردش زمین کے برابر نہ ہوگی بلکہ زمین اس کے اندر گردش کرگی اور مشرق کو زیادہ بڑھ جائیگی ہوا مغرب کی طرف پیچھے رہ جائیگی لہذا خط استوا پر ہوائی ہوگی یعنی مشرق سے مغرب کو جاتی معلوم ہوگی۔ ہوا کی قطبین سے خط استوا کی طرف تعدیل کے لئے چلی شمالی سیدھی جنوبی نہیں رہتی بلکہ جنوبی مغربی ہو جاتی ہے اور جنوبی سیدھی شمالی نہیں رہتی بلکہ شمالی مغربی کہ وہ خط استوا کے قریب اتنی تیز رفتار نہیں کر سکتی تو زمین کا وہ حصہ آگے نکل جائیگا اور شمالی ہوا کا رخ بجائے جنوب جنوب و مغرب اور جنوبی کا بجائے شمال شمال و مغرب کو ہو جائیگا۔ ۱ قول^۳ تعدیل کیا واجب ہے اور خلا تمہارے نزدیک محال نہیں پھر ہوائیں کیواٹ پلٹ ہوتی ہیں۔

(۲۰) زمین اگر ابتدائے آفرینش میں جامد ہوتی اور اپنے محور پر گھومتی تو خط استوا پر پانی کے

سبب یکساں رہتی مگر پانی سیال تھا اور خط استوا پر حرکت سب سے زیادہ تو اسی طرف پانی کا ہجوم ہوتا اور قطبین جہاں حرکت نہیں پانی سے کھل جاتے لیکن ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ زمین ابتدا میں جامد نہ بنائی گئی۔

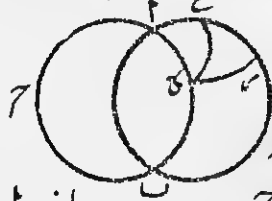
(۲۱) زمین خط استوا پر اونچی اور قطبین کے پاس چٹھی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اول میں سیال ہی بنائی گئی تھی تیزی حرکت کے باعث خط استوا پر اس کے اجزاء زیادہ چڑھ گئے اور قطبین کے پاس کم ہو گئے حدائق میں ان دونوں مضمونوں کو یوں بیان کیا زمین کی محوری حرکت سے ضرور تھا کہ کرہ آب شلجمی شکل ہوتا کہ حرکت مستدیرہ میں جسم لطیف مرکز سے متجاوز ہو گا اور جہاں تیزی حرکت ہے وہاں زیادہ جمع ہو کر شلجمی شکل ہو جائیگا اگر زمین ابتدا میں سخت ہوتی مواضع خط استوا غرق آب رہتے حالانکہ وہاں اکثر خشکی ہے تو معلوم ہوا کہ زمین خود ہی شلجمی ہے یعنی ابتدا میں سیال تھی حرکت محوری کے سبب یہ شکل ہو کر اس کے بعد منجمد ہوئی اور اسی کو شروع حدیقہ سوم میں تمام سیارات پر یوں ڈھالاکہ حرکت وضعیہ قطبین پر اصلاً نہیں ہوتی پھر پڑھتی جاتی ہے اور منطقہ پر سب سے زائد تیز ہوتی ہے اور طبعیات میں ثابت ہے کہ حرکت موجب حرارت اجاذب رطوبات تو ضرور ہوا کہ قطبین سے اجزاء مستقل ہو کر منطقہ پر جمع ہو جائیں اور قطر استوائی محور سے بڑا ہوا ہو یہ تقریر نا فریت سے دور اور قبول سے نزدیک ہے اگر سیارات کا سیال ہونا ثابت ہوتا۔

(۲۲) دونوں نقطہ اعتدال ہر سال مغرب کو ۵۰۶۲ ہٹتے جاتے ہیں اسے مبادرت اعتدالین کہتے ہیں یہ ہٹنا صحیح ہے جس کی وجہ بیات قدیمہ میں فلک البروج کا برخلاف معدل مشرق کو آنا ہے تو یہ نقطہ تقاطع مغرب میں رہ جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرا نقطہ قائم ہوتا ہے۔ لہذا نقطہ تقاطع معدل النهار سے شخصی ہے اور فلک البروج سے نوعی کہ منطقہ کی حرکت شرقی کے سبب معدل کے اس نقطہ پر منطقہ کے مختلف نقطے ط اتے رہتے ہیں ۱ ب معدل النهار ۲ ب فلک البروج معدل کی حرکت کہ شرق سے غرب کو ہے اس میں تو منطقہ بھی اس کا تابع ہے



۱۲ ص ۹۴ ۱۳ ص ۹۵ ۱۴ ص ۹۶ ۱۵ ص ۹۷ ۱۶ ص ۹۸ ۱۷ ص ۹۹ ۱۸ ص ۱۰۰

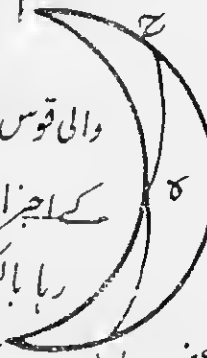
اس سے کوئی تفاوت نہ ہوگا لیکن منطقہ اپنی ذات حرکت خفیہ مغرب سے مشرق کرکے آج
نقاطہ نقطتین ۱ ب پر ہے اب منطقہ کا نقطہ حرکت کر کے ۷ پر آتا تو ضرور نقطہ ح کہ اس سے
مغرب کو تھا ا کی جگہ آئیگا اب ح پر تقاطع ہوگا جو ۱ سے مغرب کو تھا جب ح چکرہ کی جگہ آئیگا
ط کہ اس سے مغرب ہے محل تقاطع پر آئیگا یو ہیں جب ۱ محل کا پر آیا ضرور ہے کہ ب بڑھ کر
کی جگہ آیا اور اب ع کہ اس سے مغرب کو تھا ب کی جگہ تقاطع پر آیا جب یہ ع کی طرف بڑھا
لے کہ اس سے مغرب کو تھا تقاطع کیا یوں ہر روز تقاطع منطقہ کے غزلی نقطوں پر منتقل رہیگا۔
جس کی مقدار روزانہ تقریباً دس ثلث بتائی گئی ہے کتنی صاف وجہ ہے جس پر عقلاً کچھ غبار نہیں
لیکن بیات جدیدہ کو تو ہر چیز جاذبیت کے سرمد ٹھنی بنے خواہ نہ بنے اس کی وجہ یہ بتائی ہے کہ زمین
خط استوا پر پھولی ہوئی ہے تو شمس و قمر کا بہ نسبت اور اجزائے زمین کے اس پھیلے پر بوجہ قرب جذب
زائد ہے آفتاب اسکے ہر جز کو منطقہ البروج کی طرف کھینچتا ہے اور وہ جز زمین کی حرکت محوری
سے اسی پھیلے کے ساتھ جانا چاہتا ہے لاجرم دونوں سمتوں کے بیچ میں بڑھتا ہے اور سارا چھلا
اسی کشمکش میں ہے لہذا منطقہ البروج سے تقاطع کے نقطے اب آگے مغرب کو پڑتے ہیں اور یہ فعل
مستمر رہتا ہے مگر جب آفتاب نقطتین اعتدال پر ہو جیسے مارچ ستمبر میں کچھ دیر تو اتنی دیر البتہ
یہ فعل باطل ہوگا کہ خط استوا یہاں خود ہی دائرۃ البروج سے متحد ہے تو ایک دوسرے کی طرف
کھینچے گا کیا اور سب سے زائد اس وقت ہوگا جب آفتاب مدارین میں ہو یعنی راس سرطان
وراس الجدی پر اور اس میں بوجہ قرب قمر کا فعل شمس سے زائد ہے یعنی ۳ اور چاند سطر بعد
کہا تقریباً ۱۶ مجموع جذب نیرن سے اعتدالین ۴۱ و ۵۰ ہر سال ہتے ہیں مگر اور سیاروں کی
جاذبیت ان کے فعل کی ضد ہے وہ مبادرت کو ۲۱ و ۲۲ گھنٹاتی ہے لہذا ۲۰ و ۲۱ رہتی مبادرت کی قوت
یہ ہے ۷ اب منطقہ پر محل شمس ہے وہ ۷ ب معدل کے مثلاً
نقطہ ۷ کو ۷ اپنی طرف جذب کرتا ہے لیکن وہ زمین کی حرکت محوری سے
اسی دائرہ ۷ ب پر جانب ۱ جانا چاہتا ہے دونوں تقاضوں کے تجاذب سے وہ نہر کی
طرف جائے گا نہ ا کی بلکہ دونوں کے بیچ میں ہو کر ح کی طرف بڑھے گا اور اب ا کی جگہ اور نقطہ کہ



۱۸ ص ۱۸ بن ۱۶ ص ۱۹ دونوں میں ۱۵ کا فرق ہے ۱۲ منہ غفرلہ

نقطہ حہر الخ سنبہ اسد سرطان الخ ہیں اب کہ ا کی جگہ ط نقطہ تقاطع ہوا پہلی صورت میں اس محل
 اپنی جگہ سے ہٹ کر جوت سابق کا کوئی حصہ راس الحمل ٹھہرا اور دوسری صورت میں راس المیزان ہٹ کر سنبہ سابقہ
 کا کوئی نقطہ راس المیزان ہوا بہر حال نقطہ اعتدال خلاف توالی پر پڑھا تو مغرب کو پٹا دھوا المقصود تم
 سمجھے کہ یوں جاذبیت کے ہاتھوں مبادرت ہو گئی۔ اب ردِ سنیے۔ فاقولنا اولاً ایک سہل سوال تو پہلے
 یہی ہے کہ شمس کا جذب صرف خط عمود پر نہیں بلکہ تمام اجزائے مقابلہ پر ہے اگرچہ موقع عمود پر زیادہ
 ظاہر ہے کہ پھلے کے اجزا اگرچہ ایک سمت میں نہیں کہ قوس کے ٹکڑے ہیں مگر ان کی سمتیں قوسی انتظام
 میں منتظم ہیں ان پر جذب کے جو خطوط آئیں گے ان کی سمتوں کا اختلاف اور رنگ کا ہوگا اور مختلف زاویہ
 بناتے آئیں گے ہر جز اپنے زاویے کے تیج میں نکلے گا جو قوسی انتظام میں منتظم نہیں تو کیا وجہ کہ اجزاء
 متفرق نہ ہو جائیں اس کا ثبوت تمہارے ذمہ ہے کہ ان کا نکلنا ایسے ہی تناسب پر ہوگا کہ پھلا بدستور
 برقرار رہے۔ ثانیاً جب عمود منحرف کا بھی فرق اور قرب بھی مختلف لاجرم جذب مختلف تو نا قدرتی
 مختلف تو چال مختلف تو اجزاء متفرق اور پھلا منتشر ثالثاً وسط کے جز پر سب سے زیادہ جذب عمودی
 ہے اور دونوں پہلوؤں پر بتدریج متناقص تو واجب کہ پھلے کا جز اوسط سب سے زیادہ اپنے محل
 سابق سے تجاوز کرے اور دونوں طرف کے اجزاء اخیر تک بترتیب کم تو موضع تقاطع کے دونوں جز اپنے
 محل سابق سے بہت کم ہٹے ہوں اور باقی کا بعد پڑھتا جائے یہاں تک کہ جز اوسط سب سے زیادہ اپنی
 پہلی جگہ سے دور ہو جائے مگر یہاں یہ ناممکن بلکہ اس کا عکس واجب کہ جب دونوں دائروں کا نقطہ تقاطع
 پیچھے ہٹا ہے تو خط استوا کی اب جو وضع ہوگی وہ پہلی وضع سے قطعاً وسط میں متقاطع ہوگی۔

مثلاً ۱ راس الحمل ب راس المیزان تھا اب راس المیزان ع پر ہوئے کو وصل کرنے
 والی قوس یقیناً قوس سابق اب وسط میں کے اجزا اپنی جگہ سے بہت زیادہ ہٹے اور پھر
 رہا بالکل اس کا عکس جو جاذبیت کا متفقہ
 تھا تو جاذبیت سے مبادرت ماننا جہل محض ہے۔ رابعاً جذب نیرین کا
 اثر ہمیشہ متوافق ماننا جزاف ہے بلکہ کبھی متوافق ہوگا جیسے اجتماع میں اور اس وقت مبادرت



بہت سریع ہونا چاہیے کہ دسوں حصے ایک طرف کھینچ رہے ہیں اور کبھی متخالف ہوگا۔
کبھی متعارض جیسے اس شکل میں

خط α پر جانا چاہتا ہے اور خط β پر جانا ہوگا اور قمر γ پر کشش کرتا ہے اس کا مقصد خط α پر جانا ہوگا۔ اب اگر بعد قمر سے کسی جذب δ زائد ہے قمر کا اثر ضعیف ہوگا کم ہے شمس کا اثر سست ہوگا برابر ہے تو دونوں اثر مساوی ہوں گے ہر حال اس پر تین مختلف اثر ہیں بحال تعارض اگر جذب غیرین ساقط ہو سیدھا α پر جائے گا مبادرت ہوگی ہی نہیں بحال متخالف اگر سست معتد بہ نہ رہے اگر وہ اثر شمس ہے α پر جائے گا اور اثر قمر تو β پر ورنہ ان تینوں کے سوا چوتھا خط نکالے گا ہر طور مبادرت

کی چال ہرگز منتظم نہ ہوگی حالانکہ باتفاق اصاد منتظم ہے۔ خامساً جاذبیت دیگر سیارات کا مبادرت کو گھٹانا یا بڑھانا ہو سکتا ہے کہ نیرین اعتدالین کو جانب غرب بڑھاتے اور یہ جانب شرق پھینکتے یا مطلقاً حرکت سے روکتے ہوں ثانی تو بدایت باطل کو روکنا کار جاذبیت نہیں اور اول یعنی تقاطع کا کسی ایسے نقطہ منطقہ پر لیجانا جو پہلے نقطے سے مشرق کو ہو اسی حالت میں متصور کہ وہ نصف شمالی میں خط استوا سے جنوب کو ہوں یا نصف جنوبی میں شمال کو کہ اس صورت

میں سیارہ δ مبدل کے نقطہ α کو اپنی طرف کھینچے گا اور وہ α کی طرف جانا چاہے گا اور خط β پر نکلمر منطقہ تقاطع ہوگا جو ہمارے بیان سابق اور اس سے شرقی ہے سیارات میں ایسا

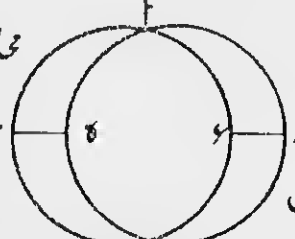
شمالی اور جنوبی میں جنوبی ہوتا ہے اور برعکس بھی ہو تو نادرت تو اکثر اوقات سیارات اس میں تیز رفتاری سے ہوتی ہیں ہوں گے نہ کہ ضد نقطہ خط استوا کے آگے بڑھنے میں کچھ رکاوٹ پیدا کرنا مبادرت کو غربی سے شرقی کرنا نہ چاہیے گا کہ وہ منطقہ سے قریب ہوتا ہوا جتنا بھی بڑھے ہر حال مبادرت غربیہ ہوگی عداً δ فرض کیجیے کہ یہ نادرت نہیں تو ہمیشہ کے لئے ہمیشہ عکس ہی لازم کہ نصف

شمالی میں اُنکا میل دائماً جنوبی ہو۔ اور جنوبی میں دائماً شمالی اور یہ قطعاً باطل۔ ^{۱۱۶}سابعاً قرب قمر سے اسکی جاذبیت اقویٰ ہونے کا رد ابحاث مدکی و جہ چہارم میں گزرا۔ ثامناً مدارین پر عمل اقویٰ ہونا عجیب ہے یعنی غایت بعد پر جذب اقویٰ اور جتنا قرب ہوتا جائے (ضعف۔ تاسعاً ^{۱۱۷}خط استوائی کا بوجہ ارتفع اقرب ماننا بھی عجیب ہے ایسا کتنا فرق ارتفع ہے قطب سے خط استوائی تقریباً ۱۳ میل کا تو فرق ہے اور مدار سے خط استوائی ۲ درجے ۲۷ دقیقے ہیں کہ دو کروڑ تراسی لاکھ میل سے زیادہ ہوئے شمس جب مدارین میں ہوگا قریب کے مداروں کو کھینچے گا یا پونے تین کروڑ میل سے زائد بیچ میں چھوڑ کر صرف ۱۳ میل بلندی کو جا پکڑے گا۔

عاشراً ^{۱۱۸}اب واجب ہے کہ جب شمس مدار صیفی میں ہو تمام مدارات کو کہ اُس سے جانب جنوب میں شمالی ہوں خواہ جنوبی مع خط استواء سب کو جانب شمال کھینچے اور باقی تمام مدارات یعنی قطب شمالی تک اُنکے موازی دائروں کو جانب جنوب۔ یوہیں جس مدار پر مستقل ہو اُسے چھوڑ کر اس سے شمالیوں کو جنوب اور جنوبیوں کو شمال کی طرف جذب کرے یہاں تک کہ خط استواء پر آئے اب اسے چھوڑ کر تمام شمالی کو جنوب اور جمیع جنوبیات کو شمال کی طرف لائے جب اس سے جنوب کو چلے سب شمالیات و خط استواء کو جانب جنوب کشش کرے باقی کو جانب شمال غرض نہ خط استواء بلکہ زمین کا ہر چھلا کہ اُسکے موازی ہے جانب شمس کھینچے مدار صیفی سے باہر جتنے چھلا ہیں سب ہمیشہ جنوب کو بڑھیں اور مدار شتوی سے جتنے باہر ہیں سب ہمیشہ شمال کو تو زمین قطبین پر سے روز بروز خالی ہوتی جائے اور مدارین کے اندر چھلے ہیں وہ ہمیشہ برودات میں رہیں کبھی جنوب کو بڑھیں کبھی شمال کو دیکھو کیا اچھی مبارک اعمدہ الہین بنی حادی عشر ^{۱۱۹}خط استواء پر نعل باطل ہونے کے کیا معنی اب منطقہ کی طرف نہ کھینچے اپنی طرف تو کھینچے گا تو لازم کہ تقاطع کا نقطہ — تقاطع چھوڑ کر نہ صرف اُنکے بڑھے بلکہ اوچا ہو جائے۔ ثانی عشر ^{۱۲۰}یہ اپنی طرف کھینچتا خط استواء ہی پر نہیں بلکہ ہر مدار پر ہوگا زمین کو اوپر کے نقطے کو ادنیٰ کرے گارات کو اُدھر کے نقطے کو تو لازم کہ مابین المدارین زمین بہت اونچی ہو جاتی اور تپا سوائی برمال زیادہ ہوتا جاتا اور شکل زمین بحر و زرعہاں یہ ہوتی  یہ ہے تمہاری جاذبیت اور اس کے ہاتھوں انفر مبارکست۔

(۲۳) میل کئی ہمیشہ کم ہوتا جاتا ہے زمانہ اقلیدس میں ۲۴ درجے تھا اس سے اُس نے متوالہ رابعہ میں دوسرے میں ۱۵ خلیج کی شکل بنانے کا طریقہ لکھا اور اب ۲۴۲۳ ہے اس کی وجہ بھی وہی بتائی کہ آفتاب خط استوا کے پھلے کو منطقہ کی طرف کھینچتا ہے اصول الہیاء میں اس پر یہ طرہ بڑھایا کہ نصف پھلے کو جو آفتاب سے قریب ہے منطقہ سے نزدیک کرتا ہے اور دوسرے نصف کو دور۔ مگر اس کی دوری اس کی نزدیکی سے کم ہے لہذا قرب ہی بڑھتا ہے اور پھر گھٹتا بھی ان نصفوں میں فاصل وہ خط ہے کہ دونوں نقطہ اعتدال میں داخل ہے وہ اس دوری کا محور ہے اقوال^{۱۲۲} اولاً جب دو عظیمی

مثلاً **ا ح ب** متقاطع ہوں اور ان کا تقاطع نہ ہوگا مگر نصف پر ہر نصف متصف پر ان میں غایت بعد ہوگا جسے میل کئی و لعل اعظم کہتے ہیں جیسے **ح و**، **ک و** اور یہ قوس اس زاویہ آیاب کا قیاس ہوگی اور یہاں سے دونوں زاویے **ا ح و**، **ک و** مساوی ہیں تو جو با **ح و**، **ک و** دونوں قوسین برابر

محال ہے کہ ایک نصف مثلاً **ا ح ب** کو **ا و ب** سے قریب کرے اور

 دوسرے نصف **ا و ب** کو **ا و ب** سے بعید بلکہ جتنا ایک

ادھر کے نصف سے قریب ہوگا وہاں اتنا ہی دوسرا نصف دوسرے نصف سے قریب ہو جائیگا ورنہ دائرے کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے۔ ثانیاً^{۱۲۳} اس قریب و بعید کرنے میں تفاوت کے کیا معنی۔ ثالثاً^{۱۲۴} پھلے کے دونوں نصف ہر روز آفتاب سے قرب

و بعید بدلتے ہیں دن کو جو نصف قریب ہے شب کو بعید ہوگا و بالعکس تو دن کا عمل رات میں باطل رات کا عمل دن میں زائل اور سال بسال میل کی کمی غیر حاصل۔ رابعاً^{۱۲۵} کیا دلیل ہے کہ

عمل کبوء یک زمانے کے بعد منعکس ہوگا اور میل کر گھٹتا جاتا ہے۔ پھر بڑھنے لگے گا یا جو موقع پر آیا دعویٰ کر ڈالا یہاں تک کہ لکھ دیا کہ ابداً آباد تک یہ ہیں کبھی گھٹتا کبھی بڑھتا رہے گا۔ خامساً^{۱۲۶}

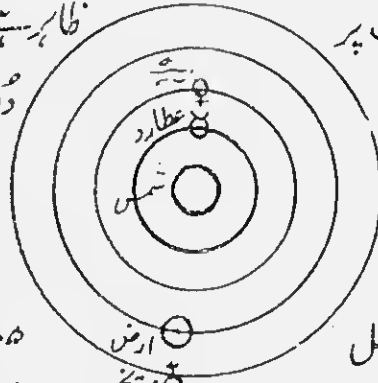
کبوء مبادرت دونوں متلازم اور ایک علت کے متعادل ہیں جب کبوء منعکس ہوگا اور میل بڑھنے کا ضرور خط استوا منطقہ سے دور ہوتا جائیگا اور تقاطع غرب سے شرق کو آئیگا کبھی ایسا سنا یا قدیم و

جدید میں کسی کا ایسا زعم ہوا یا تحکمت بے سروپائی کا نام تحقیق جدید ہے۔

(۲۴) مرکز شمس تحت حقیقی ہے جو اس سے قریب ہے نیچے ہے اور بعید اوپر۔

اقول^{۱۲۷} یہ مضمون ہیات جدیدہ سے بوجہ ثابت اولاً صاف تصریح کہ شمس^{۱۲۸} ہی ثقیل حقیقی ہے باقی سب اضافی ہر ایک بقدر اپنے ثقل کے مرکز شمس سے قرب جانتا ہے اور اُس سے زیادہ قرب سے بھاگتا ہے مع اس اقرار کے ثقل کا کام جانب زیریں کھینچتا ہے تو روشن ہوا کہ مرکز شمس ہی تحت حقیقی ہے ثانیاً^{۱۲۸} ہماری طرح یہ بھی زہرہ و عطارد کو سفلیں اور مریخ و مافوقہ کو علویات کہتے ہیں ہمارے طور پر تو اسکی وجہ صحیح و ظاہر ہے کہ مرکز زمین تحت حقیقی ہے زہرہ و عطارد اُس سے قریب ہیں اگرچہ اپنے بعد البعد پر ہوں اور مریخ و مافوقہ بعید اگرچہ بعد اقرب پر ہوں لیکن ان کے طور پر یہ نہیں بنتی کہ ہیات جدیدہ کے زعم میں بارہا مریخ زمین سے قریب اور زہرہ و عطارد دُور ہوتے ہیں زیجات سنویہ یعنی المکنون میں دیکھئے گا کہ جابجا کتنے کتنے دن زمین سے بعد مریخ کے لوگ انہم میں عدد صحیح ۹ ہے کہ کسر محض ہوں اور زہرہ و عطارد میں صفر کہ آحاد صحاح کا مرتبہ ہوا۔ سب میں زیادہ تفاوت کا مقام وہ ہے کہ وہ دونوں شمس کے ساتھ قران اعلیٰ میں ہوں

اور مریخ مقلبے میں اس صورت پر
قریب ہوگا اور زہرہ و عطارد
زمین سے عطارد کا بعد اعظم
سے زائد اور زہرہ کا
کے قریب اور مریخ کا بعد اقل



ظاہر ہے کہ اس وقت مریخ زمین سے
دُور ہیات جدیدہ نے اس وقت
۱۳۵۶۳۱۰۴۹ تیرہ کروڑ میل
۱۵۹۵۵۱۴۲۶ سولہ کروڑ میل
۲۶۲۸۸۹۸۵ کہ پونے تین کروڑ
میل بھی نہیں تو اگر مرکز زمین تحت حقیقی ہو تو لازم کہ بارہا مریخ نیچا اور زہرہ و عطارد اوپر ہوں حالانکہ ایسا نہیں لاجرم مرکز شمس کو تحت حقیقی لیا کہ زہرہ و عطارد ہمیشہ اس سے قریب ہیں اور مریخ بعید ثالثاً^{۱۲۹} صاف تصریح ہے کہ زہرہ و عطارد کا مدار زمین کے اندر ہونے کے سبب ان کو سفلیں کہتے ہیں اور مریخ وغیرہ کا مدار ارض سے باہر ہونے کے باعث ان کو علویات ظاہر ہے کہ یہ علو و سفلی اضافی ہیں یعنی زہرہ و عطارد کا مدار اندر ہونے کے سبب تحت حقیقی سے نسبت

ایک ایک ذرہ دوسرے سے جدا نظر بھی آتا تو کوئی مجنون ہی اسے جسم واحد گمان کرتا ^{۱۳۷} والبعث
 زمین پر انسان حیوان کا بسنا چلنا درکنار کوئی مکان تعمیر ہونا محال ہوتا کہ ہر ذرہ کے نیچے میں ۱۳۲
 میل کا خلا ہے خامساً اگر لوگ ہوا میں معلق رہتے بھی تو امریکا کے ہندوستان سے دکھائی دیتے اور ہندو
 کے امریکہ سے اور اس و قمر کو اکب کا طلوع غروب سب باطل ہوتا کہ منزلوں کے خلا میں متفرق ذرے کیا جا
 ہوتے۔ یہ سب حالتیں زمین کی حالت موجودہ میں لازم ہیں کہ یہ وہی حالت تو ہے جو سٹکر پھیلنے کے
 بعد ہوتی۔ سٹمنے سے اجزا کم و بیش نہیں ہو جاتے تو اب بھی قطر زمین وہی ۶۰ ذرے بھرے اور
 سارے کرے میں کل جمع ۵۹۲-۱۱ ذرے۔ اگر کہیے اجزائے ویمقراطیہ بال کی نوک سے چھوٹے
 ہیں تو وہ قطر میں ۶۰ نہیں بہت ہیں۔ ^{۱۳۹} قول ایسے کتنے بہت ہیں ایسے کتنے چھوٹے ہیں ذہنی تقسیم
 میں کلام نہیں جس پر کہیں روک نہیں ایک خشناس کے دائرہ پر دائرہ عظیم لیکر اس کے ۳۶۰ درجہ پر درجے
 کے ۶۰ دقیقے ہر دقیقے کے ۶۰ ثانیے تو ہیں عاشرے اور عاشرے کے عاشرے تک جتنے چاہیے حساب
 کر لیجئے کیا یہ جس میں تمایز ہو سکتے ہیں یہ فلک شمس جسے تم مدار زمین کہتے ہو جس کا محیط دائرہ اٹھاون
 کرو میل سے زائد ہے۔ ہم فصل اول میں ثابت کریں گے کہ اس کا عاشرہ ایک بال کی نوک کے سوا
 لاکھ حصوں سے ایک حصہ ہے تقسیم مسمیٰ کلام ہے جس کا انتفا اجزاء ویمقراطیہ میں لیا گیا ہے اور شک
 نہیں کہ بال کی نوک کا پچاسواں حصہ بھی ساجدا نہیں ہو سکتا تو جزو ویمقراطیہ زیادہ سے زیادہ ایک
 ذرے میں پچاس رکھ لیجئے۔ نہ سہی ہر بال کی نوک میں ۱۳۲ فرض کیجئے اب تو کوئی گلہ نہ رہا اور کلمے
 میں آتش بدستور جب ہر ذرہ دوسرے سے ۱۳۲ میل کے فاصلے پر تھا اب ہر جزو دوسرے سے میل میل بھر کے
 فاصلے پر ہوا اب کیا اس کا قطر بال کی ۶۰ نوک سے بڑھ جاتا ایک نوک کے حصے کتنے ہی ٹھہر لو اب
 کیا زمین محسوس ہو سکتی اب کیا جسم واحد سمجھی جاتی اب کیا اس پر کھڑا ہونا یا مکان ممکن ہو جاتا اب
 کیا ادھر کی آبادی ادھر نظر نہ آتی اب کیا چاند سورج یا کوئی تارا غروب کر سکتا ہر وہ جزو جس میں ایک
 میل کا فاصلہ کیا کم ہے ملاحظہ ہو یہ ہیں ان کی تحقیقات جدیدہ اور یہ ہیں ان کے اتباع کی خوش اعتقاد
 کہ متبوع کسی ہیں بے عقلی کا ہڈیاں لکھ جائے یہ اسنا کہنے کو موجود۔

اخیر میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ صحت کی تھانہ کو ششرا کے باوجود

(۲۶) آسمان کچھ نہیں فضا کے خالی نامحدود و غیر متناہی ہے ایک پتھر کہ پھینکا جائے اگر جذب زمین و مزاحمت ہوا وغیرہ نہ ہو تو کس تو ہمیشہ یکساں رفتار سے چلا جائے کبھی نہ ٹھہرے زمین کو کشش آفتاب حائل نہ ہوتی تو ہمیشہ مساوی حرکت سے سیدھی ایک طرف چلی جاتی۔ یہ ان کی خام خیالیوں میں۔ آسمان پر ایمان ہر آسمانی کتاب مننے والے پر لازم اور بعد موجود قطعاً محدود و لامتناہی العباد دلائل قاطعہ سے مردود۔

(۲۷) اگلے تو غلطی میں پڑ کر وجود فلک کے قائل ہوئے اور ہم پھیلے (یعنی) ہیات جدیدہ والے اگرچہ آسمان نہیں مانتے پھر بھی حسابی غلطیوں اور ہندسی خطاؤں کے رفع کیلئے ان تمام حرکات و دور کو اگلوں کی طرح ایک کُرہ کے مقعر میں مانتے ہیں جو منہلے نظر راصد پر ہے اور اس کا مرکز زمین اولیٰ اولیٰ ادلایہ اقرار غنیمت ہے کہ بے آسمانی کُرہ مانے حساب میں غلطی اور ہندسی اعمال میں خطا پڑتی ہے مگر یہ منطق نرالی ہے کہ وہی غلط ہے جسکے مننے سے غلطیاں رفع ہوتی ہیں ثانیاً تمام عقلاً توان دوائر کو آسمانی کُرہ کی محدب پر مانتے ہیں مگر یہ انھیں کیونکر راست آتا کہ فضلے نامحدود کا محدب کہاں لہذا مقعر لباب اسکو بھی تحدید درکار وہ انتہائے نظر راصد سے لی تحدید تو اب بھی نہ ہوتی راصدوں کی نظریں مختلف ہیں اور سب سے تیز نظر کا لیا جائے تو آگے آلات ہیں اور ان کی قوتیں مختلف۔ سب سے قوی قوت کا لیا جائے تو اسکی بھی حد نہیں روزئے آئے ایجاد ہوتے ہیں نگاہ مجرّد ہو یا مع آلہ اسکی اپنی انتہا اس سقف نیلی پر ہے جسے ہیات قدیمہ نہایت عالم نسیم کُرہ بخار کہتی ہے اور جدیدہ ایک محض موہوم حد نظر اور حقیقت میں وہ اس آسمان دنیا یعنی فلک قمر کا مقعر ہے اسکے بعد روشن اجرام نہ ہوتے تو کچھ نظر نہ آتا اور روشن اجرام زاویہ بالبصار بنسنے کے لائق بعد پر کتنے ہی دور لئے جائیں نگاہ ان تک پہنچتی تو واقع میں کوئی حد نہیں ہاں یہ کہیے کہ کل جب تک یہ آلات نہ نکلے تھے جہاں تک نگاہ پہنچتی تھی اُس بعد پر یہ مقعر و دور بنسنے تھے آلات بنکر ان سے زائد پر ہوئے اور جو آلہ قوی تر ایجاد ہوتا گیا یہ کُرہ عالم اونچا ہوتا گیا اور آئندہ یوہیں ہوتا رہے گا جذب کچھ نہیں کیونکہ حساب و ہندسہ کی غلطیاں رفع کرنے کو ایک غلط بات ماننا درکار ہے جیسی بھی ہونا لاشاً

صفحہ ۲۳ وغیرہ ط ۱۲ ص ۵۶ ۱۳ ص ۵۶ ح ۲۶ اور اسی کا اشارہ ص ۲۳ میں ہے ۱۲

سماوی کرہ واقعی خواہ فرضی بالطبع ایسا ہونا لازم کہ تحت حقیقی سے اُس تک بعد ہر جانب سے برابر ہوا اس کے کوئی معنی نہیں کہ یہ مقعر ایک طرف زیادہ اونچا ہے دوسری طرف کم تو اسے مرکز شمس پر لینا تھا کہ وہی تمہارے نزدیک تحت حقیقی ہے ۲۴ مگر مجبوری سب کچھ کرا تا ہے وہ حساب و ہندسی غلطیاں ہیں رفع ہوتی ہیں کہ باتباع قدما مرکز عالم مرکز زمین پر لیا جائے۔ رابعاً مرکز زمین ہو یا مرکز شمس یا کوئی ایک مرکز معین ہیئت جدیدہ سب دوائر کو جسے ہیئت کا نظام بنتا ہے ایک مرکز پر مان سکتی ہی نہیں جسکا بیان عنقریب آتا ہے اور بے ایک مرکز پر مانے ہیئت کا نظام سب درہم و برہم غرض بیچارے ہیں مشکل میں دوائر اور ان کے مسائل سب قدما سے سیکھے اور انہیں کی طرح ان سے بحث چاہتے ہیں مگر جدید مذہب والے اپنے کو اصول معکوس دے اب نہ وقت ہے نہ یہ چھوڑتے ہیں سانپ کے منہ کی چھینندہ نہیں۔ آسمان گما کر سورج تھا کر جاذبیت کے مثل ہاتھوں سیارے گھما کر چار طرف ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور بنتی کچھ نہیں۔ بعونہ تعالیٰ یہ سب بیان عیاں ہو جائے گا وباللہ التوفیق۔

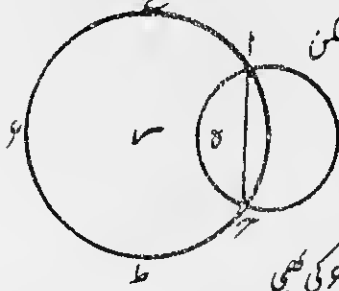
(۲۸) زمین کے خط استوا کو جب مقعر سماوی تک لیجائیں تو ایک دائرہ عظیمہ پیدا ہو گا کہ کرہ فلک کے دو حصے مساوی کر دیگا۔ یہ خط اعتدال یا آسمانی خط استوا یعنی معدل النہار ہے دائرہ عظیمہ وہ دائرہ ہے کہ کرہ کے دو برابر حصے کر دے اقول^{۱۴} اتنی قدما سے سیکھ کر ٹھیک کہی مگر ہیئت جدیدہ ہرگز اسے ٹھیک نہ رکھیں گی جسکا بیان بعونہ تعالیٰ عنقریب آتا ہے حادثوں نے اس میں ایک ہمل اضافہ کیا کہ منطقہ حرکت یومیہ زمین کو قاطع عالم فرض کرنے سے عالم علوی میں معدل النہار اور زمین پر خط استوا پیدا ہوتا ہے اقول^{۱۵} خط استوا ہی تو وہ منطقہ ہے اُسے قاطع عالم ماننے سے خود اُس کا پیدا ہونا عجیب ہے۔

(۲۹) تمام مباحث ہیئت کی اس بات دو دائرے ہیں معدل النہار کہ گزرا دوسرا دائرہ البروج اس کی تعیین میں ہیئت جدیدہ کے اضطراب دیکھے۔ سیکھا اسے بھی قدما سے اور بے اس کے ہیئت کے کام احکام حل نہیں سکتے۔ ناچار ابحاث و احکام میں بھی قدما کی تقلید کی مگر بخیر کہ ہیئت جدیدہ کے غلط اصول ان کا نقل بڑا نہ رکھیں گے نہ تمہیں دائرہ البروج کی صحیح تعریف کرنے دینگے۔ اصول علم الہیئت میں کہا زمین اپنے دورہ سالانہ گردش شمس سے جو دائرہ عظیمہ بناتی ہے وہ دائرہ البروج ہے اس کی سطح معدل پر ۲۳ درجے ۲۷ دقیقہ کچھ ثانیے مائل ہے یہ بارہ بروج مساوی پر تقسیم ہے

جن میں چھ خط استوا سے شمال کو ہیں چھ جنوب کو ہر برج ۳۰ درجے۔ حدائق میں کہا یہ دائرہ مار
 زمین کو قاطع عالم فرغ کرنے سے فضائے علوی میں حادث ہوتا ہے اقول^{۱۴۸} اولاً یہ سب غلط ہے
 بلکہ مدار شمس (جسے یہ مدار زمین کہتے ہیں) مرکز عالم سے جدا مرکز پر واقع ہے تو اس کے قطر کا ایک
 نقطہ مرکز عالم سے غایت بعد پر ہے جسے اوج کہتے ہیں دوسرا غایت قرب پر جسے حقیض جنکی تصویر
 ۲۳۷ میں آتی ہے مرکز عالم پر اوج کی دوری سے دائرہ کھینچیں کہ منطقہ و مثل ہے اس دائرے کو قاطع
 عالم ابن محمد فلک الافلاک پر اس کے موازی جو دائرہ بناوہ دائرۃ البروج ہے جس کا مرکز مرکز عالم ہے
 ہمارے بیان کا حق اور ان کے منزعوم کا باطل ہونا ابھی خود ان کے اقراروں سے کھلا جاتا ہے انشاء
 اللہ تعالیٰ۔ ثانیاً اس سے قطع نظر ہو تو طریق علمی سے مشابہ وہی ہے جو حدائق میں کہا نہ کہ نفس مار
 کو دائرۃ البروج ماننا جس سے اوپر ڈھیر سو کے قریب مدار موجود ہیں اور سب کی مبانی اس سے لی جاتی
 ہے جو اسے مقعر سماوی سے اتنا نیچا لینے پر نہیں بن سکتی ثالثاً^{۱۴۹} مدار زمین تو بیضی مانند ہے وہ دائرہ
 البروج دائرہ کیسے ہوا اور^{۱۵۰} مجاز کا دامن تھا مناکام نہ دیکھا کہ سیل و عرض ہمارے موامرات علم
 مثلث کردی پر مبنی اور وہ دواثر تارہ ہی میں جاری۔

(۳۰) معدل النهار دوائر البروج کا تقاطع تناسف پر ہے یعنی نقطتین اعتدال سے
 دونوں کی تنصیف کردی ہے بیات جدیدہ میں بھی جتنے کرے جتنے ہیں سماوی خواہ ارضی جنکو گلوب کہتے
 ہیں سب میں دیکھو دو دونوں دائرے تناسف ملیں گے اور یہ ایک ایسی بات ہے جس سے ہر بچہ آگاہ
 ہے جس نے قدیمہ خواہ جدیدہ کسی بیات کے دروازے میں پہلا قدم رکھا ہو۔ نیز ابھی نمبر ۲۹ میں اصول
 علم الہیات سے گزرا کہ ایک نقطہ اعتدال سے دوسرے تک دائرۃ البروج کے ۱۸۰ درجے ہیں یہ اس کی
 تنصیف ہوئی اور اسی سے نمبر ۲۳ میں گزرا کہ خط استوا کے نصفین کی تحدید انھیں دو نقطہ اعتدال سے ہے
 نیز اسی کے نمبر ۵۹ میں ہے کہ یہ دونوں عظیمیے ایک دوسرے کو دو نقطہ متقابل پر قطع کرتے ہیں ظاہر ہے کہ
 دائرے پر متقابل نقطے وہی ہوتے ہیں جن میں نصف دور کا فصل ہو اور سب صاف ترے^{۱۵۱} میں کہا کہ دونوں
 نقطہ اعتدال میں مطالع یعنی معدل کی قوس ۱۸۰ درجے ہے۔ پھر کہا یعنی دائرۃ البروج خط استوا کو دو نقطہ
 متقابل پر قطع کرتا ہے جن میں فصل ۱۸۰ درجے ہے۔ پھر کہا یہ برہان ہے اس پر کہ دائرہ البروج دائرہ عظیمیہ

ہی ہے کہ سوا عظیم کے کوئی دائرہ خط استوا یعنی مدد کو اس طرح قطع نہیں کر سکتا غرض یہ ایسا مسئلہ ہے جس پر بیانات جدیدہ و جملہ عقلائے عالم سب کا اتفاق ہے۔ اقوال^{۱۵۲} اب اسے تین نتیجے میں طور پر لازم آئیے دونوں دائرے مساوی ہیں ب دونوں مرکز واحد پر ہیں ۷۲ دونوں ایک کڑے



کے دائرہ عظیم ہیں۔ ظاہر ہے کہ چھوٹے بڑے دائروں کا تناسب ممکن

نہیں ورنہ جزو کل مساوی ہو جائیں دائرہ ا ح نے چھوٹے دائرہ ب

اب ح کی تقطیعیں ۷۱ پر تصنیف کی ۷۲ وصل کیا ضرور ہے کہ اب ۷

کے مرکز سے کا پر گزرا اور اس کا قطر ہوا اب انھیں نقطوں پر دائرہ ا ح کی بھی

تقسیم مانو تو اگر یہی ۷۱ اُس کا بھی قطر ہو تو دونوں دائرے مساوی ہو گئے اور اگر اُس کا قطر ح ط

ہو تو قوس ۷۲ بھی اُس کی نصف ہوئی اور ح ع ط بھی بہر حال جزو کل برابر ہو گئے۔ یوں^{۱۵۳} دو مساوی دائروں

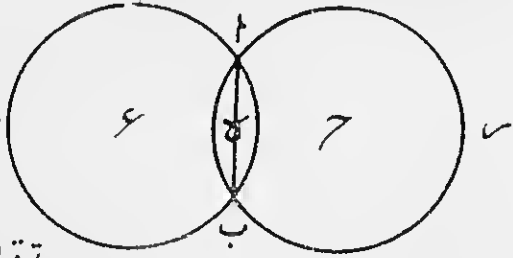
کا مرکز مختلف ہو تو ان کا تناسب محال۔

دائرہ ا س ب کا مرکز ح ہے اور ا ح ب کا ع اور

ح تقطیعیں اب پر تناسب اب وصل کیا ضرور ہے

برایک کا قطر ہوا کہ اُس کے نصفین میں فاصل ہے

تو قطعاً دونوں کے مرکز پر گزرا کہ کہ ہے تو ہر دائرے کے



دو مرکز ہو گئے اور یہ محال ہے ورنہ جزو کل مساوی ہوں اور جب یہ دونوں عظیم مساوی دائرے مرکز واحد

پر ہیں تو یقیناً کرہ واحدہ کے عظام سے ہیں بالجملہ یہ تینوں نتیجے متفق علیہ ہیں اور خود جملہ کرات ارضی و سماوی

کہ اب تک بیانات جدیدہ میں بنتے ہیں ان کی صحت پر شاہ عدل (فوائد) اسطی مستوی میں کبھی دو دائرے

تناسف نہیں کر سکتے کہ اُس کے لئے اتحاد مرکز لازم اور وہ اُس کے متقاطع دائروں میں محال (اعلیٰ میں مقالہ شکل ۵)

۱۵۴ اعلیٰ میں نے ایک شکل یہ رکھی تھی یہ کہ دو مناس دائروں کا ایک مرکز نہیں ہو سکتا اور^{۱۵۵} ایک شق باقی رہی کہ

دو متباہن غیر متوازی دائروں کا مرکز ایک ہو ممکن نہیں مناسب یہ تھا کہ ایک شکل ان تینوں کو حاوی رکھی

جانیے کہ دو غیر متوازی دائروں کا مرکز ایک ہونا ممکن خواہ متقاطع ہوں یا متماس کہ جب مرکز ایک ہے تو اُس سے

ہر دائرے تک ہر طرف بُعد مساوی ہے اور مساویوں سے مساوی ساقط کر کے مساوی رہیں گے تو دونوں دائروں کا ہر طرف

فصل مساوی ہوا تو متوازی ہو گئے اور فرض کئے تھے نامتوازی۔ ۱۵۳ غفرلہ

ب ۱۵۷ دائرۃ البروج کی تعریف کہ حلقہ میں کی باطل ہے کہ معدل سے مرکز بدل گیا ج ۱۵۸ اصول الہیات کی تعریف اس سے باطل تر ہے کہ مرکز بھی مختلف اور دائرے بھی چھوٹے بڑے اور حق و عیب جو ہم نے کہا ۱۵۹ عجب ان کے مرکز مختلف تو دونوں عظیمیہ کیسے ہو سکتے ہیں کہ عظیمیہ کا مرکز نفس مرکز کرہ ہونا لازم دیکھو علم مثلث کردی باب اول نمبر (۳) کا ۱۶۰ حادثہ نے سنی سنائی یا اسی ہوشیاری سے سب دائرہ کو ایک مقعر سماوی پر لیا جس کا مرکز زمین ہے مگر پہلا لکھتا ہمارے نزدیک تو وہ مدار زمین ہے یا مقعر فلک پر اس کا موازی بہر حال اس کا مرکز مرکز مدار زمین مرکز زمین ہونا کیسی صریح جنون کی بات ہے دائرۃ البروج کو اپنے مرکز پر رکھ کر مقعر سماوی پر لیا ہے تو نہ وہ عظیمیہ ہو سکتا ہے نہ معدل النہار اس کا تناصف ممکن اور اگر اسے مرکز زمین کی طرف منتقل کر لیا تو دائرہ ہی وہ نہ رہا نہ اس کی جگہ وہ رہی نہ اب اس جدید دائرے اور معدل کا غایت بعد کہ میل کلی کہلا تلسہ دائرۃ البروج کا میل ہو سکتا ہے غرض تمام نظام نہایت تہ وبالا ہے۔ تقلیدی باتیں کہتے چلے گئے اور خبر نہیں کہ ان کے اصول کی شامت لگ گئی۔

(۳۱) معدل النہار دو دائرۃ البروج دونوں دائرۃ شخصیہ ہیں یعنی ہر ایک شخص واحد معین ہے کہ اختلاف لحاظ سے نہ اس کا محل بدلے نہ حال بخلاف دو اور نوعیہ کہ مختلف لمناطوں سے مختلف پڑتے ہیں جیسے دائرۃ نصف النہار کہ ہر طول میں بدلے ہے اور دائرۃ افق کہ ہر عرض و ہر طول میں نیا ہے۔ اقول ۱۶۱ بلاشبہ حق یہی ہے اور خود ہیات جدیدہ کے سماوی و ارضی کرے اس پر شاہد کہ دونوں دائروں کو غیر متبدل بناتے ہیں بخلاف افق و نصف النہار کہ ان کی تبدیل حسب موقع کا طریقہ رکھتے ہیں مگر ہیات جدیدہ کا یہ اقرار اور قولاً و فعلاً اظہار بھی نہ تقلیدی ہے جسے اس کے اصول کا خاتمہ کر دیا علی اہلہما تجنی براقش دائرۃ البروج کا حال تو ابھی گزرا کہ نظام مرکز مدار پر اور لیتے ہیں مرکز زمین پر تو وہ شخص کیسا وہ نوع ہی بدل گئی اور معدل کا حال ابھی آتا ہے۔

(۳۲) قطبین جنوبی و شمالی ساکن نہیں بلکہ قطبین دائرۃ البروج کے گرد گھومتے ہیں مبادرت

اعتدالین کے باعث ۲۵۸۱۷ برس میں قطب بروج کے گردان کا دورہ پورا ہوتا ہے مبادرت
 ہر سال ۵۰۶۲ ہے اور ہر دائرے میں ۱۲۹۶۰۰۰ ثانیے ان کو ۵۰۶۲ پر تقسیم کیے سے ۲۵۸۱۷
 حاصل ہوئے۔ اقول^{۱۶۲} ہیات جدید کہ ہمیشہ معکوس گوئی کی عادی ہے جس کا کچھ بیان بعونہ تعالیٰ
 آتا ہے اس پر مجبور ہے کہ قطبین عالم کو متحرک مانے کہ زمین اُس دائرے پر حرکت کرتی ہے
 جس کا قطر ۱۹ کروڑ میل کے قریب ہے اور اس کا مدار ایک دائرہ ثابت ہے تو قطبین مدار تو
 ساکن ہیں اور قطبین جنوب و شمال کہ قطبین عالم و قطبین اعتدال ہیں اور زمین کے محور متحرک کے دونوں
 کناروں پر ہیں ضرور اس کی حرکت سے کروڑوں میل اوپر اٹھیں گے اور کروڑوں میل نیچے گریں گے
 مگر اولاً اب معدل النهار دائرہ تخصیص کب رہا بلکہ ہر آن نیا ہے کہ ہر آن اُس کے مرکز کا مقام جدا
 ہے۔ ثانیاً وہ فرض کئے ہوئے مقعر سماوی کو بھی دم بھر چین نہ لینے دیکھا کہ اس مقعر کامر بھی مرکز
 زمین مانا ہے ۲۷ اور وہ کروڑوں میل اٹھنے گرنے میں ہے تو یوہیں ہر آن مقعر سماوی بدلیگا اور
 اگر وہ بحال رہے تو دائرہ اُس پر کب رہا کروڑوں میل اُس کے اندر جائے گا اور دوسری طرف خلا چھوڑے
 گا پھر دوسری طرف کروڑوں میل اندر جلے گا۔ اور اُدھر خلا چھوڑے گا اسی کو کہا تھا کہ یہ سب دوائر
 ایک مقعر سماوی پر لیتے ہیں۔ ثالثاً^{۱۶۳} بفرض باطل دائرہ البروج کو بھی اسی مقعر و مرکز پر لے لیا اور
 یہ ہر آن متبدل ہیں تو دائرہ البروج بھی ہر آن بدلے گا تو تخصیص کب رہا یا وہ تنہا خواہ مع مقعر سماوی برقرار
 رکھا جائے گا کہ اُس کامر ثابت ہے تو اس کی تبدیلی کی وجہ نہیں تو میل اور صد ہا مسائل کا کیا ٹھکانا رہیگا
 غرض بات وہی ہے کہ تقلید معدل النهار دائرہ البروج کا نام سن لیا اور اُدھر ان احکام کی تقلید
 کی جو اصول قدر ما پرستی تھے اُدھر اپنے اصول کا گندہ بروزہ ملا پا وہ ایک سہل معجون باطل ہو کر رہ گیا۔
 یہ ہے ہیات جدیدہ اور اسکی تحقیقات ندیدہ۔

(۳۳) زمین وغیرہ ہر سیارے کا اپنے محور پر گھومنا اس سبب سے ہو کہ طبعیات میں ثابت
 ہوا ہے کہ ہر چیز یا طبع آفتاب سے نور و حرارت لینا چاہتا ہے اگر سیارے حرکت وضعیفہ نہ کریں جمیع
 اجزا کہ نور و حرارت نہ پہنچے۔ اقول^{۱۶۵} یہ وجہ موجود نہیں اولاً اجزا میں جاذبہ و ماسکہ و نافرہ کے

۱۸۳۳ء یعنی ۲۵۸۱۷۷۳۳۳ باسقاط خفیف ۱۲ منہ غفرلہ ۵۳ ح ص ۱۱۲

علامہ ایک قوت شائعہ مانتی پڑے گی اور اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ ثانیاً زمین سے ذرے اور
ریگ کے دلے خفیف پھونک سے جدا ہو جاتے ہیں ان کا یہ شوق طبعی کیا اتنی بھی قوت نہ رکھنے گا کہ
زمین سے بے جدا کئے ان کو گھمٹے پھر ایک ایک ذرہ اور ریتے کا راند آفتاب میں اپنے نفس پر حرکت
مستدیرہ کیوں نہیں کرتا اُس کا جو حصہ مقابل آفتاب ہے سو برس گزر جائیں جب تک ٹھہرایا نہ جائے
وہی مقابل رہتا ہے دوسرا حصہ کہ آفتاب سے حجاب میں ہے کیوں نہیں طلب حرارت و نور کے
لئے آگے آتا۔ ثالثاً زمین میں مسام اتنے ہیں کہ پوری دبائیں تو ایک انچ کی رہ جائے (۲۵)
تو ظاہر ہے کہ اُس کا کوئی جزو دوسرے سے متصل نہیں سب ایک دوسرے سے بہت فصل پر ہیں تو ہر
جز اپنے نفس پر کیوں نہ گھوما کہ اس کے سب اطراف کو روشنی و گرمی پہنچتی صرف کُرسے کے محور پر
گھومنے سے ہر جز پورے اشعاع سے محروم رہا۔ رابعاً کرہ کی حرکت وضعیہ سے سطح بالا
ہی کے سب اجزائی الجملہ مستفید ہوں گے اندر کے جملہ اجزائے اب بھی محروم مطلق رہے تو جمیع
اجز کا استفادہ کب ہوا اندر کے اجز طلب نور و حرارت کیلئے اوپر کیوں نہیں آتے۔ اگر
کہیے اوپر کے اجز جگہ روکے ہوئے ہیں۔ اقول^{۱۶۹} اولاً غلط۔ انچ بھر کی زمین جب پونے تین
کھرب میل میں پھیلی ہوئی ہے اس میں کس قدر وسیع مسام ہونگے (نمبر ۲۵) اُن سب اجز
سے باہر کیوں نہیں آتے۔ ثانیاً اوپر کے اجز میں جو آفتاب سے حجاب ہیں اُن کے
اگلے اجز اُن کے ہوئے ہیں جو مقابل شمس ہیں۔ پھر حرکت وضعیہ کیوں کر ہوتی ہے خاصاً
آفتاب بھی تو اپنے محور پر گھومتا ہے وہ کس نور و حرارت کی طلب کو ہے۔ بالجملہ یہ وجہ یہودہ
نہ ہے بلکہ اصول بنیات جدیدہ پر اسکی وجہ ہم بیان کریں۔ فاقول^{۱۷۰} اس کا سبب بھی جاذبہ و
نافرہ ہے جذب قرب و بعد سے مختلف ہوتا ہے و لہذا خط عمود پر سب سے زیادہ ہے کثیت سیارہ
مثلاً ارض کیلئے جاذبہ تنفر کا جواب مدار پر جانے سے ہو گیا مگر اب بھی اُن کے اجز پر جذب
مختلف ہے خاص وہ اجز کہ مقابل شمس ہیں اُن پر جذب اقویٰ ہے اور اُن میں بھی جو بالخصوص

۱۷۱ یہ وجہ شمس کو بھی شامل ہے کہ وہ بھی اور سیاروں کے جذب سے بچنے کو اپنے محور پر گھومتا ہے
جغ ص ۱۲ منہ غفرلہ

زیر عمود ہے پھر جتنا قریب ہے (مثلاً) یہ اجزا اُس سے کیجئے کیلئے مقابلہ سے ہٹتے اور بالضرورت اپنے اگلے اجزا کو اپنے لئے جگہ خالی کرنے کو دفع کرتے ہیں وہ اپنے اگلوں کو وہ اپنے اگلوں کو یوں محور پر دورہ پیدا ہوتا ہے اب جو اجزا پہلے اجزا سے مقابلہ کے پیچھے کئے مقابل آئے اب یہ

اجزا

مقابلہ سے کیجئے کو اپنے اگلوں کو ہٹاتے ہیں اور وہی سلسلہ چلتا ہے یوں دورہ پر دورہ مقرر رہتا ہے۔ اگر کیئے زمین بوجہ کثرت بعد و قلت حجم آفتاب کے گویا ایک نقطہ ہے ولہذا آفتاب کا اختلاف منظر ۹ ثانیہ بھی نہیں تو اس کے اجزا پر مقابلہ و حجاب کا اختلاف نہ ہوگا بلکہ گویا سب مقابل ہیں۔ اقول^{۱۴} اولاً نظر^{۱۵} ظاہر میں تو یہی کافی کہ ایسا ہے تو تقریباً نصف کرۂ زمین میں ہمیشہ رات کیوں رہتی ہے سب ہی روشن رہا کرے کہ سب مقابل شمس ہے۔ ثانیاً^{۱۶} آخر کچھ نہیں اختلاف

منظر کیوں جب نصف نظر کی یہ مقدار ہے کل سطح کی اکثر و اکثر ہے۔ اسی قدر اختلاف جذب کو بس ہے۔ ثالثاً^{۱۷} بالفرض سب ہی مقابل سہمی عمود و منحرف کا فرق کہ ہر جائے گا۔ یوں بھی اختلاف حاصل بالجملہ یہ تقریر ان مقدمات پر مبنی ہے جو ضروریات جدیدہ کے اصول مقررہ ہیں تو یہی اُسے واجب التسليم ہے اگرچہ حقیقتاً اعتراض سے خالی نہ یہ نہ وہ۔ بلکہ ہم تو بقیۃ تعالیٰ فضل سوم میں روشن کریں گے کہ دونوں وجہیں باطل محض ہیں اور کیوں نہ ہو کہ اصول باطلہ حیات جدیدہ پر مبنی ہیں پھر بھی یہ اُس سے اسلم اور اصول جدیدہ پر تو نہایت محکم ہے۔ تنبیہ اقول^{۱۸} وجہ یہ ہو خواہ وہ بہر طور زمین کی حرکت مستدیر

حقیقتاً حرکت و متغیر یعنی مجموع کرہ کی حرکت واحدہ محوریہ نہیں بلکہ کثیر متغیری حرکات اتیمیہ اجزا کا مجموعہ وجہ اول پر پھیلے اجزا اگلے اجزا کو خود مقابل آنے کیلئے ہٹاتے ہیں پھر ان سے پھیلے ان کو ان سے پھیلے ان کو اسی طرح آخر تک اور وجہ دوم پر اگلے اجزا مقابلہ سے ہٹنے کے لئے اپنے اگلوں کو ہٹاتے ہیں۔

وہ اپنے اگلوں کو اپنے اگلوں کو یوں آخر تک بہر حال یہ حرکت خاص اجزا سے پیدا ہو کر سب میں یکے بعد دیگرے بتدریج پھیلتی ہے نہ کہ مجموع کرہ حرکت واحدہ سے متحرک ہو۔ وجہ اول پر تمام اجزا کے لئے نوبت بہ نوبت طبعی بھی ہے اور قسری بھی جو اجزا حجاب میں ہیں ان کے لئے طبعی اور جو مقابل ہیں ان کے لئے قسری کے پھیلے اجزا ان کو ان کے حاصل شدہ مقتضائے طبع سے ہٹاتے ہیں

۱۴ اس سے ایک دقیقہ کی طرف اشارہ ہے جسے ہم نے اپنے رسالہ صبح میں روشن کیا ۱۲ منہ غفرلہ

رسالہ صبح سے مراد ہے درء القبح عن درک وقت الصبح (زبان اردو فن توقیت) انوار حضرت

عبدالنعم عزیزی

جب یہ بالقصر مقابلہ سے ہٹ جائیں گے بالطبع حرکت چاہیں گے اور تازہ مقابلہ والوں کو قسر کریں گے اور وجہ دوم پر سب کے لئے قسری کہ جاذبہ سے پیدا ہوئی اگرچہ نافرہ طبعی ہونا فہم۔

اس ب کا معنی مدار زمین ہے اس۔ س ب۔

ب کا آچاروں نطاق میں اب قطر اطلال ہے

اس کے دونوں کناروں پر مرکز ج سے پورا بعد ہے کا

دونوں نقطوں پر ج سے بعد اقرب ح، و دونوں فوکر

اس قبل پر شمس مستقر ہے نقطہ اوج شمس سے غایت بعد

پر ہے اور ب ح فیض غایت قرب پر زمین پر مرکز و شمس دونوں سے نہایت دوری پر ہوتی

ہے یہاں سے چلتے ہی اس نطاق اول میں دونوں سے قریب ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ س پر

مرکز سے غایت قرب میں ہوتی ہے س ب نطاق دوم میں مرکز سے دور ہونا شروع کرتی ہے لیکن

شمس سے اب بھی قرب ہی بڑھاتی ہے یہاں تک کہ ب ح فیض مرکز سے دوبارہ غایت بعد پر ہو

جاتی ہے اور شمس سے نہایت قرب پر آتی ہے اس نصف ح فیض اس ب میں شمس سے قرب

ہی بڑھتا اور چال بھی برابر متزاید رہتی ہے تیزی کی انتہا نقطہ ب پر ہوتی ہے پھر انھیں قدر

پرست ہوتی جاتی ہے ب کا نطاق سوم میں زمین مرکز سے قریب اور شمس سے دور ہوتی جاتی

ہے یہاں تک کہ ہ پر دوبارہ مرکز سے کمال قرب پر آ جاتی ہے کا نطاق چہارم میں مرکز و

شمس دونوں سے دور ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ آپر دونوں سے کمال بعد پاتی ہے اس

نصف اوجی ب کا میں شمس سے بعد ہی بڑھتا اور چال برابر متناقص رہتی ہے سستی کی انتہا

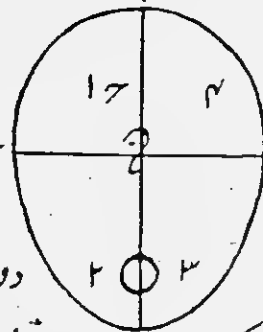
نقطہ آپر ہوتی ہے پھر وہی دورہ شروع ہوتا ہے۔ یہ سب مسائل عام کتب میں ہیں اور خود

مشہور اور قرب و بعد شمس و مرکز کی حالت ملاحظہ شکل ہی سے مشہود۔ اور ہمارے نزدیک بھی قطروں

کے خلاف اور مرکز سے قرب و بعد کے سوا کہ اصل کردی میں ناممکن یہ سب باتیں یو ہیں جبکہ

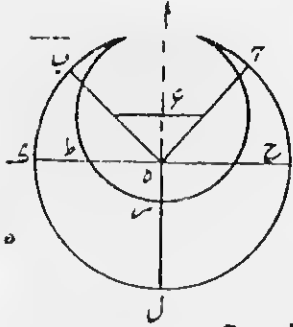
لہ قرب و بعد مرکز کے سبب یہاں نطاق لیے ہمارے نزدیک خط کا منصف مابین مرکزین پر لیتے

ہیں کہ یہاں بعد اوسط ہے یا مرکز عالم پر کہ یہاں سیر اوسط ہے ۱۲ منہ غفر لہ۔



مدار شمس کو اور نقطہ سر پر مرکز زمین اور اگر مدار زمین مان لیں تو یہ سارا بیان متفق علیہ ہے صرف شمس کی جگہ زمین اور زمین کی جگہ شمس کہا جائے۔

(۳۵) چال میں تیزی و سستی کا اختلاف دوسرے مرکز کے لحاظ سے ہے واقع میں اسکی چال نہ کبھی تیز ہوتی ہے نہ سست ہمیشہ کیساں رہتی ہے اور مساوی وقتوں میں مساوی قوسین قطع کرتی ہے۔ قواعد کسپلر سے دوسرا قاعدہ بھی ہے اقول یہ بھی جمع علیہ ہے لہذا طویل الذیل برہان ہندی کی حاجت نہیں۔



ہندی کے لئے ہمارے طور پر اس کا تصور اس تصویر سے ظاہر

ا ح سطح مدار شمس مرکز خارج ہو رہے اور ا ح ل کی دائرۃ البروج مرکز عالم کا پرا ط - ط ح - ح آ خارج الم مرکز یعنی مدار شمس کے چار

ربع مساوی ہیں جنکوہ برابر مدت میں قطع کرتا ہے لیکن اُن کے مقابل دائرۃ البروج

کی مختلف قوسین میں جب شمس آئے ط پرا یا مرکز عالم کا سے اُس پر خط کا ب گزرا تو اس مدت میں اس پر قوس اب قطع کی جو ربع سے بہت یعنی بقدر ب ح چھوٹی ہے جب ط سے س تک آیا اس ربع کے مقابل دائرۃ البروج کی قوس ب ل ہوئی جو ربع سے بہت بڑی ہے یو ہیں دو ربع باقی میں تو با آنکہ شمس واقع میں ہمیشہ ایک ہی چال پر ہے دائرۃ البروج کے اعتبار سے اُس کی چال تیز و سست ہوتی ہے ط ح کی ششماہی میں ب ل ح قطع کرتا ہے کہ نصف سے بہت زائد ہے اور ح ا ط کی ششماہی میں ح ا ب چلتا ہے کہ نصف سے بہت کم ہے لہذا تیز و سست نظر آتا ہے حالانکہ واقع میں اُسکی چال ہمیشہ کیساں ہے یہی حال ہیات جدیدہ کے نزدیک زمین کا ہے الحمد للہ

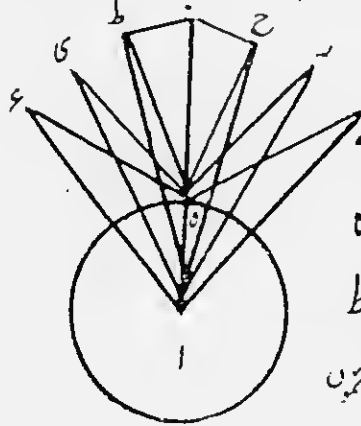
مقدمہ ختم ہوا و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ ابدال۔

فصل اول

نافریت کار و اور اس سے بطلان حرکت

زمین پر بارہ دلیلیں

رد اول (اقول ۱۷۹) ابتداءً اتنا ہی بس کہ نافریت بے دلیل ہے اور دعویٰ بے دلیل باطل و غلیل اور پتھر کی مثال کا حال ہمیں گزرا وہی اس کے حال کی کافی مثال



رد دوم (اقول ۱۸۰) مرکز دائرہ سے محیط کے نقطہ پر خط قاطع اب کھینچو اور ہب کے دونوں طرف اس کے مساوی چھ خط جنیں ۷۸۶۵۴۳۲۱ اور ۷۸۶۵۴۳۲۱ ان دونوں

کی برابر تقسیم کرنے والے اور سب کو آسے

ملا دو ظاہر ہے کہ ان میں ہر خط اپنے نظیر کے مساوی ہوگا اور ۱ سے ۱۰ - ۱۱ سے ۱۲

۱۳ سے ۱۴ - ۱۵ سے ۱۶ - ۱۷ سے ۱۸ - ۱۹ سے ۲۰ - ۲۱ سے ۲۲ - ۲۳ سے ۲۴ - ۲۵ سے ۲۶ - ۲۷ سے ۲۸ - ۲۹ سے ۳۰

۳۱ سے ۳۲ - ۳۳ سے ۳۴ - ۳۵ سے ۳۶ - ۳۷ سے ۳۸ - ۳۹ سے ۴۰ - ۴۱ سے ۴۲ - ۴۳ سے ۴۴ - ۴۵ سے ۴۶ - ۴۷ سے ۴۸ - ۴۹ سے ۵۰

۵۱ سے ۵۲ - ۵۳ سے ۵۴ - ۵۵ سے ۵۶ - ۵۷ سے ۵۸ - ۵۹ سے ۶۰ - ۶۱ سے ۶۲ - ۶۳ سے ۶۴ - ۶۵ سے ۶۶ - ۶۷ سے ۶۸ - ۶۹ سے ۷۰

۷۱ سے ۷۲ - ۷۳ سے ۷۴ - ۷۵ سے ۷۶ - ۷۷ سے ۷۸ - ۷۹ سے ۸۰ - ۸۱ سے ۸۲ - ۸۳ سے ۸۴ - ۸۵ سے ۸۶ - ۸۷ سے ۸۸ - ۸۹ سے ۹۰

۹۱ سے ۹۲ - ۹۳ سے ۹۴ - ۹۵ سے ۹۶ - ۹۷ سے ۹۸ - ۹۹ سے ۱۰۰ - ۱۰۱ سے ۱۰۲ - ۱۰۳ سے ۱۰۴ - ۱۰۵ سے ۱۰۶ - ۱۰۷ سے ۱۰۸ - ۱۰۹ سے ۱۱۰

۱۱۱ سے ۱۱۲ - ۱۱۳ سے ۱۱۴ - ۱۱۵ سے ۱۱۶ - ۱۱۷ سے ۱۱۸ - ۱۱۹ سے ۱۲۰ - ۱۲۱ سے ۱۲۲ - ۱۲۳ سے ۱۲۴ - ۱۲۵ سے ۱۲۶ - ۱۲۷ سے ۱۲۸ - ۱۲۹ سے ۱۳۰

۱۳۱ سے ۱۳۲ - ۱۳۳ سے ۱۳۴ - ۱۳۵ سے ۱۳۶ - ۱۳۷ سے ۱۳۸ - ۱۳۹ سے ۱۴۰ - ۱۴۱ سے ۱۴۲ - ۱۴۳ سے ۱۴۴ - ۱۴۵ سے ۱۴۶ - ۱۴۷ سے ۱۴۸ - ۱۴۹ سے ۱۵۰

۱۵۱ سے ۱۵۲ - ۱۵۳ سے ۱۵۴ - ۱۵۵ سے ۱۵۶ - ۱۵۷ سے ۱۵۸ - ۱۵۹ سے ۱۶۰ - ۱۶۱ سے ۱۶۲ - ۱۶۳ سے ۱۶۴ - ۱۶۵ سے ۱۶۶ - ۱۶۷ سے ۱۶۸ - ۱۶۹ سے ۱۷۰

۱۷۱ سے ۱۷۲ - ۱۷۳ سے ۱۷۴ - ۱۷۵ سے ۱۷۶ - ۱۷۷ سے ۱۷۸ - ۱۷۹ سے ۱۸۰ - ۱۸۱ سے ۱۸۲ - ۱۸۳ سے ۱۸۴ - ۱۸۵ سے ۱۸۶ - ۱۸۷ سے ۱۸۸ - ۱۸۹ سے ۱۹۰

۱۹۱ سے ۱۹۲ - ۱۹۳ سے ۱۹۴ - ۱۹۵ سے ۱۹۶ - ۱۹۷ سے ۱۹۸ - ۱۹۹ سے ۲۰۰ - ۲۰۱ سے ۲۰۲ - ۲۰۳ سے ۲۰۴ - ۲۰۵ سے ۲۰۶ - ۲۰۷ سے ۲۰۸ - ۲۰۹ سے ۲۱۰

ہے۔ (شکل ۱۹) غرض ان میں سب سے زیادہ مرکز سے دوری کو ہے باقی جتنا ماس کی طرف آؤ مرکز سے قرب ہے کہ زمین
نقطہ پر تھی اور نافریت کے سبب اس نے مرکز سے دور ہونا چاہا واجب ہے کہ خط ہب پر ہے کہ اسی طرف مرکز سے
بعد محض ہے اور سب بعد اضافی ہیں کہ ایک وجہ سے بعد ہیں تو دوسری وجہ سے قرب
ہیں بعد محض چھوڑ کر ان میں سے کسی کو کیوں لیا یہ ترجیح مرجوح ہوئی پھر اس میں جس
خط پر جائے دوسری طرف اس کا مساوی موجود ہے ادھر کیوں نہ گئی ترجیح بلا
مرجح ہے اور دونوں باطل ہیں زمین کوئی جاندار ذی عقل نہیں جسے ہر گونہ ارادے
کا اختیار ہے اور جب ہب پر جائے گی دورہ محال ہوگا۔ اگر نافریت غالب آئے گی تب
سے قریب ہو جائے گی اور جاذبیت تو اسے اور برابر ہیں تو وہ پر رہے گی کسی طرف نہ ہٹائے
گی بہر حال دورہ نہ کریگی۔

(رد سوم) اقول یہ نہیں نہیں بلکہ واجب ہے کہ وہی پر رہے کہ تمہارے نزدیک نافریت
وجاذبیت برابر ہیں۔ (ع ۷) اور دائرہ پر حرکت میں اختلاف سرعت سے جذب و نفرت
باہم کم و بیش ہوں تو ابتدائے آفرینش میں جبکہ زمین پہلے نقطہ پر ہے کہاں دائرہ اور
کہاں حرکت اور کہاں اختلاف سرعت لاجرم اس وقت دونوں کانٹے کی تول برابر ہیں
تو واجب کی زمین جہاں اول پیدائش میں بنی تھی اب تک وہیں ٹھہری ہوئی ہے اور میں
ٹھہری رہے گی تو تمہاری نافریت وجاذبیت ہی نے زمین کا سکون مبرہن کر دیا۔ اللہ الحمد۔

(رد چہارم) اقول ۱۸۳ معلوم ہو لیا نافریت نہ ہے نہ اس کا مقتضی ہرگز خط ماس
پر لیجانا اور بے اس کے زمین کی حرکت دوریہ گردش منظم نہیں ہو سکتی تو ضرور کوئی واقعہ ناقلہ
درکار ہے کہ اسے ہر وقت خط ماس پر واقع کرے اور شمس اپنی طرف کھینچے دونوں کا
اوسط دائرے پر گردش نکلے ایک دفعہ کا واقع کافی نہیں۔ زمین میں کیل گاڑ کر اس میں
ڈورا اور ڈورے میں گیند باندھو اور ایک بار اسے مارو دو راتن جائے گا۔ گیند ایک ہی
ضرب سے کیل کے گرد دورہ نہ کریگی تو ہر وقت دفع و نقل کی حاجت ہے یہ شمس کا اثر

ہو نہیں سکتا کہ وہ تو اس کے خلاف جذب چاہ رہا ہے تو ضرور کوئی اور سیارہ چاہیے جو زمین کو ماس پر جذب کرے اور ہر وقت زمین کے ساتھ پھرے یہ نقل کا کام دے وہ سیارہ کہاں ہے اور بغرض ہو تو اسے کہنے کے دش دی اس کے لیے اور سیارہ درکار ہو گا اور اس کی طرح غیر تنہا ہی سلسلہ چلا جائے گا یہ سلسل ہے اور سلسل محال لاجرم زمین کی گردش محض باطل خیال

رد پنجم) اقول ۱۸۴۴ء دو مسابوں میں ایک کا اختیار کرنا عقل و ارادہ کا کام ہے نہ طبیعت غیر شاعرہ کا ظاہر ہے کہ نقطہ ۵ سے ۶ اور ۷ دونوں طرف قائمہ اور یکساں حالت ہے اور ظاہر ہے کہ زمین صاحب شعور و ارادہ نہیں اب اگر بغرض باطل زمین میں نافریت ہے اور بغرض باطل نافریت ماس پر کھینچتی یعنی جاذبیت پر قائمہ بناتی ہے مگر نافریت کا اس طرف کے ماس سے کوئی رشتہ ہے جس سے زمین کو اکب سرطان جو زا ثور میں جاتی تو ایک طرف کو لینا دوسری کو چھوڑنا کس بنا پر ہوا یہ ترجیح بلا مرجح ہے اور وہ باطل اور بالفرض ۱۸۵۰ء ایک بار جزا ایک سمت لی ہمیشہ اس کا التزام کس لئے کیوں نہیں ہوتا کہ ایک بار نقطہ اوج پر آکر پھر انہیں قدموں پیچھے پلٹ جائے کہ جاذبیت و نافریت کے اقتضایوں بھی بحال ہیں بالجلہ یہ حرکت کسی طرح نافریت کے ماتھے نہیں جاسکتی۔

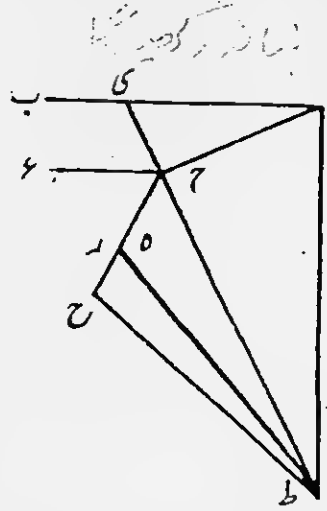
رد ششم) یہ سب محض ہے دلیل ٹھان بیجئے تو نافریت قائمہ ہی پر تو لی جائے گی (ع ۱) حادہ پر لانا تو اور مرکز سے قریب کرنا ہے تو نافریت نہ ہوئی بلکہ رغبت لیکن ہیئات جدیدہ مدار زمین دائرہ نہیں مانتی بلکہ بیضی اور اس میں طرفین قطر کے سوا باقی سب زاویے حادے نہیں گئے جس کا خود ان کو اعتراف ہے۔

لہ اگر کچھ ارادہ الہی نے ایک سمت معین کر دی اگرچہ اس کہنے کی تم سے امید نہیں کہ طبیعات والے اسے بالکل سمجھ سکیں ہر بات میں طبیعت ارادہ کے بندے ہیں یوں کہتے تو جاذبیت و نافریت کا سارا گود کھدھنا اٹھا دیکھئے ارادہ الہی خود سب کچھ کر سکتا ہے اور جب جو ش الی اللہ کی ٹھہری تو ہیئات جدیدہ کا قتل بیڑہ نہ لگا رہے گا اس کا ارادہ وہ جانے یا تم کتب الہیہ آسمانوں کا وجود بتائیں گی اور آفتاب کی حرکت جیسا کہ جوہر تعالیٰ قائمہ میں آتا ہے اس پر ایمان لانا میرا گا ۱۲۰ منہ غفر لہ سلط ط ۱۲۵۹ -

تو نافریت باطل اور رغبت حاصل فائدہ اس دلیل کو چاہئے ابطال نافریت و ابطال حرکت زمین پر کر چاہے
 ابطال بیضیت مدار پر اول تو یوں ہیں جو ابھی مذکور ہو کر نافریت ہوتی تو مدار بیضی ہوتا لیکن وہ بیضی ہے اور نافریت
 باطل تو حرکت زمین باطل ۱۸۷ اور آخر یوں ہوا کہ مدار اگر بیضی ہوتا تو نافریت نہ ہوتی اور نافریت نہ ہوتی تو
 دورہ نہ ہوتا اور دورہ نہ ہوتا تو مدار نہ ہوتا نتیجہ کہ مدار اگر بیضی ہوتا تو مدار نہ ہوتا شے خود اپنے نفس کی مبطل لہذا
 بیضیت باطل اب ہیات جدید کو اختیار ہے جسکا بطلان چاہئے قبول کرے مگر یاد ہے کہ بیضیت وہ چیز ہے کہ مرکز ۱۸۷ میں صدی
 عیسوی میں کیپلر نے ۱۸۷ سال صدی کی بجائے ۱۸۷ سال محنت کی اور مدار کو دائرہ مان کر ۱۹ طریقے
 فنکے کوئی نہ بنا اس کے بعد مدار بیضی لیا اور سب حساب بن گیا اور اسی پر تو اعد کیپلر
 کی بنا ہوئی جس بیضیت اور تو اعد کیپلر پر تمام یورپ کا ایمان ہے اسے باطل مان لینا سہل
 نہ ہوگا۔ لہذا راہ یہی ہے کہ حرکت زمین سے ہاتھ اٹھائیں کہ ان تمام خرخشوں سے نجات پائیں۔
 (۲۵ ہفتم) اقول ۱۸۷ ظاہر ہے کہ نفرت جذب سے ہے اور جذب جمیع جہات شمس سے
 یکساں اور جتنا جذب اتنی ہی نفرت (عک) تو واجب کہ ہر طرف نافریت یکساں ہو اور عجبیہ
 نافریت اتنا ہی بعد، تو لازم کہ سب طرف شمس سے بعد یکساں ہو آفتاب عین مرکز مدار ہو لیکن
 وہ مرکز سے ۱۸۷ لاکھ میل فاصلہ پر فوکر اسفل میں ہے تو نافریت باطل کہ وہ ایسی چیز جاتی
 ہے جو امر واقع و ثابت کے خلاف ہے۔ فائدہ ۱۸۷ اسی دلیل سے بیضیت رد ہو سکتی
 ہے کہ جب ہر طرف بعد برابر تو ضرور مدار دائرہ تامہ ہوگا نہ بیضی لیکن نہ وہ بیضیت سے
 انکار کر سکتے ہیں نہ کوئی عاقل شمس کو عین مرکز پر مان سکتا ہے کہ مشاہدہ ہر سال سے باطل
 ہے لاجرم نافریت و حرکت زمین کو رخصت کرنا لازم۔

(۲۶ ہشتم) اقول ۱۹۱ نافریت کجاذیت سے دست و گریبان ہو کر کوئی مدار بنا ہی
 نہیں سکتی ہنسکر میں سن چکے کہ زمین کو نصف حقیقی میں قرب زیادہ ہوتا جاتاہے اور

نصف ادجی میں بعد از نطق اول وسوم میں مرکز سے قرب بڑھتا جاتا ہے اور دوم و چہام
میں بعد یہ مسائل مسلمہ ہیں جن میں کسی کو مجال سخن نہیں لیکن نافریت و جاذبیت کا تجاذب
ہرگز یہ کھل نہ بنا رکھیں گے۔



ا ط کوئی سا قطر فرض کر لیجئے اور
آ اس کا کوئی سا کنارہ اور ط مرکز خواہ
شمس کی جاذبیت نے زمین کو آ سے
لہ اور نافریت نے ب کی طرف قائمہ
پر پھینکا جا یا اور تعادل قوتیں نے

کہ جاذبیت و نافریت کو مساوی مانا ہے۔ (ط ۱) اسے کسی طرف نہ جانے دیا بلکہ زاویہ آ کی

تقسیم کرتا ہوا خط ۱ پر ح تک لایا۔ اب (آ) سے زمین کا بعد ط ۲ ہوا زاویہ (ط ۱) ایک
عائزہ یا اس سے بھی خفیف تر کوئی حصہ مانئے تاکہ وہ لہر دار متفرق مستقیم خطوط جن کو چھوٹے
چھوٹے مستطیلوں کے قطر کہا جو ہر جزء حرکت پر جذب و نفرت سے بیکمیتہ یخ میں پڑتے
اور ایک لہر دار منحنی کثیر الزوایا شکل بناتے ہیں غایت صغر کے سبب ان کے زاویے اصلاً
کسی آ سے بھی قابل احساس نہ رہیں اور ایک منتظم گولائی لئے ہوئے شبیہ یہ دائرہ
یا بیضی پیدا ہو مثلث ا ط ح میں آنصف قائمہ ہوگا۔ اور ط وہ خفیف کالعدم زاویہ
اور ۶ منفرد کہ ۱۳۵ درجے سے صرف بقدر ط چھوٹا ہے لاجرم ط ۲ کہ حادہ کا وتر ہے
ا ط سے چھوٹا ہوگا۔ یعنی ط سے زمین کا بعد کم ہوا۔ اب ۲ پر وہی کشمکش ہے جاذبیت
اسے ط کی طرف کھینچتی ہے اور نافریت ح کی طرف قائمہ پر پھینکتی اور تعادل قوتیں دونوں
سے بچا کر ط ح قائمہ کے منصف ح پر آ تک لانا اور پھر (اور ح ط) اتنا ہی خفیف بنا اور
ط ح وتر حادہ ط ح ۲ منفرد سے چھوٹا ہوتا ہے یعنی ط سے اور قریب ہوئی یوں ۲ پر وہی معاملہ پیش آئے گا اور
ط ح ط سے چھوٹا ہوگا ہمیشہ ہی حالت رہے گی تو زمین کو ط سے ہر وقت قریب ہی بڑھنے کا آسکا کوئی مدار بنانا اصلاً

مکن نہیں دائرہ ہو تو وہ ہر طرف بد برابر چاہیگا اور یہاں ہر وقت مختلف ہے اور بیقی پہنچ
شعبی کوئی شکل ہو تو ایک قطر اطول ایک اقصا رہے جس میں دو نقاط مرکز سے قریب کریں
گے تو دو بعید ایک نصف شمس سے قریب کریگا تو دو سرا بعید حالانکہ یہاں ہر وقت قرب
ہی بڑھ رہا ہے تو زمین اگر گرد شمس گھومی تو شکل یہ بنائے گی \odot جس میں ہر وقت شمس
سے قریب ہوتی جائے گی یہاں تک کہ اس سے ملجائے نہ کہ کسی مدار واحد پر دائرہ ہو۔

(۱۹) اقول ^{۱۹} بالقرض جاذبہ و نافرہ کو مساوی ماننے سے استغنا بھی دو
اور ط آح کو نصف قائمہ سے بڑھا تو ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ وہیں تک بڑھ سکتا ہے کہ
زاویہ ط سے ملکر ایک قائمہ کم رہے یعنی لازم کہ آح منفرجہ آئے کہ اگر قائمہ ہو تو
ی آح بھی ط کے برابر ہوگا کہ دونوں آح کے تمام تا قائمہ ہیں تو نافریت کا حصہ ایک
عاشرہ کم پورا قائمہ رہا اور جاذبیت کا حصہ ایک ہی عاشرہ حوا اس کے سامنے عدم
محض ہے اور اگر حادہ ہو تو اور بھی صغیر و حقیر رہیگا۔

حادہ

قرض کر آء قائمہ کا خط ہے

یعنی جس نے آ سے نکل کر ط پر

قائمہ بنایا تو حادہ کا خط اس سے

پنچا مثل آح نہیں کر سکتا ورنہ

مثلث آء ح قائمہ و منفرجہ جمع

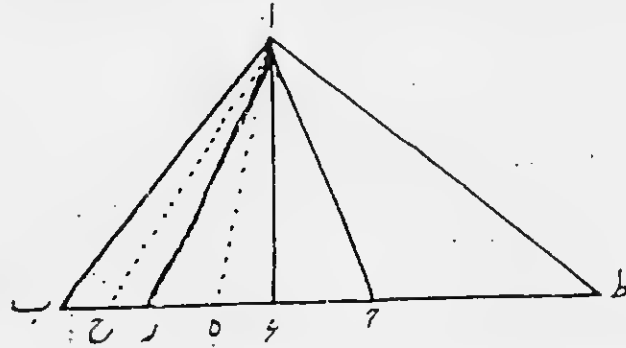
ہو جائیں نہ آء پر آ سکتا ہے ورنہ قائمہ و حادہ برابر ہو جائیں لاجرم اس سے اوپر چڑیگا

خواہ آء کی طرف رگڑا آء قطع کرے کہ یہ حادہ آ کے مساوی ہو یا آء کی طرح آء سے چھوٹا

کہ یہ حادہ آ سے بڑا ہو یا آء کی طرح اس سے بڑا کہ یہ حادہ آ سے چھوٹا ہو بہر حال جب خط

آء سے اوپر بڑا تو زاویہ ب آء سے بھی چھوٹا ہوا اور حصہ جاذبیت ایک عاشرے

کے بھی نہ پہنچا یہ سب صورتیں نہ مقبول نہ مقبول اگر آء ایک عاشرہ پورا ہی ہو تو



نافریت ضعیف ہوتی جاتی ہے اس کا اثر کہ بعید کرنا تھا گھٹتا جاتا ہے۔ نطاق دوم و چہارم میں قوی ہوتی جاتی ہے اس کا عمل بڑھتا جاتا ہے۔ اقول ع ۱۹۳ یہ محض موس ہے اولاً اس کے اس اختلاف قوت و ضعف کا کیا سبب ہے ثانیاً ع ۱۹۵ کیوں انہیں نطاقوں پر اس کا تین منظم مرتب ہے ثالثاً ع ۱۹۴ نطاق دوم میں مرکز سے بعد بڑھتا ہے شمس سے قرب کیا وہی نافریت مرکز کے حق میں قوی ہوتی اور شمس کے حق میں ضعیف ہوتی جاتی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر بڑھ رہی ہے جو تمہارے طور پر دلیل قوت نافریت ہے۔

رابعاً ع ۱۹۴ نطاق سوم میں مرکز سے قرب بڑھتا ہے اور شمس سے بعد کیا وہی نافریت اب یہاں الٹی ہو کر مرکز کے حق میں کمزور پڑتی اور شمس کے لئے تیز ہوتی جاتی ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ چال برابر سست پڑتی جاتی ہے جو دلیل ضعف نافریت ہے مگر یہ کہئے ع ۱۹۵ کہ نافریت ایک ذی شعور اور سخت احمق ہے اسے مرکز و شمس دونوں سے نفرت ہے لیکن وہ اپنی حالت سے دشمن کے گھر میں سوتی رہتی ہے اور جب سر پر آگتی ہے اس وقت جاگتی ہے مگر پھر بھی غالباً ایک اسی آنکھ سے جس طرف کی فوسلہ آگئی دوسری آنکھ سے اس وقت بھی سوتی رہتی ہے یوں آپ کا نظام پائے گا دیکھو شکل مذکور ع ۱۹۴ نقطہ ایضی اوج پر نافریت دونوں سے آنکھوں سے سوتی غافل پڑی خراٹے بے رہی ہے اور اس کی دشمن جاذبیت اپنا کام کر رہی ہے زمین کو چپکے چپکے مرکز و شمس دونوں سے قریب لارہی ہے سیدہایوں نہیں کھینچتی کہ نافریت جاگ اٹھے گی لہذا بچتی گتراتی میربحری بجاتی لارہی ہے یہاں تک کہ نقطہ تر یعنی ایک کنارہ قطر اقصیٰ پر لے آئی جہاں مرکز سے غایت قریب ہے اب نافریت کی وہ آنکھ جو مرکز کی طرف ہے کھلی کر اسی طرف سے زردائی تھی زمین کو مرکز سے بھاگی اور دور کرنا

شرع کیا مگر شمس کی طرف والی آنکھ سے اب بھی سو رہی ہے اسے خبر نہیں کہ شمس سے دور گرتی تو مرکز سے تو قریب لارہی ہوں یہاں تک کہ نقطہ ۴ پر دوبارہ مرکز سے غایت قریب میں آئی البتہ اب اس کی دونوں آنکھیں کھلیں اور زمین کو دونوں سے دور لے کر بھاگی

جسٹس دہم کر رہی ہوں وہ سب سے تو قریب کر رہی ہوں اسے تو یہ سارا جھوٹ کر جسٹس کو کھا گئے تو کہہ دو ہمارے کسی حادثہ سے کسی وقت متاثر نہیں ہوا ہے جسٹس دہم کر رہی ہوں وہ سب سے تو قریب کر رہی ہوں اسے تو یہ سارا جھوٹ کر جسٹس کو کھا گئے تو کہہ دو ہمارے کسی حادثہ سے کسی وقت متاثر نہیں ہوا ہے

یہاں تک کہ نقطہ آ پر پہنچی کھینچناں کی منت بہت اٹھائی تھی سال پورا دوڑتے دوڑتے ہو گیا یہاں
اگر چاروں شانے چت دونوں آنکھوں سے ایک ساتھ سو گئی اور پھر وہی دورہ شروع ہوا،
یہ نسا نہ عجائب یا بوستان خیال تم تسلیم کرو کوئی ماقبل تو یہ دلیل اسے مان نہیں سکتا۔

(ردیاز دھم) اقول ۱۹۹۱ء یہاں سے ایک اور رد کا دروازہ کھلا ہر غیر مجنون جانتا ہے
کہ نافریت کا اثر بید کرنا ہے جیسے جاذبیت کا اثر قریب کرنا اور تم خود کہتے ہو کہ جتنی جاذبیت
قوی ہوگی اتنی نافریت زور پکڑے گی کہ اس کی مقاومت کر سکے (۱) اتنی قرین قیاس ہے آگے
کہتے ہیں کہ جتنی نافریت قوی ہوگی چال تیز ہوگی (۲) یہ بھی قرین قیاس تھا اگر وہ چال تیز ہوتی
جو بید کرے لیکن نافریت کی بد قسمتی سے چال وہ تیز ہوتی ہے جو زمین کو شمس سے قریب کرے یعنی نصف
حیفی میں اور مرکز سے تو نفاق اول رد کو حاضر کہ جتنی چال تیز ہوتی ہے اتنا مرکز سے قرب بڑھتا
ہے یہ الٹی نافریت کیسی۔

(ردیاز دھم) اقول نہ جانے دو کیسی بھی چال سہی نری اوندھی مگر جاذبیت اگر

کوئی شے ہو تو نصف حیفی میں اس کی قوت ہر وقت بڑھنا آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ ہر روز

آفتاب قریب سے بڑھنا جاتا ہے تو اگر نافریت ہوئی واجب کہ وہ بھی واقعی بڑھتی جس طرح

جاذبیت فی الواقع بڑھی نہ کہ محض برائے گفتن اور اس کے واقعی بڑھنے کو لازم تھا کہ چال حقیقت

میں تیز ہوتی جاتی لیکن تمام عقلاء کا اتفاق اور تمہیں خود مسلم ہے کہ شمس کہو یا زمین اس مدار

پر دورہ کرنے والے کی چال ہمیشہ متشابہ ہے کبھی نہ نسبت ہوتی ہے نہ تیز ہمیشہ مساوی

دقتوں میں مساوی توسیع قطع کرتی ہے اگرچہ دوسرے دائرے کے اعتبار سے دیکھنے والوں

کو تیز و سست نظر آئے (دیکھو ۳۵) تو ثابت ہوا کہ نافریت باطل ہے کہ استفائے لازم

کو استفائے ملزوم لازم ہے یعنی ترقی جاذبیت تو مشاہدہ ہے اگر نافریت واقع میں ہوتی

اس وقت ضرور بڑھتی اور اس کے بڑھنے سے چال واقعی تیز ہوتی لیکن اصلانہ ہوئی تو نافریت

تو ضرور غلط ہے تو گردش زمین باطل ہے کہ یہ نافریت اس کا پہیہ ڈھلکے گا یا یوں

کہتے کہ اس کی گردش دوپہیے ہیں نافریت و جاذبیت ایک کے گرجانے نے
زمین کی گاڑی زمین میں گاڑی کہ ہل نہیں سکتی، ولہذا الحمد ۛ



فصل دوم

جاذبیت کار و اور اس کے بطلان حرکت

زمین پر پچاس دلیلیں

ردِ اوّل) اقول علم اہل ہیئت جدیدہ کی ساری مہارت ریاضی و ہندسہ و ہیئت میں منہک ہے عقلیات میں ان کی بضاعت قاصر یا قریب صفر ہے وہ نہ طریق استدلال جلتے ہیں، نہ دایہ بحث کسی بڑے مانے ہوئے کی بے دلیل باتوں کو اصول موضوعہ ٹھہرا کر ان پر بے سرو پا تقریعات کرتے چلے جاتے ہیں اور پھر وثوق وہ کہ گویا آنکھوں سے دیکھی ہیں بلکہ مشاہدہ میں غلطی بڑھ سکتی ہے ان میں نہیں ان کے خلاف دلائل قاہرہ ہوں تو سننا نہیں چاہتے سنیں تو سمجھنا نہیں چاہتے سمجھیں تو ماننا نہیں چاہتے۔ دل میں مان بھی جائیں تو اس نیکر سے پھرنا نہیں چاہتے۔ جاذبیت ان کے لئے ایسے ہی مسائل سے ہے اور وہ اس درجہ اہم ہے کہ ان کا تمام نظام شمسی سارا علم ہیئت اس پر مبنی ہے وہ باطل ہو تو سب کچھ باطل وہ لڑکوں کے کھیل سے برابر برابر کھڑی کی ہوتی اینٹیں ہیں کہ ایک گرا تو سب گر جائیں ایسی چیز کا روشن قاطع دلیل پر مبنی ہوتا تھا نہ کہ محض خیال پر نیوٹن پر ایک سیب ٹوٹ گرتا

۱۔ تمبیہ مطلقاً جاذبیت سے انکار نہیں کہ کوئی شے کو جذب نہیں کرتی مقناطیس و کھربا کا جذب مشہور ہے

بلکہ جاذبیت شمس وارض کار و مقصود ہے اول کائنات کہ اسی کی بنا پر حرکت زمین ہے اور دوم کا اس لئے کہ اسی

کو دیکھ کر اس میں بلا دلیل جذب مانا ہے ۱۲ منہ عفرۃ

ہے وہ اس سے یہ اٹکل دوڑاتا ہے کہ زمین میں کشش ہے جس نے کھینچ کر گرا کر اس پر
دلیل کیا ہے جواب ندارد!

۲۰۲ **اولاً** عقلائے عالم انتقال میں میل سفلی مانتے ہیں کیا وہ میل اس کے گرانے کو کافی
نہ تھا کیا میل ۲۰۳ بجائے یوں نہ سمجھ سکتا تھا کہ ثقیل کے استنقرار کو وہ محل چاہئے جو اس
کا بوجھ سہارے سبب وہی ٹوٹے گا جس کا علاقہ شاخ سے ضعیف ہو جائے وہ مرکز و تعلق
اب اس اب کا بوجھ نہ سہارے سکے ورنہ بسھی نہ ایک ساتھ ٹوٹ جائیں، ادھر تو ضعیف علاقہ
کے سبب شاخ سے چھوٹا ادھر اس سے نرم تر ملا ہوا کا ملا ۱۰۱ سے کیا سہارتی لہذا اس سے
کشیف تر ملا درکار ہوا کہ زمین ہو یا پانی کیا اتنی سمجھ نہ تھی یا بطلان میل پر کوئی قطعی دلیل قائم
نہ کر لی اور جب کچھ نہیں تو جاذبیت کا خیال محض ایک احتمال ہوا محتمل مشکوک بے ثبوت بات
پر علوم کی بنیاد رکھنا کار خرد مندان نیست

ثانیاً ۲۰۴ لطف یہ کہ یہی ہیئت جدیدہ والے جا بجا ثقیل میں میل سفل مانتے خفیف میں
میل علو تکہ جاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ یہ میل جاذبیت کا سارا میل کاٹ دیگا جب ثقیل اپنے
میل سے گرتا سبب کا ٹوٹنا جاذبیت پر کہاں دلالت کرتا ہے یہ یقین و احتمال و طریق استدلال
و منصب مدعی و سوال سے ان کی ناواقفی ہے معلول کے لئے علت درکار ہے جب ایک کافی
و دانی علت موجود اور نہیں بھی مسلم ہے تو اسے چھوڑ کر دوسری بے ثبوت کی طرف اسے منسوب
کرنا کوئی عقل ہے۔ بالفرض اگر علت کافیہ معلوم نہ ہوتی تو بلا دلیل کسی شے کو علت بتا دینا مردو

۱۰۱ ح ۳ ثقل ہمیشہ اجسام کو جانب سفلی کھینچتا ہے ۱۰۲ اجسام کو جانب پائیں بآل کرتا ہے ۱۰۳ اجسام بقدر ثقل
مطلق سے قریب کے طالب پانی ہمیشہ باطن طبع یلندی سے بستی کی طرف میل کرتا ہے ۱۰۴ بخار قبلا ہلکا ہوگا زیادہ
یلندی ہوگا ۱۰۵ بخار ہوا سے زیادہ لطیف و خفیف لہذا میل علو کرتا ہے۔
۱۰۶ حرارت آفتاب کے سبب اجزائے آب ہلکے ہو کر قصد بالا کرتے ہیں یوں زمین کے جلے ہوئے اجزا حرارت و قوت
کے باعث ۱۰۷ ابر کجب ثقل یا لطافت نیچے یا اوپر حرکت کرتا ہے ۱۰۸ منجمد اجسام کے تمام اجزا ملکر زمین کی طرف میل کرتے
ہیں اور سیال اجسام کا ہر جز جدا میل زمین کرتا ہے ۱۰۹ ہوا گرمی سے ہلکی ہو کر بالا اٹھتی ہے یوں بخار ۱۱۰ منہ غول

ہوتا ہے وہاں یہ کہنا تھا کہ علت ہمیں معلوم نہیں نہ یہ کہ کافی علت موجود مسلم ہوتے ہوئے اس سے فرار اور دوسری پر بے دلیل قرار جاذبیت کے رد کو ایک یہی بس ہے یہاں سے ظاہر ہوا جاذبیت پر ایمان بالغیب انہیں مجبوراً نہ میل طبعی کے انکار پر لانا ہے اگرچہ وہ نادانی سے کہیں مقرر ہوں اگرچہ وہ بے دلیل متکرم ہوں (۲۵۱) اور میل طبعی کا ثبوت بلکہ احتمال ہی جاذبیت کو باطل کرتا ہے کہ جب میل ہے جاذبیت کی کیا حاجت اور اس کے وجود پر کیا دلیل یہ تقریر بعض دلائل آئندہ میں ملحوظ خاطر رہے۔

(رد دوم) اقول ۲۵۵۔ فرض کردم کہ سبب گرنے سے زمین پر جاذبیت کا آسیب آیا مگر اس سے شمس میں جاذبیت کیسے سمجھی گئی۔ جس کے سبب گردش کا طوار باندھ دیا گیا اس پر بھی کوئی سبب گرتے دیکھایا یہ ضرور ہے کہ جو کچھ زمین کے لئے ثابت ہو آفتاب میں بھی ہو۔ زمین بے نور ہے آفتاب سے نور ہوتی ہے آفتاب بھی بے نور ہوگا۔ کسی اور سے روشن ہوگا یوں یہ قیاس اس ثالث کو نہ چھوڑے گا اس کے لئے رابع درکار ہوگا۔ اور اسی طرح غیر متناہی چلا جائے گا یا واپس آئے گا۔ مثلاً شمس ثالث سے روشن اور ثالث شمس سے وہ تسلسل مقامیہ دور ہے اور دونوں محال یہ منطق الطیر اسی بے بضاعتی کا نتیجہ ہے جو ان لوگوں کو علوم عقلیہ میں ہے ورنہ ہر عاقل جانتا ہے کہ شاید پر غائب کا قیاس محض

دہم اور سو اس ہے۔ (۲۵۶ سو اس)

(رد سوم) اقول ۲۵۷۔ تم جاذبیت کے لئے نافریت لازم مانتے ہو کہ وہ ہو اور یہ نہ ہو تو کھینچ کر وصل ہو جائے اور ہم نافریت باطل کر چکے تو جاذبیت خود ہی باطل ہوگی کہ بطلان لازم بطلان ملزوم ہے۔

(رد چہارم) اقول ۲۵۸۔ جاذبیت کے بطلان پر پہلا شاہد عدل آفتاب ہے اس کے مدار میں جسے وہ مدار زمین سمجھتے ہیں ایک نقطہ مرکز زمین سے غایت بعد پر ہے جسے ہم اوج کہتے ہیں اور دوسرا نہایت قرب پر جسے حقیض ان کا مشاہدہ ہر سال ہوتا ہے تقریباً سوم

آیا۔ بہر حال وہ جرم کر اس کے ۱۲ لاکھ حصوں میں سے ایک کے بھی برابر نہیں اس کی کیا مقاومت کر سکتا ہے تو اگر دوبارہ کرنا نہ تھا بلکہ پہلے ہی دن کھینچ کر اس میں مل جانا کیا ۱۲ لاکھ اشخاص مل ایک کو کھینچیں اور وہ دوری چاہے تو بارہ لاکھ سے کھینچ نہ سکے گا۔ بلکہ ان کے گرد گھونے گا اور کامل علمی اد یہ ہے کہ کسی قوت کا قوی پڑ کر ضعیف ہو جانا محتاج علت ہے اگرچہ اسی قدر کہ زوال علت قوت جبکہ نصف دورے میں جاذبیت شمس غالب آکر اکتیس لاکھ میل سے زائد زمین کو قریب کھینچ لاتی تو نصف دوم میں اسے کس نے ضعیف کر دیا کہ زمین پھر ۳ لاکھ میل سے زیادہ دور بھاگ گئی حالانکہ قرب موجب قوت اثر جذب ہے (ملاحظہ) تو حقیقت برآں جاذبیت شمس کا اثر اور قوی تر ہونا اور زمین کا وقتاً فوقتاً قریب تر ہوتا جانا لازم تھا نہ کہ ہٹا قرب پر آکر اس کی قوت مست پڑے اور زمین اس کے نیچے سے پھوٹ کر پھرتی ہی دور ہو جائے شاید جو لائی سے جنوری تک آفتاب کو رات زیادہ ملتا ہے قوت تیز ہوتی ہے اور جنوری سے جولائی تک بھوکا رہتا ہے مگر دور پڑ جاتا ہے۔ دو جسم اگر برابر کے ہوتے تو یہ کہنا ایک ظاہری لگتی ہوئی بات ہوتی کہ نصف دورے میں یہ غالب رہتا ہے نصف میں وہ نہ کہ وہ جرم کہ زمین کے ۱۲ لاکھ امثال سے بڑا ہے اسے کھینچ کر ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ قریب کرے اور عین شباب اثر جذب کے وقت سست پڑ جائے اور ادھر ایک ادھر ۱۲ لاکھ سے زائد پر غلبہ و مخلوبیت کا دورہ پورا نصف نصف انقسام پائے اس پر یہ ہمل غدر پیش ہوتا ہے کہ نقطہ حقیض پر نافریت بہت بڑھ جاتی ہے وہ زمین کو آفتاب کے نیچے سے چھڑا کر پھر دور لے جاتی ہے۔ اقول ۲۱۔ یہ ہمارے کا جملہ محض بے سرو پا ہے اولاً جاذبیت نافریت کا گھٹنا بڑھنا ملازم ہے نافریت اتنی ہی بڑھے گی جتنی جاذبیت اور بہر حال مساوی نہیں گی ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹

بعد کمال ہے کہ قرب شمس سب جگہ سے زائد ہے نافریت جاذبیت سے چھینے تو جب کہ اس پر غالب آئے برابر سے چھین لینا کیا معنی ثانیاً ۲۱۱ اگر مساوی قوت دوسری پر غالب آسکتی ہے تو یہاں خاص نافریت کیوں غالب آئی جاذبیت بھی تو مساوی تھی وہ کیوں نہ غالب ہوئی یہ ترجیح بلامرجح ہے۔ ثالثاً ۲۱۲ اگر نافریت ہی میں کوئی ایسا طرہ ہے کہ بحال مساوات وہی غالب آئے تو اسے مساوات تو روز ازل سے تھی اور نقطوں پر کیوں نہ غالب آئی اسی نقطے کی تعین کیوں ہوئی۔ رابعاً ۲۱۳ ہمیشہ اسی کا التزام کیوں ہوا۔ خامساً ۲۱۴ مساوات تو تم بگھا رہے ہو ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ نقطہ اوج سے نقطہ حقیض تک برابر جاذبیت غالب آ رہی ہے قوت کا غلبہ اس کے اثر سے ظاہر ہوتا ہے جاذبیت قربت کبرنا چاہتی ہے اور نافریت دور پھینکنا مگر وہاں سے یہاں تک برابر شمس سے قرب ہی بڑھتا جاتا ہے نافریت اگر چہ بچا رہے گو برابری کے درجے پر متواتر چال تیز کر رہی ہے لیکن اس کی ایک نہیں چلتی اور جاذبیت ہی کا اثر علی الاقوال غالب آ رہا ہے پھر کیا معنی کہ عین شباب غلبہ پر دفعتاً مغلوب ہو جائے۔ سادساً ۲۱۵ نافریت اگر بڑھی ہے تو خاص نقطہ حقیض پر یہاں تو اس نے زمین کو آفتاب سے بال بھر بھی نہ چھینا کہ غایت قرب پر ہے چھینے گی۔ آگے بڑھ کر اس نقطے سے چل کر شمس سے بعد بڑھتا جائے گا مگر اس نقطے سے سرکتے ہی نافریت بھی تیزی پر نہ رہے گی ہر آن ضعیف ہوتی جائے گی کہ قدم قدم پر چال سست ہوگی عجب کہ اپنی کمال قوت پر تو نہ چھین سکی جب ضعیف پڑی چھین لگتی۔ سابعاً ۲۱۶ طرفہ یہ کہ جتنی ضعیف ہوتی جاتی ہے اتنی زیادہ چھین رہی ہے کہ جس قدر چال سست ہوتی ہے اتنا ہی بعد بڑھتا ہے یہاں تک کہ کبر کمال سستی کے ساتھ نہایت بد ہے کیا عقل سلیم ان مکوس باتوں کو قبول کر سکتی ہے ہرگز نہیں۔ عاجزی سب کچھ کراتی ہے۔ اصول علم الہیۃ نے اس پر عذر گڑھا کہ مرکز

شمس کے گرد جو دائرہ ہے اور ج میں زمین کا راستہ اس دائرے کے اندر ہو کر بے ہند
شمس کی طرف آتی ہے اور حقیض میں اس دائرے سے باہر ہے لہذا نکل جاتی ہے۔

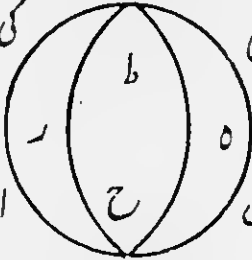
اقول اولاً ۲۱۷ کو نسا دائرہ یہاں ایک دائرہ مدخل المیر لیا جاتا ہے کہ مرکز شمس کے گرد
نہیں مرکز بیفی کے گرد ہے اور دونوں نقطہ اوج و حقیض پر یکساں گزرا ہوا ہے اس شکل سے

۱۵ رب مدار بیفی ہے مرکز ط شمس اس کے نیچے نقطہ — ح پر آ اوج ب حقیض
مرکز ط پر بعد اٹھ یا ط ب سے کہ مساوی ہیں دائرہ اب ح ۶ مدخل المیر ہے اور اگر یہ مرا دک

مرکز شمس پر اوج کی دوری سے دائرہ کھینچیں ظاہر ہے کہ زمین اوج میں اس
دائرے پر آئے گی اور حقیض میں اس سے باہر ہوگی یعنی اس پر نہ ہوگی اس کے اندر ہوگی تو

اس کے تعین کی کیا علت کیوں نہ مرکز شمس پر حقیض کی دوری سے

دائرہ کھینچنے کہ زمین حقیض میں اس پر ہوا اور ح ۵ ر ۶ اوج میں
نہ اس پر نہ اندر حقیقتہً باہر معتبر و ملحوظ دائرہ مدخل المیر ہی کیوں



نہیں لیا جاتا کہ دونوں میں اس پر گزرے ثانیاً ۲۱۸ اس دائرے پر آئے کو شمس
کی طرف لائے اور اس سے جدائی کو شمس سے ایجانے میں کیا دخل ہے لا تا جذب ہے

اور جب قرب ہے تو دور سے لانا اور قریب بھاگنا اٹمی منطق ہے شاید نقطہ اوج میں لاسا

لگا ہے کہ طائر زمین کو پھانس لاتا ہے نقطہ حقیض پر کھٹکھٹا بندھا ہے کہ بھاگتا ہے۔

ثالثاً ۲۱۹ اس دائرے ہی میں کچھ وصف ہے تو زمین صرف طول نقطہ اوجی ہی

کے وقت وہ ایک آن کے لئے اس پر ہوگی یہ آدھے سال آنا اور آدھے سال بھاگنا

کیوں غرض یہ کہ بنائے نہیں بنتی ظاہر ہوا کہ حیلے یہاں محض اسکو لی رٹکوں کو بہلانے

کے لئے مناعطے ہیں جاذبیت و نافریت کے ہاتھوں ہرگز مدار بن نہیں سکتا بخلاف ہمارے

اصول کے کہ زمین ساکن اور آفتاب اس کے گرد ایک ایسے دائرے پر متحرک جس کا

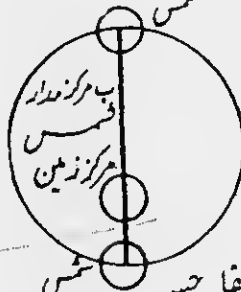
مرکز مرکز عالم سے اکتیس لاکھ سولہ ہزار باون میل باہر ہے اگر مرکز متحد ہونا زمین سے

ما
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹

کچھ

X

آفتاب کا بعد ہمیشہ یکساں رہتا مگر بوجہ خروج مرکز جب آفتاب نقطہ آبر ہوگا مرکز زمین سے اس کا فاصل آ ۴ ہوگا یعنی بقدر اب نصف قطر مدار شمس ب ۴ مابین مرکز زمین اور جب نقطہ ۶ ہوگا اس کا فاصل



۶ ہوگا یعنی بقدر ب ۶ نصف قطر مدار شمس مابین

المرکزین دونوں فاصلوں میں دو چند مابین مرکزین فرق ہوگا۔

یہ اصل کو دی براب ۴ ہے لیکن وہ بعد اوسط پر لایا گیا

ہے۔ ۵ مرکز مدار شمس ب فوکر اعلیٰ ج فوکر اسفل جس پر زمین ہے اس میں شمس

مابین مرکزین ب ۴ کو مابین الفوکرین جانتے ہیں اور مابین مرکزین ۵ ج اس کا نصف

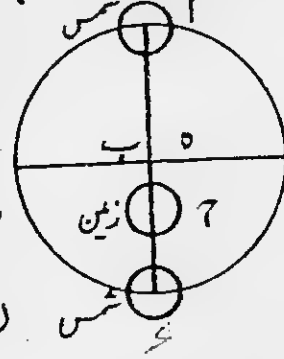
کہ بعد اوسط آج متصف مابین الفوکرین پر ہے تو بعد اوسط نصف مابین الفوکرین بعد

البعد، نصف مذکور بعد اقرب لاجرم شمس بقدر مابین الفوکرین وضعف مابین مرکزین جدید

فرق ہوگا اور یہی نقطہ اس قرب و بعد کے لئے خود ہی متعین رہے

گے کتنی صاف بات ہے جس میں نہ جاذبیت کا جھگڑا نہ نافریت کا

بکھیرا۔



شمس (۵ پنجم) جاذبیت کے بطلان پر دوسرا شاہد عدل قمر ہے۔

اصول علم الہیات ۲۰۹ میں خود ہیہیات جدیدہ پر ایک سوال قائم کیا جس کی توضیح یہ لڑکچہ

زمین قمر کو قرب سے کھینچتی ہے اور آفتاب دور سے مگر جرم شمس لاکھوں درجے زمین سے

بڑا ہونے کے باعث اس کی جاذبیت قمر پر زمین کی جاذبیت سے $\frac{1}{10}$ ہے یعنی زمین اگر چلند

کو پانچ میل کھینچتی ہے تو آفتاب گیارہ میل اور شک نہیں کہ یہ زیادت ہزاروں برس سے

مستمر ہے تو کیا وجہ ہے کہ چاند زمین کو چھوڑ کر اب تک آفتاب سے نہ جا ملا تو معلوم ہوا

کہ جاذبیت باطل و مہمل خیال ہے اور اس کا یہ جواب دیا کہ آفتاب زمین کو بھی تو کھینچتا ہے

کبھی قمر سے کم کبھی زیادہ جیسا کہ آفتاب سے ہو تو شمس جتنا قمر کو کھینچتا ہے زمین اپنا

چاند بچانے کو اس سے پوری جاذبیت کا مقابلہ کرنے کی محتاج نہیں بلکہ صرف اتنی کا جس سے

قدر جاذبیت مذکورہ زمین کو جاذبیت شمس سے زیادہ ہے اور یہ اس جاذبیت سے کم ہے جتنی زمین کو قمر پر ہے لہذا قمر آفتاب سے نہیں ملتا۔ اقول ۲۲ توضیح جواب یہ ہے کہ قمر کا شمس سے جالسا اس جذب پر ہے جو قمر کو زمین سے جدا کرے جذب شمسی زمین و قمر دونوں پر ہے تو جہاں تک وہ مساوی ہیں اس جذب کا اثر زمین سے جدائی قمر نہ ہوگی کہ وہ بھی تو ساتھ ساتھ جہتی ہے ہاں قمر پر جتنا جذب زمین پر جذب سے زائد ہوگا وہ موجب جدائی قمر ہوتا لیکن زمین اس قدر سے زیادہ اسے جذب کر رہی ہے تو جدائی نہ ہوگی فرض کرو شمس

قمر کو ۹۹ گز کھینچتا ہے اور زمین اسے ۲۵ گز کہ جذب شمس سے ۵ ہے اور آفتاب زمین کو ۹۰ گز کھینچے تو ۹۰ گز تک تو زمین و قمر مساوی ہیں قمر پر ۹ ہی گز جذب شمس زائد ہے لیکن زمین کا جذب اس پر ۲۵ گز ہے تو جذب شمس سے بچگنا ہے لہذا شمس سے ملنے نہیں پاتا۔ اقول ۲۲ خوب جواب دیا کہ قمر کو بڑے سفر سے بچالیا چھوٹا ہی سفر کرنا پڑا اب کہ جذب زمین اس پر زیادہ ہے زمین پر کیوں نہیں آگرتا سوال کا منشاء تو جذبوں کا تفاوت تھا وہ اب کیا مٹا قمر شمس پر نہ لگا زمین پر سہی۔

رد ششم ۱ اقول ۲۲ لطف یہ کہ اجتماع کے وقت قمر آفتاب سے قریب ہو جاتا ہے اور مقابلہ کے وقت دور تر حالانکہ قریب وقت اجتماع آفتاب کی جاذبیت کے بخوج ہر دو جذب کی ۱۴ ہے صرف ۳ ہی عمل کرتی ہے کہ قمر شمس وارض کے درمیان ہوتا ہے زمین اپنی طرف پانچ حصے کھینچتی ہے اور شمس اپنی طرف گیارہ حصے تو بقدر فضل جذب شمس ۱۴ جانب شمس کھینچا نہیں نہیں۔ بلکہ بہت ہی حیف جیسا کہ ابھی ردیخ میں واضح ہوا اور قریب وقت مقابلہ جاذبیت کے سب ۱۴ حصے قمر کو جانب شمس کھینچتے ہیں کہ ارض شمس و قمر کے درمیان ہوتی ہے دونوں مل کر قمر کو ایک ہی طرف کھینچتے ہیں غرض وہاں تفاضیل کا عمل تقا یہاں مجموع کا کہ اس کے سہ چند کے قریب بلکہ بدرجہائے کثیرہ زائد ہے تو

واجب کہ وقت مقابلہ قمر شمس سے بنیبت اجتماع قریب تو آجائے حالانکہ اس کا عکس ہے
تو ثابت ہوا کہ جاذبیت باطل ہے۔ اصول الہیات میں اس قریب و بعد کی یوں
تقریر کی کہ اجتماع کے وقت زمین قمر کو شمس سے چھین لے جاتی ہے اور وہ دور ہوتا
رہتا ہے یہاں تک کہ مقابلہ شمس آتا ہے اس وقت شمس و زمین دونوں اسے ایک طرف
کھینچتے ہیں تو آفتاب سے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اجتماع میں آتا رہتا ہے۔

اقول ۲۳۳ کیا زمین وقت مقابلہ سے وقت اجتماع تک زمین کے پیر ہی میں رہتی
ہے کہ وہ سلسلہ آفتاب سے قریب کرنے کا مسلسل رہتا ہے یا زمین تو مقابلے کے بعد ایک
کنارے کو ہو گئی اور جب سے اجتماع ہونے تک جہت خلاف شمس کھینچتی رہی اور
اس کا جذبہ جذب شمس سے بدرجہا زائد ہے جیسا کہ ابھی رو بخیم میں گزرا پھر بھی چاند
ہے کہ شمس ہی کی طرف کھینچتا ہے شاید مقابلہ کی خفیف ساعت میں زمین نے اس کے کان
میں پھونک دیا تھا کہ چاہے میں کہیں ہوں چاہے میں کسی طرف کھینچوں اور کتنے ہی سے
غالب زور سے کھینچوں مگر تو اسی وقت کے اثر پر رہنا آفتاب ہی سے قریب ہوتا جاتا
میری ایک نہ ماننا کیوں کہ وہ بڑا بوڑھا ہے اس کا لحاظ واجب ہے اور چاند ایسا سعادت
مند کہ اسی پر کار بند جب کھینچتے وہ آفتاب کے گود کے پاس پہنچتا یعنی اجتماع میں آتا

ہے اس وقت زمین اپنی بیضیت پر پریشان ہوتی ہے اور بڑھ کر وہ ہاتھ لگاتی ہے کہ
شمس کی گود سے اسے چھین کر آدھے دورے میں نہایت دوری پر لی جاتی ہے،
یہاں آکر پھر بھول جاتی اور وہی انچھر چاند کے کان میں پھونکتی ہے ایسی پاگل زمین الہیات
جدیدہ میں ہوتی ہوگی۔ غرض دینا بھر کے عاتلوں کے نزدیک علت کے ساتھ معلول
ہوتا ہے اور وہ علت فنا ہو کر علت پیدا ہو تو فوراً خلاف ہو جاتا ہے لیکن الہیات
جدیدہ کے نزدیک علت کو فنا ہوئے مدتیں گزریں اور خلاف کی علتیں برابر روزانہ ترقی
پر ہیں مگر معلول اسی مردہ علت کا جاگ رہا ہے اور ان زندہ علتوں کا معلول فنا ہے یعنی ادھر

ہے اور وجہ کیا ہے کہ قمر اب تک زمین پر گر نہ پڑا اگر جاذبیت صحیح ہوتی ضرور کب کا گر چکا ہوتا تو جاذبیت محض مہمل خیال ہے۔

(۲۲۵) قول ۲۲۵ قمر کو جذب شمس وارض میں کچھ بھی نسبت ہو یہ تو اجتماع نیرین میں دیکھی جائے گی کہ شمس ایک طرف کھینچے گا اور ارض دوسری طرف مقابل میں تو شمس وارض دونوں ایک طرف ہوتے ہیں اصول الہیات مضمون مذکور و ۲۲۵ ششم میں یہ خوب کہی کہ اس کے سبب قمر شمس سے قریب ہوتا ہے۔ بہت خوب زمین بھی شمس ہی کے لئے کھینچتی ہوگی عقلمند بیچ میں زمین ہے تو اس وقت دونوں اپنی مجموعی طاقت سے قمر کو زمین ہی کی طرف کھینچتے ہیں اب کیوں نہیں گرتا اگر کہئے اور سیارے ادھر کو کھینچتے ہیں۔ اقول ۲۲۶ ہزاروں بار ہوتا ہے کہ سب سیارے مع زمین ایک طرف ہوتے ہیں اور تنہا قمر دوسری جانب اور ثابت کا اثر جذب نہ مانا گیا ہے۔ نہ ماننے کے قابل ہے کہ وہ سب طرف محیط ہیں تو داب یکساں ہو کر اثر صفر رہا اب قمر کیوں نہیں گرتا یہ تمام عظیم ہاتھی جمع ہو کر اپنی پوری طاقت سے اس چھوٹی سی چڑیا کو کھینچتے کھینچتے ہلکا ہوئے جاتے ہیں اور چڑیا ہے کہ بال بھر نہیں سرکتی اس کی تیوری پر میل تک نہیں آتا یہ کسی جاذبیت ہے لاجرم جاذبیت محض غلط ہے۔

(۲۲۶) قول ۲۲۶ نافریت کی گندہم پہلے کاٹ چکے ہیں اور بفرض باطل ہو بھی تو یہ قرار داد ہے کہ وہ بقدر جاذبیت بڑھتی ہے اور چال بقدر نافریت (۱) تو فاجیب تھا کہ جب سیارے گرد قمر متفرق ہوتے اس کی چال کم ہوتی کہ ان کے جاذبیت باہم معارض ہو کر قمر پر اثر کم پڑ رہا ہے اور جب سیارے قمر سے ایک طرف ہوتے اس کی چال ہمیشہ سے بہت زائد ہو جاتی کہ اسے مجموع یا ذبیتوں کا مقابلہ کرنا ہے لیکن ایسا کبھی نہیں ہوتا بلکہ ولا قمر قد مات منازلے کے زبردست محکم انتظام نے اسے جس روش پر ڈال دیا ہے ہمیشہ اسی پر رہتا ہے وہ سیاروں کے اجتماع کی

نہیں کر سکتے جب تک وہ کیلیں نہ نکالو یہاں پانی پر وہ کیلیں صد ہا سکنوں طاقت سے جذب ہے جب تک یہ معدوم نہ ہو پانی ہزاروں چاندوں کے ہلائے ہل نہیں سکتا لیکن ہلتا کیا گزروں اٹھتا ہے تو ضرور جذب زمین معدوم ہے وھو القصور
اگر کہیے ضرور اس سے زمین کی جاذبیت تو باطل ہو گئی لیکن قمر کی تو مسلم رہی۔ اقول اولاً مقصود ابطال حرکت زمین ہے وہ جاذبیت شمس پر مبنی اور اوپر گذرا کہ زمین ہی میں جاذبیت گمان کر کے شمس کو اس پر بلا دلیل قیاس کیا ہے جب یہی باطل ہو گئی قیاس کا دربا ہی جل گیا شمس میں کہاں سے آئے گی یا یوں کہیے کہ ہینات جدیدہ کا وہ کلیہ کہ ہر جسم میں بقدر مادہ جاذبیت ہے جس کی بنا پر شمس میں اس کے لائق جاذبیت اور اس کے سبب زمین کی حرکت مافی تھی باطل ہو گیا اور جب معلوم ہو گیا کہ بعض اجسام میں جذب ہے بعض میں نہیں تو جذب شمس پر دلیل نہ رہی ممکن کہ شمس انہیں اجسام سے ہو جن میں جذب نہیں۔ ثانیاً۔ مد کا جذب قمر سے ہونا بھی بوجہ کثیرہ فحش ہے جن کا بیان منسلک میں گزرا۔

ردیاز دھم (۱) اقول ۲۳۲ جو دوسری طرف کی مد کی توجہ کی کہ زمین اٹھتی ہے اور ادھر کے پانی کو چھوڑ آتی ہے۔ جاذبیت ارض کی نفی پر دلیل روشن ہے سمت مواجہ کے پانی پر تو ارض و قمر کا تباذب تقابہ غلط مان لیا کہ قمر غالب آیا سمت دیگر کے پانی کو تو دونوں جانب زمین ہی کھینچ رہی ہے اسے زمین نے کیوں کر چھوڑا قمر کا جذب اس پر کم تو زمین کا جذب تو بقوت اتم ہے اور یہاں اس کا معارض نہیں پھر چھوڑ دینے کے کیا معنی۔

ردیاز دھم (۱) اقول ۲۳۵ یہ جو ہینات جدیدہ نے اقرار کیا کہ جذب قمر میں پانی زمین کا ملازم نہیں رہتا قمر کی جانب مواجہ میں بوجہ لطافت و قرب آب پانی زمین سے زیادہ اٹھتا ہے اور دوسری طرف بوجہ بعد آب زمین پانی سے زیادہ اٹھتی ہے یہ بڑے کام

کی بات ہے اس نے زمین پر جاذبیت شمس کا قطعی غاتمہ کر دیا اگر وہ صحیح ہوتی تو جب
بذب قمر سے یہ حالت ہے جو انتہا درجہ صرف ۷۰ ہی فٹ اٹھا سکتا ہے تو بذب شمس
کہ زمین کج ۳۱ لاکھ میل سے زیادہ کھینچ لاتا ہے واجب تھا کہ پانی پر اسی ۷۰ فٹ اور ۳۱ لاکھ
ہزار باون میل کی نسبت سے اشد و اقوی ہو تا سامنے کے پانی زمین کو چھوڑ کر لاکھوں میل
چلے جاتے زمین نری سوکھی ہر رے جاتی یا قوت جذب کے سبب قوت نافریت پانی
کو زمین سے بہت زیادہ جلد تر گھاتی یا تو ساری زمین پانی میں ڈوب جاتی اگر پانی پھیلتا
یا ہر سال سارے جنگل اور شہر غرق آب ہو کر سمندر ہو جاتے اور تمام سمندر چٹیل زمین
ہو جایا کرتے اگر پانی اتنی ہی مساحت پر رہتا ۔

رد سیزدہم) اقول ۲۳۷ ہوا تو پانی سے بھی لطیف تر ہے اور بہ نسبت
آب آفتاب سے قریب بھی زیادہ تو اس پر بذب شمس اور بھی اقوی ہوتا اور روئے
زمین پر ہوا کا نام و نشان نہ رہا ہوتا یا نافریت اڑے آتی تو ہوا کو زمین سے بہت زیادہ
گھاتی اب اگر ہوا بھی مثل زمین مشرق کو جاتی تو تمہارے طور پر لازم تھا کہ پتھر جو سیدھا
اوپر پھینکا جاتا بہت دور مشرق میں جا کر گر تا کہ ہوا کی تیزی زمین سے دوچند ہی ہوتی
اور پتھر مثلاً دو سنکڑ میں ۱۷ فٹ اوپر چڑھتا اور ایک سنکڑ میں نیچے اترتا تو اس تین
سنکڑ میں زمین ۱۵۱۹۲ گز چلتی لیکن ہوا کہ ان سنکڑوں میں پتھر جس کا تابع رہا ۳۰۳۸۲
گز جاتی تو پتھر ۱۵۱۹۲ گز دور جا کر اترتا حالانکہ جہاں سے پھینکا تھا وہیں اترتا ہے اور اگر ہوا
غرب کو جاتی تو پتھر ۵۵۸۲ گز دور غرب میں گر تا کہ تین سنکڑ میں زمین کا وہ موضع
جہاں سے پتھر پھینکا تھا ۱۵۱۹۲ گز مشرق کو چلا اور پتھر با تباع ہوا وہاں سے ۳۰۳۸۲
گز غرب کو گیا مجموعہ ۵۵۸۲ گز ڈھائی میل سے زیادہ کا فاصلہ ہو گیا لیکن وہاں کا وہیں
گرتا ہے تو یقیناً جذب شمس و حرکت زمین دونوں باطل ۔

رد چار دہم) اقول ۲۳۷ کتنی واضح و فیصلہ کن بات ہے کاغذ کا تختہ دو برابر

حصے کر کے ایک میسا ہی پھیلا ہوا ایک پلے میں رکھو اور دوسرا گولی بنا کر کہ مثلاً پہلے سے مستسا میں رسواں حصہ رہ جائے اگر جاذبیت ہے واجب کہ اس کا وزن گولی سے دس گنا ہو جائے کہ جذب بحسب مادہ جاذب بدلے گا (۱۵) اور مادہ مجذوب و بعد یہاں واحد ہیں اور اول کے مقابل زمین کے دس حصے ہیں تو اس پر دس جذب ہیں اور گولی پر ایک اور وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے (۱۵) تو واجب کہ اس کا وزن گولی وہ گنا ہو حالانکہ بلکہ باطل ہے تو جذب قطعاً باطل بلکہ ان کا چھکنا اپنے میل طبعی سے ہے اور نوع واحد میں میل بحسب مادہ ہے اور یہاں مادہ مساوی لہذا میل برابر لہذا وزن یکساں۔

فائدہ :- ۱ قول ۲۳۷ یہاں سے ظاہر ہوا کہ وہ جو مختلف کروں پرشے کا وزن

مختلف ہو جانا بتایا تھا۔ (۱۵) سب محض تراشیدہ خیال باطل تھے ورنہ جسے وہاں جذب شمس وارض میں ۲۸۱ کی نسبت تھی یہاں بھی دونوں حصے زمین میں اور اس کی نسبت ہے اور اس ۲۸۱ اور ۱۰ کی ہو سکتی ہے۔

ردیانسردھم) ۱ قول ۲۳۷ واجب کہ وہ تختہ اور گولی دونوں ایک مسامت

سے ایک وقت میں زمین پر اتریں کہ اگر تختہ پر ہوا کی مزاحمت نہ چند ہے تو اس پر زمین کا جذب بھی تو وہ چند ہے۔ بہر حال مانع و مقتضی کی نسبت دونوں جگہ برابر ہے تو اتنے میں مساوات لازم حالانکہ قطعاً تختہ دیر میں اترے گا تو ثابت ہوا کہ مقتضی جذب نہیں بلکہ ان کا طبعی میل کہ دونوں میں برابر ہے تو مقتضی مساوی ایک پر مانع وہ چند لاجرم دیر کرے گا۔

ردیانسردھم) ۱ قول ۲۳۷ ملاحظہ کیا کہ جاذبیت بیشتر ہے تو وزن

اکثر (۱۵) تو پانی میں بہ نسبت ہوا وزن براہنا چاہیے حالانکہ عکس ہے استاذ البویان بیرونی نے سو مثال سونا ہوا میں تول کر سونے کا پلہ پانی میں رکھا اور باٹ کا ہوا میں ۹۳۳ مثال رہ گیا۔ بیسویں حصے سے زیادہ گھٹ گیا ہم نے سونے کے کڑے کر ہوا میں ایک چھٹانک چار روپے ایک چونی ڈیڑھ ماشے بھر سونا تھے پانی میں تولے سونے کا پلہ سطح

آب سے ملتے ہی ہلکا پڑا وزن کا پلہ ہوا میں جھکا جب سونے کا پلہ پانی کے اندر پہنچا وزن صرف ایک چھٹانک تین روپے بھر رہ گیا دسویں حصے سے زیادہ گھٹ گیا یہ کی اختلا آب و ہوا موسم سے بدلے گی۔ ابور ریحان نے جیجون کا پانی لیا اور خوارزم میں فصل خریف میں تو لا اور ہم نے کنوئیں کا پانی اپنے شہر میں موسم سرما میں میل طبعی پراس کی وجہ ظاہر ہے میل بقدر وزن جھکاتا ہے اور جس بلا میں حجم ہے وہ بقدر کثافت مزاحمت کرتا ہے وزن دو وزن پلوں کا برابر ہے ہوا میں دونوں کا مزاحم بھی برابر تھا برابر ہے جب ایک پانی سے ملا جھکنے کا مقتضی کر میل ہے اب بھی بدستور برابر ہے مگر جھکنے کا مزاحم اس پلے پر بہت قوی ہے کہ پانی ہوا سے بدرجہا کثیف تر ہے لاجرم یہ کم جھکا اور ہوا کا پلہ زیادہ فافہم و تامل لیکن بر بنائے جاذبیت یہ اصلانہ بن سکے گا کہ جس کثافت آب نے مزاحمت بڑھائی ہے اسی کثافت نے اسی نسبت پر وزن بھی بڑھایا ہے تو مانع و مقتضی برابر ہو کر حالت بدستور رہی لازم تھی اور ایسا نہیں تو ضرور جاذبیت باطل ہے اصول طبعی میں کہا سبب اس کا یہ ہے کہ پانی اوپر کی طرف زور کرتا ہے لہذا سونے کو سہارا دیکر وزن کم کرتا ہے۔ ۲ قول اولاً ۲۱۱ اگر اس سے صرف پنچے جانے کی مزاحمت مراد تو ضرور صحیح ہے اور اس کا جواب بھی سن چکے اور اگر یہ مقصود کہ پانی سونے کو اوپر پھینکتا ہے جیسا کہ اوپر کی طرف زور کرنے سے ظاہر تو عجیب جہل شدید ہے پانی اپنے سے ہلکی چیز کو اوپر پھینکتا ہے کہ خود اس سے زیادہ اسفل کو چاہتا ہے اپنے سے بھاری کو سہارا دے تو ہوا بلکہ کوئی چیز پانی میں نہ ڈوبے۔

ثانیاً ۲۱۲ ایسا ہو تو یہ جذب زمین پر تازہ رد ہو گا جب پانی اپنے سے ہلکی بھاری ہر چیز کو پھینکتا ہے تو معلوم ہوا کہ اس کی طبیعت میں وضع ہے اور دفع ضد جذب ہے تو اس کی طبیعت میں جذب نہیں اور وہ زمین ہی کا جز ہے تو زمین میں نہیں تو شمس میں کس دلیل سے آئے گا اور حرکت زمین کا انتظام کدھر جائے گا۔

ردھفد ہم ۱۱ قول ۲۴۲ ایک بڑی مشک اور ایک مشکیزہ ہوا سے خوب
 بھر کر منہ باندھ کر پانی میں بٹھانا چاہو تو مشک زیادہ طاقت ملنے لگی اور دیر میں بیٹھ گئی
 اور بٹھا کر چھوڑ دو تو مشکیزہ سے جلد اوپر آئے گی اور ایک بڑا پتھر اور ایک چھوٹا اوپر
 حد واحد تک پھینکو تو بڑا زیادہ طاقت چاہے گا اور دیر میں جائے گا اور چھوٹے سے جلد
 اتر آئے گا۔ پانی کا دباؤ اگر مشکوں کو اٹھاتا اور زمین کا جذب پتھروں کو گرانا تو قسرا تو ہی پر
 ضعف ہوتا ہے اور اضعف پر انوی چھوٹا پتھر اور مشکیزہ جلد آتا ہے اور بڑا پتھر اور
 مشک دیر میں ہاں ہاں یہ کہتے کہ بڑے کا دفع بڑا ہے زیادہ دفع کرے گا تو وہ مقوی
 بھی تو بڑا ہے کم دفع ہو گا تو غایت یہ کہ نسبت برابر رہے دونوں برابر اٹھیں مشک پر
 زیادہ کیوں یوں جذب میں اگر کہتے مشک اور بڑے پتھر نے یوں جلدی کی کہ پتھر میں
 جو ملا حاصل ہے بڑی چیز ۔ اس کے چیرنے پر زیادہ قادر ہے تو اولاً ۲۴۳ بڑے
 کا حاصل بھی بڑا ہے تو نسبت برابر رہی ۲۴۴ یہ وجہ کہ بڑی چیز اثر قسرا کم قبول کرتی ہے
 تو پانی کے دباؤ سے مشک کیوں جلد اٹھی اور زمین کے جذب سے بڑا پتھر کیوں جلد آیا
 اگر کہتے جذب بحسب مادہ ہے بڑے پتھر میں مادہ زائد تھا اس پر جذب زمین زیادہ تھا
 لہذا دیر میں اوپر گیا اور جلد نیچے آیا ۔ اقول اولاً ۲۴۵ یہ مردود ہے دیکھو منبہ
 ثانیاً ۲۴۶ خود اس قول کو تفاوت اثر سے انکار ہے (۱۲) ثالثاً ۲۴۷ یہ وہی

بات ہے کہ جاذبیت کا قتل بڑا لگا رکھے گی تمہارے یہاں مادہ وہی اجزائے
 ویتھراطیسیہ ثقیل بالطبع ہیں (۱۳) تو جذب کیوں ہو وہ اپنی طبیعت سے طالب سفل ہونگے
 رابحاً بڑی مشک کی ہوا میں بھی زیادہ ہے اور ہینات جدیدہ میں ہوا بھی ثقیل مانی
 گئی ہے (۱۴) تو بلاشبہ بڑی مشک پر جذب زمین زائد ہے پھر یہ دیر میں نیچے
 کیوں بیٹھی اور جلد اوپر کیوں آئی اگر کہتے پانی اس سے زیادہ ثقیل ہے لہذا زمین اسے زیادہ

جذب کرتی ہے اس لئے یہ اوپر مندرفع ہوتی ہے۔ اقول اولاً یہ وہی قول مردود ہے کہ جذب بحسب مجذوب ہے۔ ثانیاً دفع بحسب نسبت ثقل ہوگا یا ان اس مشک سے اقل ہے اور مشک یہ مشکیزہ سے تو مشک پر جذب زمین مشکیزہ سے زائد ہوا اور دفع مشکیزہ سے کم تو واجب کہ مشک جلد بیٹھے اور مشکیزہ جلد اٹھے حالانکہ امر بالعکس ہے یا بدستور بلحاظ نسبت تساوی رہے۔ غرض کوئی کل ٹھیک نہیں بیٹھتی اور اگر جذب کو چھوڑ کر میل طبعی مانو تو سب موجب ہیں ہوا کا میل فوق اور حجر کا تحت ہے مشک پر باد کا بیٹھنا اور پتھر کا اوپر جانا خلاف طبع تھا۔ اس لئے اگر نے زیادہ مقاومت کی اور دیر ہوئی اور مشک کا اٹھنا اور پتھر کا گرنا مقتضائے طبع تھا لہذا اگر نے جلدی کی۔

(۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

مختلف ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ تنبیہ بعد (۱) پتھر مایٹر کا پارہ ہوائے معتدل میں ایک جگہ پر قائم ہے اس پر جذب زمین کی ایک مقدار میں محدود ہے جو ان کے مادوں اور اس کے بد معین کا تقاضا ہے اب اگر ہوا گرم ہوئی پارہ اوپر چڑھے گا کیا جذب زمین کم پڑے گا کیوں کم ہوا اس وقت بھی تو زمین و ذریعہ انہیں مادوں پر تھے وہی بعد تھا گرمی نے زمین یا پارے میں سے کچھ کتر نہ لیا یہاں آکر پارہ ٹھہرے گا جب تک اسی گرمی پر ہے اب ہوا سرد پڑی پارہ نیچے اترے گا اور خط اعتدال پر بھی نہ ٹھہرے گا۔ کیا جذب زمین بڑھیکا کیوں اب بھی توازن و سیما کے وہی مادے وہی بد تھا سردی نے زمین یا پارے میں کوئی پیوند جوڑ نہ دیا یہ اختلاف ہوا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا کہ پارہ ہوا سے ہمیشہ اقل ہے۔ گرمی ہونے اگر اس میں کچھ خفت پیدا کی تو اس سے پہلے ہوا میں اس سے زیادہ پیدا ہو چکی بلکہ لطافت و کثافت ہوا کا عکس ہے لاجرم جذب غلط ہے بلکہ برودت موجب ثقل ہے۔ اور ثقل طالب سفلی اور حرارت موجب خفت ہے اور خفت

اختلاف تو یہ جانتا ہے کہ ہوا نے گرم زمین پارہ زیادہ اترے گا۔

طالب علو

رد نفوذہم) اقول بخارات پیدا ہو لے ہی اوپر جاتے ہیں ان کا مرکب اجزائے

مایہ و ہوائیہ سے ہے اور ان کے نزدیک ہوا بھی ثقیل ہے (۱) اور پانی اثنقل کہ ہوا سے سستا
سو ستر یا آٹھ سو گنا یا آٹھ سو انیس مثل بھاری ہے اور ظاہر ہے کہ جو ثقیل و اثنقل سے ایسا

مرکب ہو وہ اس ثقیل سے اثنقل ہوگا تو بخار ہوا سے بھاری ہے تو یہاں وہ غدر نہیں چلتا

جو پانی کے تیل کو پھینکتے میں ہوتا کہ بھاری چیز ہلکی کو پھینکتی ہے کہ ہلکی بھاری کو پھر ان کے

جانے کی کیا وجہ ہے زمین اگر انہیں جذب کرتی تو کون چیز انہیں زمین سے پھینک کر اوپر لجاتی

کیا کوئی سیارہ تو شب کا وہ وقت لیجئے کہ کوئی سیارہ نصف النہار بلکہ افق پر اصلانہ ہو

جیسے وہ زمانہ کہ سیارات و قمر (نور) سے سنبندہ تک ہوں اور طالع راس الحمل یا ثوابت تو

ہما سنکھوں میل دور سے اجزائے زمین کو خاص اس کی گود سے اچک لیتے تو چاہیئے کہ تمام

دینا کے ریگستانوں میں ریت کا ٹیلہ نہ رہا ہوتا سب کو ثوابت اڑا لے گئے ہوتے زمین کہ

ان کو جذب کر رہی ہے محال ہے کہ وہی دفع کرتی کہ دو ضدین مقتضائے طبع نہیں ہو سکتیں

تو ثابت ہوا کہ جذب زمین غلط ہے بلکہ ہوا خفیف ہے اور ان میں جو اجزائے ہوائیہ ہیں

گرمی کے سبب اور لطیف ہو گئے اور اجزائے مایہ کہ ان میں مجوس ہیں ان میں بوجہ حرارت

خفت آگئی جوش دینے میں پانی کے اجزا اوپر اٹھتے ہیں لہذا اجزائے ہوائیہ انہیں

اڑا لے گئے کہ (حقیقت) طالب علو ہے تو بالضرورة ثقیل طالب سفلی ہے کہ الصند بالصید ہی

۱۔ تعریات شامیہ جز ثانی ص ۱۲۔ ۲۔ ص ۱۳۔ ۳۔ ح ص ۲۱۔ ۴۔ یعنی جس میں

مزاج و استحکام ترکیب نہیں ورنہ نسبت اجزا کا تحفظ ضرور نہ رہے گا جیسے سونا کہ زین و کبریت

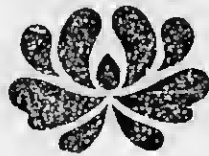
سے مرکب ہے ۱۲ منہ مخفر

میل طبعی ہے تو جاذبیت مہمل یہ اسی دلیل میں دوسری وجہ سے رد جاذبیت ہوا اگر کہیں اس حقیقت نے نہیں کیوں نہ فائدہ دیا۔ حرارت نے اجزائے آب و ہوا کو ہلکا کیا لہذا ان پر جذب کم ہوا اور برابر کی ہوانے جس جذب زائد سے ان کو اوپر پھینکا جیسے پانی نے تیل کو۔

اقولے اولاً۔ کیا بخار اسی وقت اٹھتا ہے جب مثلاً پانی جہاں گرم ہوا تھا وہاں سے ہٹا کر ٹھنڈی جگہ لے جاؤ جہاں کہ ہوا کو اثر گرمی نہ پہنچا حاشا بلکہ وہ پیدا ہوتے ہی مٹا اٹھتا وہ حرارت کہ اس ہوا کو گرم کرے گی کیا اس کے برابر والی کو گرم نہ کرے گی خصوصاً تیزی شمس کے پانی سے بخار اٹھنا کہ آفتاب نے قطعی برابر والی ہوا کو بھی اتنا ہی گرم کیا جتنا اسے پھر اس میں اجزائے مایہ ہونے سے وزن زائد۔

ثانیاً بالکل الٹی کہی تمہارے نزدیک تو جتنا جذب کم اتنا وزن کم (۱۵) تو خفت قلت جذب سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ قلت جذب خفت سے۔ ثالثاً، وہی جو اوپر گزرا کہ مادہ بدستور تبد بدستور پیر حرارت سے جذب میں کیوں فتور کیا سبب ہوا کہ گرمی نے ہلکا کر دیا اگر یہ کہیے کہ حرارت بالطبع طالب علویہ و لہذا نار و ہوا اوپر جاتی ہیں اور برودت بالاطبع طالب سفلیہ و لہذا آب و خاک نیچے جھکتے ہیں تو غرور حرارت سے خفت پیدا ہوگی مگر یہ میل طبعی کا اقرار اور جاذبیت پر تلوار ہوگا۔

(۲۰) بسستم) جو منشور کے رابعہ میں گزرا کہ جذب زمین سے تو اندر کی ہوا کا اوپر کو ابھارنا کیا معنی اور وہ اس قوت سے کہ صہا من کے بوجھ کو سہارا دے نہیں نہیں فنا کر دے کہ محسوس ہی نہ ہو۔



روستای ویکم

ردیست و ملت | اقول۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ رائی کا دانہ پہاڑ کے
کمر و دیس حصے کے بھی ہم وزن نہیں ہو سکتا نہ کہ سارے پہاڑ سے کانٹے کی
تول برابر مگر مسئلہ جاذبیت صحیح ہے تو یہ ہو کر رہے گا، بلکہ رائی کا دانہ پہاڑ
سے بھی زیادہ وزنی ہو گا۔ ظاہر ہے کہ پلے کا بھگنا اثر جذب ہے۔ جس پر جذب
زائد ہو گا اس کا پلہ جھکے گا اور برابر ہوں تو دونوں پلے برابر رہیں گے (۱۵) اب
دو کرے ایسے لیجئے جن میں قوت جذب برابر ہے، ان میں بعد مساوی پر جذب مساوی
ہو گا یا نہ سہی مختلف قوت کے لیجئے۔ جیسے قمر و زمین رائی اور پہاڑ کو قمر سے اتنا
قریب فرض کر لیجئے کہ زیادت قریب سے قوت جذب قمر اس کے ضعف جاذبیت
کی نلانی کر دے، جسے اصول علم الہیاء ۳۲۲ میں قطر زمین کا ۹/۳ کہا اگرچہ
ہمارے حساب سے تقریباً ۱۳ ہے۔

۱۵۔ اصول علم ایبایہ میں مادہ قمرادہ زمین کا ۵۱ لیا اور زمین سے بعد قمر قطر زمین کا ۳۰ مثل اور ہیأت جدیدہ میں مقرر ہے کہ جاذبیت بحسب مادہ بالاستنقا مت بدلتی ہے اور بحسب مربع بعد بالقلب تو جسم پر جذب قمر وارض مساوی ہونے کے لئے زمین سے ایسے بعد پر ہونا چاہئے کہ اس کا مربع قمر سے بعد جسم کے مربع کے ۵۱، مثل ہذا قول تو یہاں سے دو مساواتیں ملیں۔ قمر سے بعد کوئی فرض کیجئے اور زمین سے لا : لا = ۵۱، مٹی : لا = ۳۰، لا : لا = (۳۰۔ لا) ۲

حیرت ہی جی کہ یہاں اس کی تحقیق سے غرض نہیں تو حاصل یہ تھا کہ جب
رائی اور پہاڑ دونوں قمر وارض سے ایسے فاصلے پر ہوں کہ قمر کی طرف قطاراض کا
۳۹ ہوا اور زمین کی طرف ۲۶۱ کہ ارض و قمر میں بعد قطر زمین کا تیس گنا ہے۔ اس
وقت ان دونوں پر قمر وارض دونوں کی جاذبیت مساوی ہوگی تو دونوں اسی خط پر
رہیں گے نہ کوئی قمر کی طرف جاسکے گا نہ زمین کی طرف جھکے گا تو واجب ہے کہ اگر کسی
ترازو کے پلٹروں میں ہوں تو دونوں پلٹرے کٹنے کی توں برابر رہیں اور اگر رائی کا
پلٹر ایک خفیف مقدار پر اس خط مساوات سے زمین کی طرف مائل ہو اور پہاڑ

$$\begin{aligned} & ۳۹۶۶۰.۳ = ۱۰۸۵۶۶۰.۳ (۳۰ - ۱۱) = ۲۵۹۶۸۰.۹ - ۳۸۶۶۰.۳ = ۲۲۱۰۲۰.۶ \\ & ۲۲۱۰۲۰.۶ = ۲۵۹۶۸۰.۹ - ۳۸۶۶۰.۳ = ۲۲۱۰۲۰.۶ \text{ ی} = ۳۱۰.۵ \text{ پھر اس کتاب کی عام عادت ہے کہ ایک جگہ} \\ & \text{کچھ کہے گی دوسری جگہ کچھ یہاں مادہ زمین } \frac{۱}{۵} \text{ کی نسبت لی اور ادھر گزرا کہ جاذبیت قمر کو} \\ & \text{جاذبیت ارض کا ۱۵ بتایا ہے اس تقریر پر مساوات یہ ہوگی } ۳۱۰.۵ + ۱۱ = ۳۲۱.۵ \\ & ۳۲۱.۵ = ۲۰ (۹۰۰ - ۶۰۰ + ۱۱) = ۱۸۰۰۰ - ۱۲۰۰ + ۱۱ = ۱۶۸۱۱ \\ & \text{بلکہ } ۱۱ = \frac{۱۸۰۰۰}{۱۴} - \frac{۱۲۰۰}{۱۴} + \frac{۳۶۰۰۰}{۱۸۹} - \frac{۳۰۶۰۰}{۱۸۹} = \frac{۵۲۰۰۰}{۱۸۹} \\ & ۳۲۱.۵ = \frac{۳۲۱.۵ \times ۱۴}{۱۴} = \frac{۴۵۰۰}{۱۴} \text{ یہ چند منفی ہے } ۳۶۴۶۳۱ = ۲۱۶۲۵ \text{ ی} = ۳۶۴۶۳۱ \\ & ۱۳۲۰۸۰ = ۳۰ (۳۰ - ۱۱) = ۳۰۰۰ - ۳۳۰ = ۲۶۷۰ \text{ ی} = ۱۳۲۰۸۰ \end{aligned}$$

$$۳۶۴۶۳۱ = ۳۰ (۳۰ - ۱۱) = ۳۰۰۰ - ۳۳۰ = ۲۶۷۰ \text{ ی} = ۱۳۲۰۸۰$$

کس قدر فرق ہے کہاں تین مثل قطر کہاں آٹھ مثل ڈھائی لاکھ میل سے کم بعد میں چالیس
ہزار میل کا تفاوت جاذبیت قمر اگر ۱۵ تھی واجب کہ مادہ قمر بھی اتنا ہوتا نہ کہ $\frac{۱}{۵}$ اور مادہ $\frac{۱}{۵}$
تھا تو واجب کہ جاذبیت بھی اسی قدر ہوتی نہ کہ ۱۵ کہ جاذبیت بحسب مادہ ہے اگر کہے $\frac{۱}{۵}$ فقط
مثال کے لئے فرض کر لیا ہے اقول ہرگز نہیں صحت پر جو جدول دی ہے۔ اس میں مادہ قمر مادہ زمین
کا ۱۲۸ بتایا ہے کہ تقریباً بھی $\frac{۱}{۵}$ ہوتا ہے۔ $\frac{۱}{۵} = ۰.۲$ رفق سے ۱۲۸ بھی ۰.۱۳ ہے اور
بفرض غلط اگر فرض غلط تھا تو واقعیت معلوم ہو۔ تیرہ $\frac{۱}{۵}$ غلط فرض کیا یا قی صفحہ آٹھ پر

کا اسی خط پر (پہاڑ) وہیں قائم رہے گا اور رائی کا پلٹا اور جھکے گا کہ جذب زمین بقدر
 قرب بڑھے گا پہاڑ کا پلٹا ایک خفیف مقدار پر جانب قمر مائل ہو اور رائی کا
 اسی خط پر تو رائی یہیں قائم رہے گی اور پہاڑ کا پلٹا اونچا ہو گا کہ اس پر جذب قمر
 بڑھے گا اور اگر رائی کا پلٹا خط سے اس طرف اور پہاڑ کا اس طرف ہوا جب تو
 رائی کا پلٹا ابھکنے اور پہاڑ کا پلٹا اونچا ہونے کی کوئی حد ہی نہ ہوگی زیادت کی ان صورتوں
 میں اگر کوئی غدر ہو تو رائی اور پہاڑ کے ہم وزن ہونے میں تو کلام کی گنجائش ہی نہیں
 کیا عقل سلیم اسے قبول کر سکتی ہے؟ اگر کہے جذب مساوی رہی پہاڑ خود وزنی ہے
 لہذا اسی کا پلٹا جھکے گا اقول اولاد دیکھو پھر (بولے) تمہارے یہاں وزن جذب سے پیدا
 ہوتا ہے (۱۵) جب دونوں طرف جذب مساوی ہو کر اثر جذب کچھ نہ پہاڑ
 میں وزن کہاں سے آیا ثانیہ اگر پہاڑ خود وزنی ہے تو کیا اس کا اور رائی کے دانے کا
 اتنا ہی فرق ہے کہ اس کا پلٹا جھکے نہیں، نہیں وہ یقیناً اپنے وزن ہی سے زمین پر نیچے
 اور جس طرح وہاں جھکنے میں جذب کا محتاج نہ تھا، زمین تک آنے میں بھی جذب کا محتاج
 نہ ہوگا بلکہ اس کے اپنے ذاتی وزن کی نسبت ہے اسے زمین پر لائے گی تو ثابت ہوا
 کہ جذب باطل ہے ورنہ رائی کا دانہ پہاڑ سے بھاری ہوا کہ یہ جاذبیت کی خوبی ہے اور
 میل لیجئے تو چاہے رائی اور پہاڑ کو آسمان ہفتم پر رکھ دیجئے ہمیشہ ان میں وہی نسبت
 رہے گی جو زمین پر ہے کہ ان کا میل ذاتی نہ بدلے گا۔

دوسرے دوہم | اقول۔ دونوں بیاتوں کے اتفاق سے اعتدالین کی منسوب
 کو حرکت منتظمہ ہے اور ہم نمبر ۲۲ میں دلائل قاطعہ سے روشن کیے کہ وہ جاذبیت
 سے بن سکنا اور کنار جاذبیت ہو تو ہرگز منتظمہ نہ رہے گا۔

معنی کیا واقعہ سے مثال نہ ہو سکتی مگر ہے یہ کہ واقعی زمین نہ وہ۔ ان لوگوں کی خیال بندیاں ہیں۔
 ۱۲ منہ غفرلہ۔ * اقول دیگر جو غیر یعنی ہندو سے دیہات سے جو ہے قلمی نسخہ اس طرح نہیں
 ہے۔ — عبد النعم غفرلہ

اقول۔ میل کئی ہر سال ایک منتظم روش پر روکھی ہے
رو بست و سوم اسے بھی جاذبیت قتل کر دے گی (۲۳)

اقول۔ جاذبیت ہو تو زمین کے پھلوں کا
رو بست و چہارم نظام مختل ہو جائے اور ہر سال قطبین پر زمین
 زیادہ خالی ہوتی جائے۔

اقول۔ تقاطع اعتدالین کا نقطہ تقاطع چھوڑ کر اونچی
رو بست و پنجم ہو جائے۔

رو بست و ششم اقول۔ ہر سال قطر استوائی بڑھے۔

رو بست و ہفتم اقول۔ زمین کی یہ شکل ہو جائے کہ یہ سب
 مطالب نمبر ۲۲ میں واضح ہوئے۔

دلائل نیوٹن ساز۔ جاذبیت گزار۔ رو بست و ہشتم
 جب ترکیب اجسام اجزائے ثقلیہ بالطبع سے ہے اور اس کی تصریح خود
 نیوٹن ساز نے کی (۷) تو قطعاً جسم ثقیل بلا جذب جاذب خود اپنی ذات میں ثقیل
 ہے اور ثقیل نہیں مگر وہ کہ جانب ثقل جھکنا چاہے دو چیزوں میں جو زیادہ جھکے اُسے
 دوسری سے ثقیل تر کہیں گے تو ثابت ہوا کہ یہ اجسام بذات خود بے جذب جاذب
 (ثقل ہے) اس سے زیادہ میل طبعی کا ثبوت اور جاذبیت کا ابطال کیا درکار
 ہے جس کا خود مختار جاذبیت نیوٹن کو اقرار ہے۔

اقول۔ ظاہر ہے کہ جذب زمین اگر ہو تو وہ نہیں مگر
رو بست و نہم ایک تحریک قسری اور ہر جسم میں قوت کے ماسکے ہیں جسے
 حرکت سے ابالے اور اس کا منشاء جسم کا ثقل وزن ہے (۷) تو زمین جسے جذب

کمرے گی اُس کا وزن جذب کی مقاومت کمرے گا تو ضرور وزن ذات جسم میں ہے اور
وزن ہی وہ شے ہے جس سے پلڑا جھکتا ہے تو میل ثقل طبیعت کا مقتضی ہے تو جذب
لغو و بے معنی ہے۔ و عبارتہ آخری۔

بلکہ معلوم کہ اجسام اپنے جذب کو مختلف قوت چاہتے ہیں۔ پہاڑ اس قوت
سے نہیں کھینچ سکتا جس سے رائی کا دانہ یہ اختلاف ان کی ثقل کا ہے۔ جسم جتنا بھاری
ہے اس کے جذب کو اتنی ہی قوت درکار ہے (۱۵) کہ ثقل خود جسم میں ہے قوت
جذب سے پیدا نہیں بلکہ قوت جذب کا اختلاف اس پر متفرع ہے یہی میل طبعی

دلائل بر بنائے اتحاد و اثر جذب = نمبر ۱۲ میں گزرا کہ چھوٹے بڑے
بلکہ بھاری تمام اقسام اجسام پر اثر جذب یکساں ہے اگر موافقت ہو یا نہ ہو تو
تو سب جسم ایک ہی رفتار سے اترتے اور ہیئت جدیدہ کو اُس پر اتنا دھوکا ہوگا
اسے مشاہدہ سے ثابت بتاتی ہے۔ مشاہدہ سے زیادہ اور کیا چاہئے؟ یہ دلائل
اسی نمبر کی بنا پر ہے۔

سادسیم۔ اقول۔ اجسام کا نیچے آنا اگر جذب سے ہو اور اُس کا
اثر سب پر یکساں ہو اور وزن اسی سے پیدا ہوتا ہے (۱۵) تو لازم ہے کہ
تمام اجسام کا وزن برابر ہو، رائی اور پہاڑ ہم وزن ہوں۔ کانٹے، ترانزویاٹ
سب آلات وزن چھوٹے ہو جائیں۔ بازاروں کا نظام درہم برہم ہو جائے اگر
کئے وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے اور جذب بحسب مادہ مجذوب ہے (۱۶)
تو جس میں مادہ زیادہ اُس پر جذب زیادہ اور جس پر جذب بہ زیادہ اس کا وزن
زیادہ۔ اقول۔ ادلاء ۱۱ مردود محض ہے کہ تقدم ثانیاً و آخرتاً سے کام نہیں
چلتا۔ وزن زیادہ ہونے کی حقیقت یہ ہے کہ نیچے زیادہ جھکے جو زیادہ نہ جھکے جسم میں
کتنا ہی بڑا ہو وزن میں زیادہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے لوہے کا پیسہ اور پان سیر روٹی کے
گلے اور زیادہ جھکنا تیزی رفتار کو مستلزم ظاہر ہے کہ مثلاً دس گز مسافت سے نیچے

سبب

معاذ

۱۵۹

اتر نے دالی دو چیزوں میں جو زیادہ جھکے گی اس مسافت کو زیادہ طے کرے گی کہ یہ مسافت جھکنے ہی سے قطع ہوتی ہے۔ جس کا جھکنا زیادہ اس کا قطع زیادہ تو اسی کی رفتار زیادہ اور ہیئت جدیدہ کہ چکی کہ جذب پر چھوٹے بڑے ہلکے بھاری میں مساوی رفتار پیدا کرتا ہے کہ خارج سے روک نہ ہو تو باقضاء جذب سب برابر اتریں تو جذب سب کو یکساں جھکاتا ہے اور یہی حامل وزن نہ تھا تو روشن ہوا کہ جذب سب میں یکساں وزن پیدا کرتا ہے اور وزن نہیں، مگر جذب سے تو قطعاً تمام اجسام رائی اور پہاڑ ہموار ہوئے اس سے بڑھ کر اور کیا سفسط ہے۔ لاجرم جذب باطل بلکہ اجسام میں خود وزن ہے اور وہ اپنے میل سے آتے ہیں، جو بڑے ہیں چھوٹے سے زائد لہذا اس کی رفتار زائد۔

س د سی ویکم = اقول۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ نیچے اترنے والے جسم کا ہوا کو زیادہ چیرنا زیادہ جھکنے کی بنا پر ہوگا، اگر اصلانہ جھکے اصلانہ چیر بگا کہ جھکے کم شق کہ چیر بگا زیادہ تو زیادہ لیکن ثابت ہو چکا کہ جذب سب اجسام کو برابر جھکاتا ہے تو سب ہوا کو برابر شق کرتے ہیں گے پھر ہوا سے اختلاف کرنا دھوکا ہے تو واجب کہ رائی اور پہاڑ ایک ہی چال سے اتریں اور یہ جنون ہے۔ ہلکا بھاری کہنا محض مغالطہ ہے۔ بھاری وہ زیادہ جھکے جب کوئی آپ نہیں جھکتا سب کو جذب جھکاتا ہے اور وہ سب کو برابر جھکاتا ہے۔ تو نہ کوئی ہلکا ہے کہ ہوا پر کم دباؤ ڈالے نہ بھاری کہ زیادہ۔

س د سی و د و م۔ ہر عاقل جانتا ہے کہ مزاحمت طلب خواہش سے ہوتی ہے جو چیز نیچے جھکنا چاہے اور تم اسے اُپر اٹھاؤ کہ مزاحمت کرے گی اور جو جتنا زیادہ جھکے گی زیادہ مزاحمت ہوگی اور دو چیزیں کہ برابر جھکیں مزاحمت میں بھی برابر ہوں گی کہ مخالفت مساوی ہے اور ابھی ثابت ہو چکا کہ نیچے جھکنے میں تمام اجسام برابر ہیں تو کسی میں دوسرے سے زائد مزاحمت نہیں تو جس طاقت سے تم ایک پن سیرا اٹھا لیتے ہو اسی مخالفت زار سے پہاڑ کیوں نہ اٹھا لو اور اگر پہاڑ نہیں اٹھتا تو

مخالفت

کنکری کیسے اٹھالیتے ہو؟ اُس پر بھی تو جذب زمین کا ویسا ہی اثر ہے جیسا پہاڑ پر، یہاں تو ہوا کی روک کا بھی کوئی جھگڑا نہیں اور وزن کی گنا پرکٹ چکی کہ اُس میں وزن کے سوا کچھ باقی نہیں۔

۱۰۰۰ سی و سووم۔ اقول۔ گلاس میں تیل ہوا اور پانی ڈالو تیل کیوں اوپر آتا ہے اور جذب کا اثر تو دونوں پر ایک سا ہے اگر دھار کے صدر سے ایسا ہوتا ہے تو پانی پر تیل ڈالنے سے پانی کیوں نہیں اوپر ہو جاتا۔
۱۰۰۰ سی و چہارم۔ اقول۔ کنکری ڈوبتی ہے لکڑی تیرتی ہے۔ یہ کس لئے اثر تو یکساں ہے۔

۱۰۰۰ سی و پنجم۔ اقول۔ اب بخار جاذبیت سے بخار نکالے گا اور دھواں اس کے دھوئیں بکھرے گا یہ اوپر کیوں اٹھتے ہیں ہوا انھیں دباتی ہے یہ ہوا کیوں نہیں دباتے اثر تو سب پر برابر ہے۔ واجب کہ بخار و دھواں زمین سے لپٹے رہیں بال بھر نہ اٹھیں۔

۱۰۰۰ سی و ششم۔ اقول۔ پہاڑ گرے تو دور تک زمین کو توڑتا اُس کے اندر گھس جائے گا۔ یہ پہاڑ کی نہ اپنی طاقت ہے کہ اُس میں میل نہیں نہ اپنا وزن کہ وزن تو جذب سے ہوا۔ جذب کا اثر جیسا اُس پر ویسا ہی تم پر تم اوپر سے گر کر زمین میں کیوں نہیں دھنس جاتے۔ اگر کہئے اس کا سبب صدمہ ہے کہ پہاڑ سے زیادہ بھگتا ہے۔ اقول۔ صدمہ کو دو چیزیں درکار شدت ثقل و قوت رفتار اثر جذب کی مساوات دونوں کو اس میں برابر کر چکی کما عرفت پھر تفاوت کیا معنی۔ بالجملہ نہایت استحالے ہیں۔ یہ ہیں تحقیقات جدیدہ اور ان کے مشاہدات چشم دیدہ۔ دلائل و قوت الا بال اللہ العلی العظیم۔

دلائل بر بناء جذب کلی۔ ہم نمبر ۱۰۰۰ میں روشن کر آئے کہ جاذب طبعی پر مجذوب کو اپنی پوری قوت سے جذب کرتا ہے اور یہ کہ قوت غیر شاعرہ کا جذب بحسب زیادت کافی کہ مجذوب زائد ہونا محض جہالت سفسطہ ہے اور ہیات جڈ

کے نزدیک ہر جسم میں اس کے مادے کے لائق ماسک ہے جس کو حرکت سے ابا ہے وہ اسی قدر محرک کی مزاحمت کرتا ہے۔ دلائل آئندہ کی انہیں روشن مقدمات پر بنا ہے اور وہیں ان کی آسانی کو تسلیم کر لیا ہے کہ ہر شے کو کل کمرہ جاذب نہیں بلکہ مرکز تک اُس کا جتنا حصہ سطح مجذب کے مقابل ہو کہ ساری زمین اپنی پوری قوت سے ہر شے کو جذب کرے تو ان پر اور بھی مشکل ہو و لہذا ہنسادی قوت جذب کے لئے مجذوبات کی سطح مواجہ زمین کی مساواتی۔

کے مقابل

سادسی و ہفتم۔ اقول۔ بدایت معلوم اور بیانات جدیدہ کو بھی اقرار کر ہوا اور پانی اُن میں اترنے والی چیزوں کی ان کے لائق مزاحمت کرتے ہیں پر اور کاغذ کی زائد اور لوہے اور پتھر کی کم یہ دلیل قاطع ہے کہ ان کا اترنا اپنا فعل ہے یعنی میل طبعی سے نہ فعل زمین کے اس کے جذب سے اس لئے کسی فعل میں مزاحمت جس پر فعل ہو رہا ہے اُس کی مخالفت نہیں، بلکہ جو فعل کر رہا ہے اس کے مقابلہ ہے۔ اب چار صورتیں ہیں۔

سے

مزاحم اگر فاعل سے قوی ہو اور فعل خلاف چاہے فعل واقع کرے گا اور صرف روک چاہے یا فاعل سے قوت میں مساوی ہو تو فعل ہونے نہ دے گا اور خفیف ہو مگر معتد بہ تو دیر لگائے گا یعنی فعل تو حسب خواہش فاعل ہو گا مگر بدیر اور معتد بہ کو اصلاً اثر مزاحمت ظاہر نہ ہو گا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ زمین سے گز بھر اونچی ہوا آدھا گز بلکہ انگل بھر ہی اونچی پانی اجسام کی مزاحمت کرتے ہیں۔ کہاں ان کی ہستی اور کہاں ان کے مقابل۔ چار ہزار میل تک زمین جس کا ایک ٹکڑا ان کے برابر کا ہو ان سے کشافت و طاقت میں درجوں زائد ہے نہ کہ وہ پورا حصہ یقیناً یہ اس کے سامنے محض کالعدم ہیں۔ ہرگز اس کے فعل میں نام کو مزاحم نہیں ہو سکتے تو روشن ہوا کہ اجسام کا اترنا زمین کا فعل نہیں بلکہ خود ان کا جن کی نسبت سے ہوا اور پانی چاروں قسم کے ہو سکتے ہیں۔

عکس

ہی

غیر

سادسی و ہشتم۔ اقول متغایس کی ذرا سی بٹیا اور کھریا کا چھوٹا سادانہ

تو آب

لوہے اور تینکے کو کھینچ لیتے ہیں اگر جذب زمین ہوتی تو ان سے مقابل چار ہزار میل
چھوڑ دیتے زمین ہے یہ خود ان جاذبوں کو اور ان سے ہزاروں حصے زائد کو یہ نہایت
آسانی کھینچ لے جائے۔ اُس کے سامنے ان کی کیا حقیقت تھی کہ یہ اس کے چھین کر
اپنے سے ملا لیتے۔ لاجرم قطعاً یہ زمین سے اتصال لوہے اور تینکے کا اپنا فعل تھا جس
پر مقناطیس و کربا کی قوت غالب آگئی۔

سادسی و نہم۔ اقول۔ پکا سیدب ٹپک پڑتا ہے اور کچا اگرچہ حجم میں اس سے
زائد ہونہیں گئے تا اور شک نہیں کہ لوہے کا ستون جس کی سطح مواجہ اس سیدب کے
برابر ہو اگرچہ دس ہزار من کا ہوز زمین اُسے کھینچ لے گی۔ یہاں جس طاقت سے دس ہزار
من لوہے کا ستون با آسانی کھینچ آئے گا، کچے سیدب کا شاخ سے تعلق نہ چھوٹ
سکے گا تو واجب کہ کچے پکے پھل سب یکساں ٹوٹ پڑیں لیکن ایسا نہیں ہوتا تو
یقیناً جذب زمین باطل بلکہ سب اپنے میل سے آتا ہے۔ پکے کا میل اس کے ضعیف
تعلق پر غالب آیا ٹوٹ پڑا۔ کچے کا اُس کے قوی تعلق پر غالب نہ آسکا اور اُن
سہا جہاں۔ اقول۔ آدمی کے پاؤں کی اتنی سطح ہے اُس مسافت کا ستون
آہیں دس ہزار گز ارتفاع کا آدمی کیا باقی کی قوت سے بھی نہ ہل سکے گا اور بوجہ
مساوات سطح مواجہ آدمی پر بھی جذب زمین اتنا ہی قوی ہے۔ تو واجب کہ انسان
کو قہراً اٹھانا محال ہو ورنہ تو بڑی بات۔ یوں ہی ہر جانور کا چلتا، پرند کا اڑنا،
سب ناممکن ہوا لیکن واقع ہیں تو جذب باطل۔

ساد چھل و یکم۔ پانی اور تیل ہموزن لے کر گلاس میں تیل ڈالو اور پیر سے
پانی کی دھار پانی نیچے آجائے گا۔ خود ہیئت جدیدہ کو مسلم کہ اس کی وجہ پانی کا
وزن ہوتا ہے یہ کلمہ حق ہے کہ بے سمجھ کہہ دیا اور جاذبیت کا خاتمہ کر لیا ہر بنائے
جاذبیت ہر گز یہ پانی تیل سے وزنی نہیں۔ وزن جذب سے ہوتا ہے تو وزنی جس پر

جذبہ زیادہ ہو وہ اس پانی پر کم ہے کہ ایک کو وہ نسبت روغن زمین سے دور جسے تم نے نمبر ۱۶ میں کہا تھا کہ ادھر کا پانی اگرچہ زمین سے متصل ہے نسبت زمین قمر سے دور ہے دوسری دھار کی مساحت اس گلاس میں پھیلے ہوئے تیل سے کم تو اس کا جذبہ چھوٹا کثرت مادہ سے وزنی بنتا ہے اس کا علاج ہموزن لینے نہ کر دیا بلکہ وہ پورا پانی پٹر نے بھی نہ پا کے گا تو تیل کو اُچھال دے گا تو ہر طرح پانی ہی کم وزنی ہے اور تیل پہلے پہنچا تو اس پر واجب تھا کہ پانی اوپر ہی رہتا مگر جذبہ بیت ابطال کو نیچے ہی جانا ہے۔ اب کوئی سبیل نہ رہی کہ سو اس کے کہ اپنے مزعوم نمبر ۸ یعنی اتحاد نقل و وزن کو استغنیٰ دوا کر کہو کہ اگرچہ پانی ہم وزن بلکہ کم وزن ہو نقل طبعی میں تیل سے زائد ہے۔ لہذا اُس سے اسفل کا طالب ہے اور اُسے اعلیٰ کی طرف دافع اب ٹھکانے سے آگے اور ثابت ہوا کہ جذبہ باطل و مہمل اور میل طبعی مستحل۔

سوال ہے تو

X

ساد چھل و دوم۔ اقول۔ جذبہ زمین ہو تو واجب کہ جسم میں جتنا مادہ کم ہو اسی قدر وزن زائد ہو اور جتنا زائد اسی قدر کم۔ مثلاً گز بھر مربع کاغذ کے تختے سے گز بھر مکعب لوہے کی سیل بہت ہلکی ہو اور وہ سیل جس کی سطح مواجہ ایک گز مربع اور ارتفاع سو گز ہے اور زیادہ خفیف ہو اور جتنا ارتفاع زائد اور لوہا کثیر ہونا جائے اتنا ہی وزن ہلکا ہوتا جائے یہاں تک کہ کاغذ کا تختہ اگر تولہ بھر کا تھا تو وہ عظیم لوہے کی سیل رفتی بھر بھی نہ ہو نہ رفتی کا ہزاروں لاکھوں حصہ ہو وجہ سنئے جسم میں جتنا مادہ زیادہ ماسکہ زیادہ اور جتنی ماسکہ زیادہ جذبہ کی مزاحمت زیادہ اور جتنی مزاحمت زیادہ اتنا ہی جذبہ کم اور جتنا جذبہ کم اتنا ہی وزن کم کو وزن تو جذبہ ہی سے پیدا ہوتا ہے جو کم کھینچے گا کم جھکے گا اور کم جھکنا ہی وزن میں کمی ہونا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جتنا مادہ زیادہ اتنا ہی وزن کم۔ بالجملہ ہر عاقل جانتا ہے کہ قوی پر اثر ضعیف ہوتا ہے اور ضعیف پر قوی۔ جب دو چیزوں کے جذبہ مساوی ہوں ان کی قوتیں بادی ہوں گی اور مساوی قوتوں کا اثر اختلاف مادہ مجذوب سے بالقلب بدلے گا یعنی مجذوب میں جتنا مادہ زائد اتنا اس پر جذبہ کم ہوگا۔

مسالہ وی

لاجرم اتنا ہی وزن کم ہوگا اس سے بڑھ کر اور کیا استحالہ درکار ہے۔ بقیہ کلام رد
چوالیس میں آتا ہے۔

س د چہل و سوم۔ اقول۔ جذب جس طرح اوپر سے نیچے لانے کا سبب
ہوتا ہے نیچے سے اوپر اٹھانے کا مزاحم ہوتا ہے کہ جاذب کے خلاف پر حرکت
دینا ہے۔ پہلوان اور لڑکے کی مثال ردائے تالیس میں آتی ہے اور ثابت ہو چکا کہ
جتنا مادہ کم اتنا ہی جذب قوی تو واجب کہ ہزار گنا ارتفاع والی لوہے کی ریل ایک
چٹکی سے اٹھ آئے۔ جیسے کاغذ کا تختہ اور کاغذ کا تختہ سو پہلوانوں کے ہلانے نہ پڑے۔
جیسے وہ لوہے کی ریل۔ غرض جاذبیت سلامت ہے تو زمین و آسمان تہہ و بالا ہو کر
برہیں گے تمام نظام عالم منقلب ہو جائے گا۔

س د چہل و چہارم۔ اقول۔ واجب کہ وہ کاغذ کا تختہ اُس ہزار گنا ارتفاع
والی لوہے کی ریل سے بہت جلد اترے کہ جتنا مادہ کم اتنا ہی جذب زائد اتنا ہی
جھکنا زائد اور جتنا جھکنا زائد اتنا ہی اترنا جلد حالانکہ قطعاً اس کا عکس ہے تو واضح ہوا
کہ اترنا جذب سے نہیں بلکہ اُن کی اپنی طاقت سے جس میں مادہ زائد میل زائد تو جھکنا
زائد تو اترنا جلد ہر مزاحمت ہو کاغذ (۱۳) اقول۔ اولاً ابھی ہم ثابت کر چکے
کہ ہوا میں اصلاً تاب مزاحمت نہیں۔ ثانیہ بالفرض ہو تو وہ باعتبار سطح مقابل ہوگی
جس کا میکانک جدیدہ کو اعتراف ہے اور سطح مقابل مساوی دونوں پر مزاحمت ہو
یکساں اور کاغذ پر جذب اُس ریل سے ہزاروں حصے زائد تو اُس کا جلد اترنا واجب
اگر کہیے جذب سے وزن بحسب مادہ پیدا ہوتا ہے جس میں جتنا مادہ زائد اسی قدر اُس
میں وزن زیادہ پیدا ہوگا اُسی قدر زیادہ چھکے گا کہ وزن موجب تسفل ہوگا۔ یہاں سے
نمبر ۲ تا ۴ کا جواب ہو گیا۔ اقول یہ محض ہوس خام ہے۔ اولاً کہ وزن جذب۔

لے ط ص ۱۱۔ ہوا اجسام کو اترتے وقت موافق افازے ان کی مقدار کا مقابلہ کرتی ہے نہ کہ موافق ان کے وزن

کے مزاحمت ایک۔ قدر کی گیند چمڑے کی یا لوہے کی ہو برابر ہوگی۔ ۱۲

سے پیدا ہو گا اس کی خفیف نہیں، مگر جھکنا کہ بلا واسطہ جذب کا اثر ہے۔ نہ یہ کہ جذب مادہ میں کوئی صفت جذبہ پیدا کرے جس کا نام وزن ہو اور حسب مادہ پیدا ہو اور اب وہ صفت جھکنے کا اتفاق کرے۔ وہاں صرف چار چیزیں ہیں مادہ اور اس کے موافق ماسکہ اور اس کے موافق مزاحمت اور چوتھی چیز مطاوعت یعنی اثر جذب سے متاثر ہو کر جھکنا۔ پہلی تین چیزیں جذب سے نہیں صرف یہ چہارم اثر جذب ہے اور بلاشبہ خود جذب ہی کا اثر ہے۔ نہ کہ جذب نے تو نہ جھکایا بلکہ اس سے کوئی اور پانچویں چیز پیدا ہوئی وہ جھکنے کی مقتدی ہوئی ایسا ہوتا اور وہ پانچویں جسے اب وزن کہتے ہیں اثر جذب سے محسب مادہ پیدا ہوتی تو یہاں دو سلسلے قائم ہوتے۔ اول جتنا مادہ زائد ماسکہ زائد تو مقادمت زائد تو اثر جذب کم ان میں کوئی جملہ ایسا نہیں جس میں کسی عاقل کو تاویل ہو سکے اور اب یہ ٹھہرا جتنا مادہ زائد وزن زائد تو جھکنا زائد۔ دوم جتنا مادہ کم ماسکہ کم تو مقادمت کم تو اثر جذب زائد اور اب یہ ہو کہ جتنا مادہ کم وزن کم تو جھکنا کم نتیجہ یہ ہو کہ جتنا مادہ زائد اثر جذب کم اور جھکنا زائد اور جتنا مادہ کم اثر جذب زائد اور جھکنا کم تو جھکنا اثر جذب کا مخالف ہو کہ اس کے گھٹنے سے بڑھتا اور بڑھنے سے گھٹتا ہے۔ کوئی عاقل اسے قبول کر سکتا ہے اثر جذب جھکنے کے سوا اور کس جانور کا نام تھا۔ اس کا اثر شئی کو اپنی طرف لانا اور قریب کرنا ہے تو زیادت قرب اس کی زیادت ہے۔ اور کمی کمی اور جب مجذوب اوپر ہو تو قرب نہ ہو گا مگر جھکنے سے تو زیادہ جھکنا ہی اس کی زیادت ہے۔ اور کم جھکنا بھی اس کی کمی نہ کہ عکس کہ بلاشبہ باطل ہے۔ ثانیاً بفرض غلط ایسی ہی بات باطل مان لی جائے تو اب بھی ان تینوں تمہروں سے رہائی نہیں۔ اب نمبر ۴۳ کی یہ تقریر ہو گی کہ کاغذ کا تختہ اور وہ دس ہزار گزار ارتفاع والی لوہے کی ریل (تول کانٹے کی) ہموار ہوں۔ اقول وجہ یہ کہ جذب اختلاف مادہ مجذوب سے بالقلب بدلے گا۔ یعنی جتنا مادہ زائد جذب کم کما تقدم اور وزن جذب سے پیدا ہوتا ہے

(۱۵۵) اور مادہ جسم سے بالاستقامت بدلے گا۔ یعنی جتنا مادہ زائد وزن زائد جذب وزن کا سبب ہے۔ سبب جتنا ضعیف ہوگا سبب کم اور مادہ وزن کا محل ہے۔ محل جتنا وسیع ہوگا حال زیادہ۔ تو بحال اتحاد جاذب پر دو جسم میں وزن برابر رہے گا اگرچہ مادے کتنے ہی مختلف ہوں۔ لوہے کی سل میں بتقاضائے کثرت مادہ جتنا وزن بڑھنا چاہئے بتقاضائے ضعف جذب اتنا ہی گھٹنا لازم اور کاغذ کے تختے میں بوجہ قلت مادہ جتنا وزن گھٹنا چاہئے بوجہ قوت جذب اتنا ہی بڑھنا لازم کہ یہ ضعف و قوت اور وہ کثرت و قلت دونوں کسب مادہ ہیں۔ اسے دو رنگتوں سے سمجھو کہ ایک دوسرے سے دس گنا گہری ہے۔ گہری میں ایک گنز کپڑا ڈبو یا اس پر دس گنا رنگ آیا ہلکی میں دس گنز کپڑا ڈالا اس پر اکہرا رنگ آیا لیکن ہر گنز پر ایک حصہ ہے تو مجموع پر دس حصے ہوا کہ اول کے برابر ہے۔ یوں ہی فرض کرو ایک حصہ جذب سے ایک حصہ مادہ میں ایک اس پر وزن پیدا ہونا ہے تو دس حصے جذب سے ایک حصہ مادہ میں دس سیر ہوگا اور ایک حصہ جذب سے دس حصے مادہ میں بھی دس سیر کہ حصہ جذب سے ہر حصہ مادہ میں ایک سیر ہے تو ایک حصہ مادہ میں دس جذب اور دس حصے مادہ میں ایک جذب سے حاصل دونوں میں دس سیر وزن ہوگا اور (۱۵۶) میں یہ کہا جائے گا کہ جس آسانی سے کاغذ کے تختے کو زمین سے اٹھا لیتے ہو اس ہزاروں گنز ارتفاع والی آئینیں سل کو بھی اسی آسانی سے اٹھا سکو یا جس طرح وہ سل ہزار آدمیوں سے بھی نہیں سکتی کاغذ کا تختہ بھی جنبش نہ کھاسکے گا کہ دونوں کا وزن برابر ہے اور نمبر چوالیس میں یہ کہ کاغذ اور وہ آئینیں سل۔ دونوں برابر تریں۔ اور لوازم سب باطل ہیں۔ لہذا جاذبیت باطل۔ غرض یہاں دو نظریے ہوئے ایک حقیقت پر بنائے جاذبیت کہ جسم میں جتنا مادہ زائد اتنا ہی وزن کم ہوگا اس باطل کے فرض پر یہ کہ جب جاذب مساوی ہوں تو سب چھوٹے بڑے اجسام ہموزن ہوں گے اور دونوں صریح باطل ہیں تو جاذبیت باطل۔

سرد چہل و تنجم۔ اقول۔ مساوی سطح کی تین لکڑیاں بلندی سے تالاب میں گرتی ہیں۔ ایک روئے آب پر رہ جاتی ہے۔ دوسری جیسے عود غرقہ نہیں ہوتی ہے۔ تیسری پانی کے نصف عمق تک ڈوب کر پھراؤ پر آتی اور تیسری ہوتی ہے۔ یہ اختلاف کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ ہوگا، مگر یہ کہ ان کے مادوں کا اختلاف جس میں مادہ سب سے زائد تھا۔ تہ نشیں ہوئی جس میں سب سے کم تھا۔ روئے آب پر رہی اور متوسط متوسط مگر بر بنلئے جاذبیت اس جواب کی طرف راہ نہیں۔ حق (حقیت) پر تو عکس لازم تھا کہ جس میں مادہ زائد اس پر جذب کم اور اسی کا وزن کم تو اس کو روئے آب پر رہنا چاہئے تھا اور جس میں مادہ سب سے کم اس کا تہ نشیں ہونا اور اس فرض باطل پر کہا جائے گا کہ مختلف مادوں پر مساوی جذب مساوی پیدا کرے گا پھر اختلاف کیوں؟

حقیقت

وزن

سرد چہل و تنجم۔ اقول تیسری لکڑی کا نصف عمق سے آگے نہ بڑھنا کیوں؟ زمین جس قوت سے اُسے کھینچ کر لائی تھی۔ اب بھی اُسی قوت سے کھینچ رہی ہے کہ ہنوز منتہی تک دھول نہواتا۔ آب کی مقاومت ردیم میں باطل ہو چکی اور ہو بھی تو وہ تو سطح آب سے ملتے ہی تھی۔ جب جاذب واحد مقاومت واحد بلکہ اب جذب اقویٰ ہے کہ زمین سے قرب بڑھ گیا اور مقاومت کم ہے کہ ملا۔ آب آدھا رہ گیا تو آگے شق نہ کرنا کیا معنی۔ اگر کہئے اس کا پانی کے اندر جانا جذب زمین سے نہ تھا بلکہ اُس صدمہ کا اثر جو اُس کے گرنے سے پانی کو پہنچا پہلی لکڑی نے پانی کو اتنا صدمہ نہ دیا کہ اُسے شق کرتی۔ دوسرے نے پورا صدمہ دیا اور تہ تک پہنچی۔ تیسری متوسط تھی متوسط رہی۔ اقول اولاً جذب مان کر جانب اسفل حرکت کو جذب سے نہ ماننا سخت عجیب ہے۔ صدمہ اُس حرکت ہی نے تو دیا کہ زمین اُسے بقوت کھینچ کر لائی تھی اُسی قوت نے نصف پانی شق کیا آگے کیوں ٹھک رہی۔ اگر زمین میں یہیں تک لانے کی قوت تھی تو دوسری لکڑی کو کیسے تہ تک لے گئی۔ ثانیاً صدمہ کے لئے دو چیزیں درکار شدت ثقل متصارف

اور

X

اور اس کی قوت رفتار چنے کو کتنی ہی قوت سے زمین پر مار دیا کیسے ہی بھاری گولے کو
زمین پر آہستہ سے رکھ دو صدمہ نہ دے گا لیکن اگر گولے کو قوت سے زمین پر ٹکاو
صدمہ پہنچائے گا اور اس میں قوت رفتار کو شدت ثقل سے زیادہ دخل ہے
بندوق کی گولی جو کام دے گی اُس سے دس گنا سیما ہاتھ سے پھینک کر مار د
وہ کام نہیں دے سکتا۔

صورت مذکورہ میں جاذبیت کی بھیس سے قوت رفتار و شدت ثقل دونوں
میل طبعی کے ہاتھ یکے ہوئے ہیں۔ جب اجسام اپنی ذات میں ثقل رکھتے اور اپنی
قوت سے نیچے آتے ہیں اور وہ مختلف ہیں تو جس میں ثقل زائد اُس میں میل زائد
اُسی کی رفتار تیز اُسی کا صدمہ قوی اور کم میں کم اور وسط میں اوسط اور ہر بلے
جاذبیت حق حقیقت لیجئے تو پہلی میں مادہ سب سے کم تو اُس پر جذب سب سے
زائد تو اُسی کی رفتار قوی اور وہی زیادہ بھاری تو اُس سے صدمہ سب سے پہلے
آقویٰ پہنچنا تھا اور دوسری میں مادہ سب سے زائد تو جذب سب سے کم تو رفتار
سب سے ضعیف اور وزن سب سے ہلکا تو اُسی سے صدمہ نہ پہنچنا تھا اور اس فرض
باطل پر سب پر اثر برابر پھر اختلاف صدمہ یعنی چہ۔

سردچھل و ہفتم۔ اقول تو اس تیسری لکڑی کا ڈوب کر اچھلنا کیوں؟

اُس میں خود اپنے آنے کی میل نہیں دے (۲) ورنہ لکڑیاں اڑتی پھرتیں نہ زمین

کا دفع ہے کہ وہ تو جذب کر رہی ہے۔ نہ کسی کو کب کا جذب کہ وہ ہوتا تو جب

اُس سے قریب اور زمین سے دور تھی اور اس وقت گرنے نہ دیتا نہ اُسی وقت

خاموش بیٹھا رہا جب زمین کھینچ کر اسے نصف آب تک لے گئی اور جاذبیت

ارض بوجہ قرب زیادہ ہو گئی اُس وقت جاگا اور اپنی مغلوب جاذبیت سے اوپر

لے گیا اور ایسا ہی تھا تو پہلی لکڑی اور پھر کیوں نہیں اٹھا لیتا۔ پانی کے چیرنے سے

ہوا کا چیرنا آسان ہے۔ غرض کہ کوئی صورت نہیں سوا اس کے کہ پانی نے اُسے

اچھالا اور اپنی محل سے دفع کر کے اوپر لا ڈالا۔ پانی نہ ہوتا تو زمین تینوں کو کھینچ کر

اپنے سے طاقتی۔ اب سوال یہ ہے کہ پانی بھی تو زمین ہی کا جنم ہے (غوا) تو وہ بھی
جاذب ہوتا نہ کہ دافع اگر کہئے یہ دافع صدمہ کا جواب ہے۔ جسم کا قاعدہ ہے کہ
دوسرا جسم جب اس سے مقادمت کرتا ہے یہ اُس کو اتنی ہی طاقت سے دفع
کرتا ہے جتنے زور کا صدمہ تھا یہ دفع زمین میں بھی ہے۔ گیند جتنے زور سے اس
پر مارو اتنی ہی زور سے اوپر اُٹھے گی بقول اولاد صدمہ کا خاتمہ درپہر چوکا کہ حق
حقیقت پر بالکل ہونا تھا اور فرض باطل پہ مساوی اور یہ کہ اُس کا ماننا میل طبعی
پر ایمان لانا اور جاذبیت کو رخصت کرنا ہے اور جب صدمہ نہیں جواب کا
ہے کا ثانیہ دوسری لکڑی نے تو اتنا صدمہ دیا کہ تہ تک شق کر گئی اتنی ہی قوت
سے اُسے کیوں نہ دفع کیا۔

مثلاً پانی جو اُباد دفع چاہتا اور زمین جذب کر رہی ہے۔ یہ پانی اُس کی کیا
مزاحمت کر سکتا نہ کہ اُس پر غالب آجائے اُس سے چھین کر اوپر لے جائے۔
رابعہ پانی کو صدمہ تو اُس وقت پہنچا جب لکڑی اس کی سطح سے ملی اُس وقت
جواب کیوں نہ دیا؟ اگر کہئے پانی لطیف ہے اس وقت تک گرنے والی لکڑی
کی طاقت باقی تھی پانی شق کرتا مگر جب اس کی طاقت پوری ہوئی اُس وقت
پانی نے جواب دیا۔ اقول لکڑی کی طاقت جذب زمین سے ہوتی تو نصف پانی
تک جا کر تھک نہ رہتی ضرور جذب نہیں بلکہ لکڑی اپنی طاقت سے آئی جو اُس کی
ہستی ہے پھر نصف پانی چیر سکی پھر پانی نے پلٹا دیا۔ بالجملہ اس سوال کا کوئی جواب
نہیں سوا اس کے کہ یہ لکڑی پہلی لکڑی سے بھاری ہے۔ اُس نے اپنی متوترت قوت
سے نصف آب تک مداخلت کی مگر پانی سے ہلکی ہے اور ہر بھاری چیز اسفل سے
اپنا اتصال چاہتی ہے۔ اُس سے ہلکی چیز اگر پہلے پہنچی ہوتی ہے اور یہ قدر رستہ
پائے تو اُسے اوپر پھینک کر خود وہاں مستقر ہوتی ہے۔ جیسے گلاس کے تیل اور
پانی کی مثال میں گنرا۔ لہذا دوسری لکڑی کو نہ پھینکا کہ وہ پانی سے بھاری تھی اسفل
اسی کا محل ہے تو ثانیہ ہوا کہ فقیل طالب اسفل ہے اور اقل طالب اسفل اُسی کا

نام میل طبعی ہے۔ تو جاذبیت باطل و مہل یہ دو باتوں سے رد جاذبیت ہوا۔ ایک تو یہی دوسری یہ کہ ان میں خود وزن ہے جو جانب اسفل جھکاتا ہے جس پر اس اختلاف کی بنا ہے۔ پھر جاذبیت کے لئے اختصاراً قصر مسافت کیجئے تو وہی جملہ کافی ہے کہ بدائتہ معلوم کہ پہلی کا اوپر ٹھہرنا اور تیسری کا نصف آب تک جا کر پلٹنا دونوں باتیں قطعاً خلاف اصل مقتضے ہیں اور یہ نہیں مگر مزاحمت آب سے پانی نہ ہوتا تو یقیناً تینوں لکڑیاں تہہ تک پہنچتی اور بلاشبہ اس سے ہزار حصے زائد پانی فصل زمین کا مزاحم ہو سکتا تو قطعاً یہ اقتضائے زمین نہیں بلکہ خود ان لکڑیوں کی مختلف قوت — تو جاذبیت باطل و مہل اور میل طبعی مستعمل و الحمد للہ العلی العظیم الاجل فضل اللہ تعالیٰ سیدنا مولینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم ذبحل آمین۔

۱۰ مثل قدیم۔ بفضلہ تعالیٰ ردنا فریت میں وہ بارہ اور رد جاذبیت میں یہ سینتالیس فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائز ہیں۔ نافریت پر تو کسی کتاب میں بحث اصلاً نظر سے نہ گزری۔ جاذبیت پر بعض کلام دیکھا گیا وہ صرف ایک دلیل جس کی ہم توجیہ بھی کر رہے اور طرز بیان سے ایک کو تین کر دیں۔ ۸ سادہ چھل و ہشتہم۔ زمین میں جذب نہ ہو تو چاہئے کہ زمین کا کوئی جزو اس سے جدا نہ کر سکیں کہ قوت زمین کا مقابلہ کون کرے (مفتاح المرصد) اقول اسی جذب کلی پر مبنی ہے کہ بر تقدیر جذب وہی قرینہ عقل تھا اور ہماری تقریرات سابقہ سے واضح کہ جتنا پارہ زمین لیا جائے اس میں اتنی قوت جذب ہے جس کا انسان مقابلہ نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے مقابل کو اگرچہ ہزاروں من کا ہو بے تکلف کھینچ لے گا اور وہی پوری طاقت پر مقابل پر مصروف ہے تو نہ صرف جزو زمین بلکہ کسی پتے کا بھی زمین سے اٹھانا ناممکن ہے۔ قلت مادہ کے سبب وزن نہ رہی تو جذب کی قوت تو ہے تو دیکھو جس کا مقابلہ کرنا ہوگا ٹین کی ہلکی طشتری کو دو برس کا بچہ سہل سے اٹھا سکتا ہے لیکن اگر کوئی پہلوان دونوں ہاتھوں سے اسے مضبوط تھامے اپنے سینے سے ملائے ہے اب بچہ کیا

لازل آتے ہیں جس سے جزو زمین سے جدا ہو جاتا ہے۔

کمزور مرد بھی ہرگز اُسے نہیں بلا سکتا

ساد چرہل و نرم۔ زمین میں جذب ہوتا اُس کے اجزاء میں بھی ہو کہ طبیعت متحد ہے تو چاہئے کہ بڑے ڈھیلے کے نیچے چھوٹا ملا دیں اُس سے پھٹ جائے بلکہ بڑا خود ہی چھوٹے کو کھینچ لے (مفتاح الرصد) اقول اس کا ظاہر جواب یہ ہے کہ ایسا ہی ہوتا اگر زمین اُسے نہ کھینچتی۔ جذب زمین کے مقابل بڑے ڈھیلے کا جذب کیا ظاہر ہو مگر مقناطیس و کربا اس جواب کو قائل نہ رکھے گا۔ جذب زمین کے مقابل اُس کا جذب کیسے ظاہر ہوتا ہے۔ یوں ہی بڑے ڈھیلے کا ظاہر ہوتا اگر اس میں جذب ہوتا لیکن وہ ہرگز جذب نہیں کرتا تو زمین بھی جذب نہیں کرتی کہ طبیعت متحد ہے۔ (نفیہم) —————

ساد پنجاہم۔ زمین نافریت کر کے بچ جاتی ہے۔ یہ حقیر چیزیں تو بچ سکتیں اگر کہیں آفتاب ضرور ان کو جذب کرتا ہے مگر زمین بھی تو کھینچتی ہے اور یہ اس سے متصل اور آفتاب سے کم دروں میل دور لہذا جذب زمین غالب آتا اور آفتاب انہیں نہیں اٹھا سکتا۔ ہم کہیں گے زمین کا اپنے اجزاء کو جذب ثابت ہے۔ دیکھو ابھی دو دلیل سابق (مفتاح الرصد) تذیل (کلام قدما میں ایک اور دلیل مذکور کہ جذب ہوتا تو چھوٹا پتھر جلد آتا (شرح تذکرہ و طوسی للعلامة الخضری) یعنی ظاہر ہے کہ جاذب کا جذب اضعف پر اقویٰ ہوگا تو چھوٹا پتھر جلد کھنچے۔ حالانکہ عکس ہے جس سے ظاہر کہ وہ اپنی میل طبعی سے گرتے ہیں جو بڑے میں زائد ہے۔

اقول۔ اضعف پر اقویٰ ہونا مساوی قوتوں میں ہے اور یہاں چھوٹے کا جاذب بھی چھوٹا ہے تو اسنے ضمیمہ کی حاجت ہے کہ دونوں کی سطح مواجہہ زمین مساوی ہو۔ اب حق حقیقت پر یہ بعینہ روچوالیس ہوگا اور اُس فرض باطل

۱۔ یہ نوٹ الرضا نے لکھا جائے جبین ایک نواب صاحب سے مکالمہ ہے (الرضا کا یہ مکالمہ مل نہ سکا) عبدالنعم عزیزی

ظاہر آفتاب زمین کو کھینچتی تو چھوٹوں اور اچکا تو زمین بڑا ہوتا

پر اتنا بھی کافی نہ ہو گا کہ چھوٹا اب بھی جلد نہ آئے گا بلکہ برابر کما رہا۔ اب یہ صورت
 یعنی ہوگی کہ بڑا ارتفاع میں ہزار گنا اور سطح مواجہہ میں مثلاً آدھا ہے۔ اب یہ
 اعتراض پورا ہو گا کہ چھوٹے کا جاذب بڑا ہے۔ فرض کرو بڑے میں دس حصے
 مادہ ہے اور چھوٹے میں ایک حصہ۔ اگر سطح مواجہہ برابر ہوتی دونوں میں ۱۰
 سیر وزن ہوتا جس کی تقریر گزری۔ لیکن چھوٹے کی سطح مواجہہ دو چند ہے تو
 بڑے میں ۱۰ سیر وزن ہو گا اور چھوٹے میں بیس سیر لہذا اسی کا چلہ آنا لازم۔
 حالانکہ قطعاً اس کا نصف ہے تو جاذبیت باطل و جواز ہے اور میل لمبی کامیڈ
 ہموایصاف ہے۔ واللہ بجا نہ و تعالیٰ اعلم۔



فصل سوم حرکت زمین کے ابطال پر

اور ۴۳ دلائل



بارہ روزنا فریت اور پچاس جاذبیت پر سب حرکت زمین کے رد تھے کہ
 اُس کی گاڑی بے ان دو پہیوں کے نہیں چل سکتی تو یہاں تک ۶۲ دلیلیں مذکور ہوئیں
 (دلیل ۶۳) اقول۔ تمام عقلائے عالم اور نباتات جدیدہ کا اجماع
 ہے کہ معدل النهار و منطقه البروج دونوں مساوی دائرے ہیں۔ نتیجہ (ع ۳۱)
 جتنے سماوی وارضی کرے ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد
 ہیں لیکن منطقه کو مدار زمین مان کر یہ ہرگز ممکن نہیں۔ معدل تو بالاجماع مقعر سماوی
 پر ہے (ع ۳۲) اگر منطقه نفس مدار پر رکھو جیسا اصول الہیئت کا زعم ہے (ع ۳۳)
 جب تو ظاہر کہاں ہے صرف انیس کروڑ میل کا ذرا سا قطر اور کہاں مقعر سماوی کا
 قطر اربوں میل ہے زائد جو آج تک اندازہ ہی نہیں ہو سکا اور اگر حسب بیان

حدائق مدار کو متعسر سماوی پر لے جاؤ یعنی اس کا موازی وہاں بنا کر اُس کا نام
منطقہ رکھو جب بھی تساوی محال کہ اس مقعر کا مرکز مرکز زمین ہے (ع ۲۷)
اور یہی مرکز معدل (ع ۲۸) تو معدل عظیم ہے لیکن مرکز مدار کا مرکز زمین
سے اتحاد محال تو منطقہ ضرور بناؤ دائرہ صغیرہ ہے کہ عظیم ہوتا تو اُس کا مرکز
مرکز مقعر ہوتا۔ (فائدہ ع ۳۱) اور صغیرہ عظیمہ کی مساوات محال تو منطقہ
کو مدار زمین ماننا قطعاً باطل خیال (دلیل ۶۳) تمام عقلائے عالم اور بیات
جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقہ کا مرکز ایک ہے (نتیجہ ۲ نمبر ۳) جتنے
سماوی وارضی کرے (نتیجہ ۱) قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں۔ سب اس پر شاہد
ہیں لیکن مدار پر دو زمین مان کر یہ بدلتے محال کہ مرکز منطقہ تو مرکز مدار ہے۔
اور اب مرکز معدل کہ مرکز زمین ہے۔ محیط مدار پر ہوگا۔ دائرہ مرکز و محیط کا
انطباق کیسا جہل شدید ہے (دلیل ۶۵)

دلیل ۶۵ | اقول تمام عقلائے عالم اور بیات جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل
و منطقہ کا تقاطع تناصف پر ہے (ع ۳۲) جتنے سماوی وارضی کرے بیات
قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن زمین دائرہ ہو تو
تناصف محال کہ مرکز ایک نہ رہے گا لاجرم دائرہ زمین باطل (دلیل ۶۶)
اقول ان سب سے خاص تر عقلائے عالم اور (نتیجہ ۱) جدیدہ کا اجماع ہے کہ

۱۔ اقول تساوی و اتحاد و مرکز میں عموم و خصوص من وجہ ہے۔ مدار میں تساوی ہیں اور
اتحاد مرکز نہیں اور سطح معدل و خط استوا متحدہ مرکز میں اور بساوی نہیں ہر کرہ کے عظیمین
تساوی بھی نہیں اور متحدہ مرکز بھی اور یہ دونوں تناصف سے عام مطلقاً ہیں۔ جب تناصف
ہوگا تساوی و اتحاد مرکز ضرور ہوں گے کہ پھوٹے بڑے یا مختلف مرکز دائرے تناصف نہیں
ہو سکتے اور تساوی یا اتحاد مرکز ہو تو تناصف درکنار۔ تقاطع بھی ضرور نہیں۔ جیسے مدار میں یا
معدل و خط استوا۔ ہاں تساوی و اتحاد مرکز کا اجتماع دائرہ کرہ میں تناصف کا تساوی ہے۔

معدل و منطقہ دونوں کمرے سماوی حقیقی یا مقدر کے دائرہ عظیم میں (۲۰۰، ۲۰۰، ۲۰۰) جتنے سماوی و ارضی کمرے ہیات قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں۔ سب ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے

ہیں۔ سب اس پر شاہد ہیں لیکن دورہ زمین پر یہ بوجہ نامکن کہ نہ تساوی نہ اتحاد مرکز نہ تناسف تو دورہ زمین قطعاً باطل۔ (اقول دلیل ۶۸) تمام عقلا کے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل و منطقہ دائرہ تخصیہ ہے۔

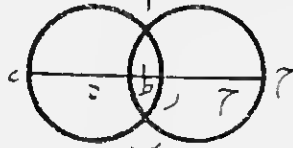
(ع ۳۱) جتنے سماوی و ارضی کمرے ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن زمین و اتر ہو تو ان میں کوئی شخص نہ رہے گا (دیکھو ۳۱، ۳۲)

تو زمین کا دورہ باطل۔ دلیل ۶۸ اقول تمام عقلا کے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع ہے کہ بارہ برج متساوی ہیں۔ ہر برج تیس درجے (۲۹) جتنے

سماوی کمرے ہیئت قدیمہ و جدیدہ میں بنتے ہیں سب اس پر شاہد ہیں لیکن منطقہ کو ملا زمین مان کر چھ برج ۴۔ ۴۔ ۴ درجے کے ہو جائیں گے اور چھ صرف ۲۔ ۲۔ ۲ کے رہیں گے۔ اس کا بیان دو مقدموں میں واضح ہے۔

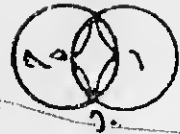
مقدمہ ۱۰۔ اقول دو متساوی دائروں میں جب ایک دوسرے کے مرکز پر گزرا ہو واجب کہ وہ دوسرا بھی اس کے مرکز پر گزرے

ابح کے اب ر کے مرکز پر گزرا ہے۔ ضرور اس کا مرکز رہے جس پر اب گزرا ہے ورنہ اگر کا ہو تو اس کا نصف قطر طہ یا ح ہو تو ح نصف قطر اب یعنی ر ح کے مساوی ہو۔ بہر حال جزو کل برابر ہوں۔



* جب دو مساوی دائرے مرکز واحد پر ہوں گے ضرور تناسف ہوں گے۔ وبالعکس یہ مینوں ایک کمرہ کے دائرہ عظام ہونے سے عام مطلقاً ہیں۔ ایک کمرہ کے دو عظیم قطعاً متساوی بھی ہوں گے اور متحدہ مرکز بھی اور تناسف بھی اور سخن کمرہ میں مرکز واحد پر دو متساوی دائرے تناسف ہوں گے اور عظیم نہیں۔ ان دلائل میں عام سے خاص کی طرف باقی اگلے صفحہ پر *

مقدمہ ۲۔ اقول جب متساوی دائرے ایک دوسرے کے مرکز پر گزرے ہوں ان کا تقاطع تثلیث ہو گا۔ یعنی ہر ایک کی قوس کہ دوسرے کے اندر پڑے گی۔ تثلیث دائرہ ہو گی اور جتنی باہر رہے گی دو تثلیث



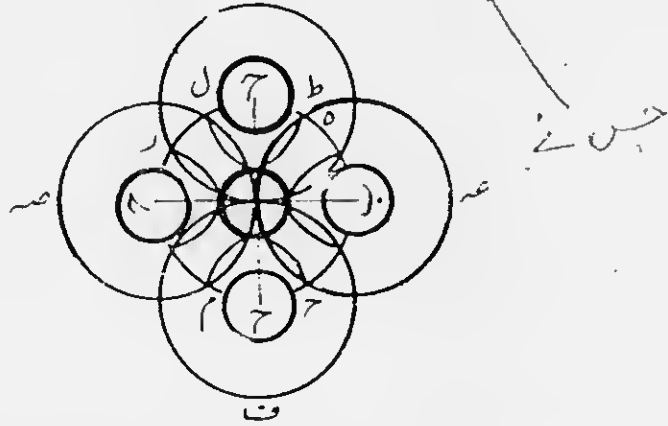
مرکزین ۵۰ نقطتین تقاطع اب نمک خطوط ملائیے کہ سب
نصف قطر اور ۴ مساوی قوتوں (۱۵، ۵، ۱، ۱، ۱، ۱) کہ اگر ۲۳۰

لاجرم ہر قوس ۶۰ درجے رہے کہ نصف قطر وتر نہیں مگر سدس درجہ کا تو
 اہب، ارب ہر ایک ۱۲۰ درجے ہے اور احب، ارب ہر ایک ۲۴۰ درجے
 ہے۔ یہاں پہلا دائرہ معدل ہے دوسرا منطقہ راس الحبل ب راس المیزان
 سرطان و جدی تو حمل ہے سنبلة تک چھ برج کہ قوس ارب میں ہے ۲۴۰
 درجے کے ہوئے اور میزان سے حوت تک چھ برج کہ قوس اہب میں ہیں ۲۴۰
 درجے کے اس کا قائل نہ ہوگا مگر مجنون تو دورہ زمین شمرہ جنون کو پرنیکس
 کی تقلید سے مان بیٹھے اور آگاہیچھا کچھ نہ دیکھا کہ وہ تمام ہیئت کا دفتر الٹ
 دے گا۔ دلیل ۶۹ اقول تمام عقلائے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع
 ہے کہ مبادرت اعتدالین ایک بہت حقیف حرکت ہے کہ ایک سال کامل
 میں پورا ایک دقیقہ بھی نہیں۔ ۵۰/۲ ہے (۲۳) بجیس ہزار آٹھ سو ستتر برس
 میں دورہ پورا ہوتا ہے (۳۲) لیکن اگر زمین منطقہ پر دائرہ ہے تو واجب کہ
 ہر سال دورہ پورا ہو جائے تاکہ تقاطع کا نقطہ ہر سہ ماہی میں تین برج طے

* ترقی ہے کہ بیات جدیدہ نے بھی معدل و منطقہ کی تسادی مانی ہے اور اس سے دورہ زمین باطل بلکہ اس سے بھی من و جو خاص تر اتحاد مرکزہ مانا ہے بلکہ ان سے بھی خاص تر تضاف بلکہ سب سے خاص تر عظام ہونا۔ ۱۳ منہ غفرلہ

کہ لیا کرے وہ حرکت کہ اکثر برس میں بھی ایک درجہ نہیں چل سکتی ہر روز ایک درجہ بڑھے۔

اب ج کہ منطقہ البروج ہے۔ مرکز فون پر جب زمین نقطہ آپر کھی معدل دائرہ سہ ہوا جتنے منطقہ کوہ راس المحل تر راس المیزان پر قطع کیا۔



جب زمین نقطہ ب پر آئی معدل دائرہ عہ ہوا اور ح راس المحل ط راس المیزان۔ جب زمین ح پر آئی معدل دائرہ ف ہوا اور ح راس المحل ک راس المیزان۔ جب آ پر آئی معدل صہ ہوا اور ل راس المحل م راس المیزان ان چاروں دائروں نے منطقہ کو بارہ مساوی حصوں پر تقسیم کیا۔ مثلاً منطقہ کی قوس اب ربع دور ہے اور حکم مقدمہ ثانیہ تقاطع دائرہ عہ سے قوس آ ۶۰ درجے تو ب ۵۰ درجے یوں ہی تقاطع دائرہ عہ سے ب ۶۰ درجے تو آ ۶۰ درجے لاجرم بیچ میں ۵۰ درجے بھی ۳۰ درجے اسی طرح ہر رابع میں پس بالضرورت چاروں بار کے راس المحل ۵۰ ح ی ل میں ۹۰ درجے کا فاصلہ تو ہر سال راس المحل تمام منطقہ پر دورہ کر آیا اور ہر سہ ماہی میں تین برج چلا ہر روز ایک درجہ بڑھ کر اس سے جمالت اور کیا ہوگی تو ذرہ زمین قطعاً باطل۔ دلیل ۷۰ اقول تمام عقلا کے عالم اور ہیئت جدیدہ کا اجماع ہیکہ

کہ حاصل نسبت ۷۱/۷۱۳ ہے ۱۲ منہ غفرلہ

اس مدار پر دورہ کرنے والا (شمس) ہوا زمین (سال بھر میں تمام برج میں
ہوتا ہے لیکن اگر یہ مدار زمین کا ہے تو ایک برج کیا ایک درجہ کیا ایک
درجہ چلنا محال۔ جب زمین آپر تھی اس المحل ء تھا تو آگے ۶۰ درجے اس سے
پہلے ہے اس الدلو تھا جب زمین ب پر آئی اب اس المحل ح ہے۔ یہ بھی
ب سے ۶۰ ہی درجے آگے ہے تو ضرورت اس الدلو ہے یوں ہی زمین جہاں
ہوگی اس المحل اُس سے ۶۰ درجے آگے رہے گا اور زمین ہمیشہ اس الدلو
ہی پر رہے گی تو برج میں انتقال ہونا درکنار۔

اور پھر تو جائزیت و ناقصیت اسباب وزن نے سکون زمین ثابت کیا
تھا۔ یہاں خود دورہ زمین نے سکون زمین برہن کر دیا ثابت ہوا کہ ابتدائے
آفرینش میں جہاں تھی وہیں اب بھی ہے اور جب تک باقی ہے وہیں رہے گی
اس سے زیادہ تاہر دلیل اور کیا ہوگی کہ دورہ ماننا ہی ساکن منوال چھوڑے۔
اہل ہیئت جدیدہ تقلید کو پرنسپل کے نشے میں ان عظیم خرابیوں سے غافل رہے
تو رہے عجب کہ آج تک ان کے رد کرنے والوں کو بھی یہ آفتاب سے زیادہ روشن
دلائل خیال میں نہ آئے دور کی باتیں بلکہ دور از کار باتیں بھی لکھا کئے فریقین
کا اس طرف خیال ہی نہ گیا کہ منطقہ کو مدار زمین مانتے ہی تمام ہیئت کا پٹا الٹ
جائے گا۔

(دلیل ۱) اقول جب ء اس المحل اور زمین ط اس الدلو پر ہے تو
ضرور ط اس المحل ہے۔ جب زمین ط پر آئی اور اس المحل ہمیشہ ۶۰ درجے
اُس سے آگے ہوگا تو اس المحل اس المحل کے بیچ میں ایک اور برج
برج ہوا۔ لا زم ہوگا

(دلیل ۲) جب ء پر آئی کہ اس المحل تھا تو اس المحل سے اس المحل ۶۰
درجے آگے ہوا۔

(دلیل ۷۳) جب پراآئی کہ راس الثور تھا اصل کہ اس سے ۳۰ درجے نیچے تھا ۶۰ درجے آگے ہو گیا والی ہذا القیاس (دلیل ۷۴) ہر برج راس الحمل سے کبھی آگے ہو گا کبھی پیچھے کہ راس الحمل سال میں ۱۲ برج پر اور وہ گھر سے گانوہ برج شمالی و جنوبی کی کوئی تعیین نہ رہی سب شمالی اور اور سب جنوبی اور ہر برج ایک وقت نہ شمالی نہ جنوبی جبکہ راس الحمل اسی پر ہو۔
(دلیل ۷۵) چاروں فصلوں کی تعیین باطل ہو گئی۔

(دلیل ۷۶) جب زمین پراآئی کہ راس الموت ہے اور راس الحمل اس سے ۶۰ درجے آگے ہے اور شک نہیں کہ اس سے ۳۰ درجے آگے راس الحمل ہے تو دو راس الحمل ہوئے تو دور راس المیزان ہوئے تو دو دائروں کا تقاطع چار جگہ ہوا اور یہ محال ہے۔ دائرے دو جگہ سے زیادہ تقاطع نہیں کر سکتے (اقلیدس مقالہ ۱۰ شکل ۱۰) بالکل صدمہ ہا (استحالہ) ہیں۔ دیکھو دورہ زمین ماننے نے کیا کیا آفت جوتی تمام ہیأت دریا برد و گاو و خور و کمر دی۔

(دلیل ۷۷) اقول تمام عقلائے عالم وہیات جدیدہ کا اجماع ہے کہ معدل سے منطقہ کا میل کلی بتانے والا دائرہ جسے دائرہ میلہ کہتے ہیں ایک متعین دائرہ ہے جس کی قوس کہ اُن کے منتصف محل تقاطع پر گزرتی ہے خود ایک مقدار معین رکھی ہے نہ یہ کہ چھوٹی بڑی قوسیں (محمل) ہوں جن سے میل کی تحدید نہ ہو سکے لیکن اگر منطقہ مدار زمین ہے تو ایسا ہی ہوگا اور تحدید میل ناممکن ہوگی اس تحدید کے لئے ضروری ہے کہ وہ دونوں دائرے برابر ہوں کہ تیسرا ان کا مساوی ان کے اقطاب پر گزارا جائے اور وہ میل بتائے اگر تقاطع دائرے چھوٹے بڑے ہوں تو میلہ کی تعیین کہاں سے آئے گی۔ چھوٹے کے برابر تو بڑے کے برابر کیوں نہ ہو و بالعکس اور دونوں سے مختلف لو تو کیا وجہ اور پھر کتنا مختلف لو اور پھر صغر کی طرف یا کبر کی جانب کوئی تعیین نہیں اور شک نہیں کہ ان سب محتمل دائروں کی قوسیں مختلف ہو گئیں اور ان میں جو ایک لو اس کی قوس کی قیمت چھوٹے کے لحاظ سے اور بڑے کے لحاظ سے اور ہوگی۔ غرض تحدید میل کی طرف

کوئی راہ نہ رہے گی اور ہم دلیل ۵ میں ثابت کر چکے کہ منطقہ کو مدار زمین مان کر
معدل و منطقہ کی مساوات محال تو تجدید میل محال گمردہ قطعاً (یعنی) جاعی ہے
لاجرم دورہ زمین باطل۔

(دلیل ۷۸) اقول بفرض غلط مساوات بھی لے لو مثلاً خود اپنی ہیئت جدیدہ
کے اقرارات و تصریحات و عملیات سب پر خاک ڈال کر یہیں کا یہیں مدار زمین
کے برابر ایک دائرہ موازی خط استوا لے کر اس کا نام معدل رکھ لو (اور اب
میل کا حساب است آئے گا۔ تمام عقلائے عالم و ہیات جدیدہ کا اجماع ہے
کہ میل کلی ہزاروں برس سے ۲۴۱۲۳ درجے کے اندر ہے (۲۳۱۲۹) لیکن زمین
دورہ کرتی ہے تو اب میل کلی پورا ۶۰ درجے آئے گا اور مقسودی دائرے کہ ہر
ایک دوسرے کے مرکز پر گزرا ہو (مقدمہ ۱) ان کا بعد ہمیشہ ان کے نصف قطر
کے برابر ہوگا۔



(ح ۱) مرکز و پیر اور (ح ۲) مرکز و پیر پر توجہ یا راہ بعد ہے
کہ ہر ایک نصف قطر ہے۔ یہ سطح مستوی میں تھا جس میں نصف قطر یعنی ۶۰ درجہ
قطر یہ کی قیمت درجات محیطیہ سے (۵۴، ۱۴، ۲۰، ۳۰، ۱۵) ہے لیکن کرے پر
بعد دائرے سے لیا جاتا ہے تو ان کا مساوی دائرہ میلیہ کہ نقطتین ح ۵ یا راہ پر
گزرے گا یہ نصف قطر اس کا وتر ہوگا تو دائرہ البروج کا میل ۲۴-۲۳ کی جگہ
کامل ۶۰ درجے آئے گا اور یہ سب کے نزدیک باطل تو دورہ زمین قطعاً ہم باطل
(دلیل ۷۹) اقول جتنے مسائل کرہ سماوی پر بذریعہ علم مثلث کرہ دی
حل کئے جاتے ہیں جن کے مثلث میں ایک قوس دائرۃ البروج کی ہو۔ خصوصاً
جب کہ دوسری قوس معدل کی ہو۔ جیسے کوکب کے میل و مطالع قمر سے اس کے

۶۱ ب

۶۵-۶۱-۶۰-۵۹-۵۸-۵۷-۵۶-۵۵-۵۴-۵۳-۵۲-۵۱-۵۰-۴۹-۴۸-۴۷-۴۶-۴۵-۴۴-۴۳-۴۲-۴۱-۴۰-۳۹-۳۸-۳۷-۳۶-۳۵-۳۴-۳۳-۳۲-۳۱-۳۰-۲۹-۲۸-۲۷-۲۶-۲۵-۲۴-۲۳-۲۲-۲۱-۲۰-۱۹-۱۸-۱۷-۱۶-۱۵-۱۴-۱۳-۱۲-۱۱-۱۰-۹-۸-۷-۶-۵-۴-۳-۲-۱

سہ خاص اس مسئلہ میں ہمارا ایک رسالہ ہے۔ البرہان القویہ علی العرض و التقویم
جس میں اٹھارہ صورتیں قائم کر کے انہیں چھ کی طرف راجع کیا پھر ہر ایک میں ختی باقی اگلے صفحہ پر

عرض و تقویم کا استخراج منطقہ کو مدار زمین ماننے سے سب باطل ہو گئے کہ اس کا مبنی کردہ
سمادی پر منطقہ کا غلطیہ ہوتا ہے۔ بالخصوص اس کا مبنی یہ ہے کہ منطقہ و معدل دونوں
مساوی دائرہ ہیں اور دونوں کا مرکز ایک ہو اور دونوں کا تقاطع تناسف پر ہو بخلاف
دونوں ایک کردہ کے غلطیہ ہوں اور ہم ثابت کر چکے کہ منطقہ مدار زمین ہو کر یہ سب محال
لاجرم دورۂ زمین باطل خیال۔

یہ لغو امر
ہے ورنہ

شقیں متحمل ہیں جن کا مجموعہ ۳۵ ہے سب کو سب کی اور ان پر تو امرات بیان کئے
کہ ہر صورت میں کیونکر میل الطالع سے تقویم و عرض نکالیں دونوں کے جدا جدا نکالنے کے
بھی طریقے بتائے۔ پھر تقویم سے عرض اور عرض سے تقویم معلوم کرنے کے پھر جملہ طرق پر براہین
ہندسیہ شکل شمسی و ظلی سے قائم کیں۔ یہ سب بیان تو اس رسالہ پر محمول۔
اصول علم الہیات ۹۷ میں بھی چند سطر کے اس تو امر کے ذکر میں لکھیں جنہیں عجیب
خطائے فاحش کی شکل یہ بنائی۔



یہ خط استوائی (معدل النهار) اس کا قطب ی س دائرۃ البروج اس کا قطب ق م ہے
کو کب ف ق یعنی (میلیہ) اور ر ق یعنی (عرضیہ) بنائے ق ق پر ب ق
عمود کرایا۔ ف ق تمام میل ہے اور ر ق یعنی مابین القطبین یہ ق ق میل

کلی کہ اس الحمل زاویہ ق ق تمام مطالعہ زاویہ میں ر ق تمام تقویم ر ق تمام عرض
ہے یہاں تک یہ سب آگے مثلث ف ق ب قائم الزاویہ سے ف ب پھر اس سے
میل کلی ر ق ملا کر ر ق معلوم کیا اور اس سے زاویہ ر ق کہ تمام تقویم ہے یوں تقویم معلوم
ہوئی۔ اب عرض معلوم کرنے کو مثلث ر ق ب قائم الزاویہ لیا۔ جس کی ر ب زاویہ
ر معلوم ہوئے ہیں ان سے ر ق تمام عرض جان کر عرض معلوم کیا یہ بدستہ باطل
ہے جب ف ق قائم ہے ر ق کیونکر قائم ہو سکتا ہے۔ جزو کل برابر ہو نہیں اس سے عرض
نہیں واقف فن جاننا ہے کہ اسی شکل میں کشتی جگہ سے منطقہ
کا مدار زمین ہونا باطل ہوا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

منہ

(۵ لیل ۸۰) اقول یہاں چند مقدمات نافعہ ہیں دوشی میں اضافی متقابل منضاً نسبتیں کہ شئی واحد میں دوسری کے لحاظ سے باعتبار واحد جمع نہ ہو سکیں دوشی میں۔ اول اعتباری محض جس کے لئے کوئی منشاء واقع میں متعین نہیں۔ لحاظ و اعتبار سے تعین ہوتا ہے تو ہر شئی اُسی دوسری کے اعتبار سے اُن دونوں ضدوں سے مقصوف ہو سکتی ہے۔ جیسے اشیاء کی گنتی میں ادھر سے گنوں تو یہ اول وہ دوم ہے ادھر سے گنوں تو عکس ہے کہ اُن کے اول و ثانی ہونے کے لئے واقع میں کوئی منشاء متعین نہیں تمہارے لحاظ کا تابع ہے۔ جدھر سے گنتی شروع کر دو وہی اول ہے۔ دوم واقعی جس کے لئے نفس الامر میں منشاء متعین یہاں دوشی میں ایک کیلئے ایک ضد متعین ہوگی دوسری کے لئے دوسری۔ ہم کسی دوسرے لحاظ سے اُن میں تبدیل نہیں کر سکتے کہ اُن کا منشاء ہمارے لحاظ کا تابع نہیں۔ جیسے تقدم و تاخر زمانی مثلاً سہ پہر یقیناً سہ سے پہلے ہے۔ اسی طرح نہیں کہہ سکتے کہ سہ پہر پہلے ہوا بعد ایک آیا۔ (ع۲) ان واقعات میں شئی واحد کو دوسرے کے لحاظ سے دونوں ضدیں عارض ہو سکتی ہیں۔ یہ تغیر نسبت نہ ہوا بلکہ تغیر متعین مگر ایک ہی شئی کے لحاظ سے ممکن نہیں کہ تغیر نسبت ہے۔ مثلاً سہ پہر سے پہلے ہے سہ پہر سے بعد لیکن اُن میں ایک کی نظر سے دونوں نہیں ہو سکتے۔ زید بن عمرو بن بکر میں عمرو بیٹا بھی ہے اور باپ بھی مگر دو شخص کے لئے عمر و ایک کا باپ ہو اور اسی کا بیٹا بھی یہ محال ہے (ع۳) ان واقعی نسبتوں میں بعض وہ ہیں کہ شئی کو بالعرض بھی عارض ہوتی ہے اگرچہ بالعرض میں بنظر ذات ایک ہی شئی کے اعتبار سے دونوں ضدوں کی غالبیت ہوتی ہے مگر یہ اس میں بھی محال ہے کہ وقت واحد میں دو اعتبار مختلف سے دونوں ضدیں مان سکیں ورنہ نسبت اعتباریہ مثلاً زید سہ میں پیدا ہوا

مقدمہ

کسی

اردو

عمر دسے کہ سترہ میں ہوا۔ عمر میں بڑا ہے اب یہ نہیں کہہ سکتے کہ کسی دوسرے اعتبار سے عمر زید سے عمر میں بڑا ہے اگرچہ ان کی ذات کی نظر سے یہ محال نہ تھا کہ عمر و سترہ میں پیدا ہوتا اور زید سترہ میں۔ عمر میں بڑا چھوٹا ہونا منعکس ہو جاتا۔

(۴) فوق و تحت اُن ہی نسبت واقعہ سے ہیں۔ چھت اوپر ہے اور صحن نیچے۔ تم جب زمین پر کھڑے ہو تمہارا سر اوپر ہے اور پاؤں نیچے۔ کوئی عاقل ہرگز نہ کہے گا کہ یہ زید و بالا واقعی نہیں نہ اعتباری ہے۔ کسی دوسرے لحاظ سے چھت نیچے ہے اور صحن اوپر تمہارا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر یعنی واقع میں نہ چھت اور سر اوپر ہیں اور نہ پاؤں اور صحن نیچے بلکہ غدیہ کی طرح ہمارے اعتبار کے تابع ہیں ہم چاہیں تو سر اور چھت کو اونچا سمجھ لیں چاہے پاؤں اور صحن کو کیا مجنوں کے سوا کوئی ایسا کہہ دے گا (۵) جب یہ نسبت واقعہ ہے تو اس کے لئے نفس الامر میں ضرور کوئی منشاء متعین ہے جو کسی کے لحاظ و اعتبار کا تابع نہیں۔ وہ فوق کے لئے تمہارا سر یا چھت خواہ تحت کے لئے تمہارے پاؤں یا صحن نہیں اگر تمہیں لٹا کھڑا کیا جائے تو سر نیچا ہو جائے گا اور پاؤں اوپر۔ یوں ہی اگر شہر لوٹیاں کی طرح معاذ اللہ مکان الٹ جائے تو صحن اوپر ہو گا چھت نیچے تو معلوم ہوا کہ ان کو یہ نسبتیں بالذات عارض نہیں بلکہ بالعرض و منشاء کچھ اور ہے جسے ان کا عرض بالذات ہے اور اس کے واسطے سے چھت اور سر کو۔

(۶) نسب متقابلہ واقعہ میں کبھی دونوں جانب تحدید یعنی حد بندی ہوتی ہے۔ مثلاً زید کا ولد اول و ولد اخیر نہ اول سے پہلے اس کا کوئی ولد ہو سکتا ہے ورنہ یہ اول نہ ہو گا نہ آخر کے بعد ورنہ آخر نہ ہو گا اور کبھی صرف ایک طرف تحدید ہوتی ہے۔ دوسری جانب اُس کے مقابلے پر غیر محدود مرسل رہتی ہے۔ جیسے کسی شے سے اتصال و انفصال، اتصال محدود ہے اُس میں کمی و بیشی کی راہ محدود و مقررہ انفصال کے لئے کوئی حد نہیں جتنا بھی فاصلہ ہو گا انفصال ہی رہے گا ہاں نسبت اعتباریہ

میں کسی طرف تحدید ضرور نہیں کہ وہ تابع اعتبار ہیں۔ فوق و تحت نسبت واقعہ سے ہیں تو ضرور اُن میں تو ایک جانب تحدید ضرور ہے ورنہ اعتبار محض رہ جائیگا ہر تحت سے تحت اور ہر فوق سے فوق متصور تو کسی کا کوئی منشا متعین نہیں ہے۔ چاہو تحت فرض کر لو تو بالقیہ سب فوق ٹھہریں گے پھر اور کو تحت فرض کر دو تو یہ سب فوق ہو جائے گا اور وہ فوق تحت لاجرم اُن کی تحدید میں تین صورتوں سے ایک لازم یا تو دو متقابل چیزیں بالذات فوق و تحت ہوں کہ نہ فوق بالذات سے اور پر ممکن ہے نہ تحت بالذات سے نیچے۔ باقی اشیاء کہ اُن کے اہم ہیں جو فوق سے قریب ہو فوق بالعرض ہے جو تحت سے قریب ہو تحت بالعرض ہے اور اُن میں ہر شے دو چیز اقربا و ابعد کے لحاظ سے فوق و تحت دونوں یہ صورت دونوں طرف تحدید کی ہوگی یا فوق بالذات متعین ہو کہ اس سے تفوق محال اور اس کے مقابل غیر محدود جتنے چلے جاؤ سب تحت ہے اور ہر اسفل سے اسفل تک ممکن یا تحت بالذات متعین ہو کہ اُس سے تسفل ممتنع اور اس سے محاذی یا متنائی جتنے بڑھو سب فوق ہے اور ہر بالا سے بالاتر متصور تینوں صورتیں اپنی ذات میں تحت و فوق کے نسبت واقعہ ہو چکی ہیں۔ اب تمام عقلائے عالم کے اتفاق سے تحت محدود ہے۔ فوق کی تحدید کہ ہر ایک شے پر جا کر فوقیت منتہی ہو جائے اور اس سے (فوق) ناممکن ہو بالضرورت واقعیت ہو نہیں سکتی کہ وہ تو حاصل ہو چکی اور خارج سے اُس پر کوئی دلیل نہیں تو اُس کا ماننا جرات ہے۔

فلسفہ قدیمہ کا رد بعونہ تعالیٰ ندیل جلیل میں آتا ہے۔ یہاں اُس کی حاجت نہیں اور بنیات جدیدہ کا اتفاق ہے کہ فوق محدود نہیں۔ مسئلہ تنائی ابعد ہم پر وارد نہیں کہ ہمارے نزدیک فضائے خالی بعد موہوم ہے کہ انقطاع وہم سے منقطع ہو جائے گا جب پھر تو ہم کہو گے اور آگے بڑھے گا اور کسی حد پر منتہی نہ ہو گا کہ اس کے اوپر متوہم نہ ہو سکے تو شق ثالث متعین ہوئی یعنی تحت بالذات متعین ہے اُس کے سوا کوئی تحت اُس سے جو قریب ہے وہ تحت اضافی ہے۔

جو بعید ہے وہ فوق تا غیر نہایت ہے۔

----- کہ تحت کے سب اطراف یکساں ہیں۔ ایک کو دوسرے پر

ترجیح نہیں کہ ایک طرف بعد زائد دوسری طرف کم بلکہ جو سب طرف لامتناہی

مگر متناہی

ہے سب طرف برابر ہے کہ دنیا منہی کہ ایک مبدا سے شروع ہوں اور امتداد میں کم و بیش نہیں ہو سکتے

ورنہ جو کم رہا متناہی ہو گیا۔ تو لازم کہ تحت حقیقی تمام امتدادوں کی وسعت میں ایک شئی موجود متعین

ہو چکے ہر طرف فوق ہوا و تحت کا اشارہ ہر جانب سے اسی پختہ ہو امتداد جو آگے بڑھے فوق کی طرف

وہ نہیں سے ظاہر ہے کہ تحت بالذات کا ایک نقطہ غیر متجزیہ ہونا لازم ورنہ جسم یا سطح یا خط میں نقاط کثیرہ

فرض ہو سکتے ہیں، جن کی طرف اشارہ حتیہ جدا جدا ہو گا اور ایک دوسرے سے بعید

تر ہو گا تو خود اُن میں فوق و تحت ہونگے اور تحت حقیقی ایک نقطہ ہی رہے گا۔

(۹) یہ نقطہ متعین جس کے جمیع جہات سے وسط جملہ امتدادات ہونے

نے اُسے مرکز کرہ بنایا ضرور ہے کہ کسی کرہ موجودہ کا مرکز ہو جو بالذات تحت

ہونے کے لئے متعین ہونہ یہ کہ کسی اعتبار و اصطلاح پر ہو ورنہ نسبت و اقصیہ نہ

رہے گی۔ فضائے خالی میں کوئی نقطہ اصلاً تمیز ہی نہیں رکھتا۔ ہمارے اعتبار

سے متمیز ہو گا نہ کہ تحت ہونے کے لئے بالذات متعین

(۱۰) ضرور ہے کہ اس مرکز کو حرکت اینیہ نہ ہو ورنہ دو چیزیں کہ اُن میں ایک

فوق اور دوسری تحت تھی۔ ایک ہی جگہ رکھے رکھے بدل جائیں۔ حرکت اینیہ سے

ممکن کہ وہ مرکز فوق کے قریب آجائے اور تحت سے بعید ہو جائے تو باوصف

اپنی اپنی جگہ ثابت رہنے کے لئے فوق تحت ہو جائے اور تحت فوق اور اسے کوئی

عاقل قبول نہ کرے گا۔ مثلاً ایک مکان کسی دوسرے مقام پر ہے جس کا صحن اُس

تحت ذاتی سے قریب ہے اور سقف دور۔ اب وہ مرکز متحرک ہو کر اُوپر آجائے تو

چھت اُس سے قریب ہو جائے گی اور صحن دور۔ اب کنا پڑے گا کہ بیٹھے بٹھائے

سیدھے مکان کی چھت نیچے ہو گئی اور صحن اُوپر۔ یوں ہی وہاں جو آدمی کھڑا ہو بیچارہ

بدستور کھڑا ہے مگر سر نیچے ہو گیا اور ٹانگیں اُوپر۔ جب یہ مقدمات مہر ہو لیے

ق
و

X

اب ہم دیکھتے ہیں کہ جب تم زمین پر سیدھے کھڑے ہو تمہارے سر کی جانب جہت فوق تا دور چلی گئی ہے تو بجکم مقدمہ ششم ضرور ہے کہ پاؤں کی جانب جہت تحت کسی حد کی جانب منتہی ہو جائے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ اس کمرہ زمین میں ہے یا اُس کے بعد لیکن بلاشبہ معلوم اور ہر عاقل کو معقول کہ جس طرح تم اس طرف زمین کے اوپر ہو اور تمہارا سر اور نچا پاؤں نیچے یوں ہی امریکہ میں یا تمام سطح زمین میں کسی جگہ کوئی گھڑا ہوا اُس کی بھی یہی حالت ہوگی۔ امریکہ والوں کو یہ نہ کہا جائے گا وہ زمین پر نہیں بلکہ زمین اوپر ہے یا اُن کا سر اوپر نہیں بلکہ ٹانگیں اوپر ہیں تو روشن ہوا کہ وہ حد زمین ہی کے اندر ہے اور اُس کا مرکز تحت حقیقی ہے تو بجکم مقدمہ عاشہ کمرہ زمین ساکن ہوا اور اُس کی حرکت ایسی باطل۔

(دلیل ۸۱) اقول وہ کمرہ موجود جس کا مرکز تحت حقیقی ہے۔ فلک ہے یا شمس یا ارض یا اور کوئی سیارہ یا ثابتہ یا قمر۔ اول تو ہیأت جدیدہ مان نہیں سکتی کہ وہ وجود افلاک ہی کے قائل نہیں دوم ضرور اُس کا مدعا ہے کہ شمس کو ساکن فی الوسط مانتی ہے۔ ضرور کہ اہل ہیأت جدیدہ جب دو پہر کو زمین پر سیدھے کھڑے ہوں تو سر نیچے ہو اور ٹانگیں اوپر اس لئے کہ سر تحت حقیقی سے قریب ہے اور پاؤں دور۔ جب زمین کی حرکت مستدیر قریب غروب اس حالت پر لائے کہ سر اور پاؤں کا فعل مرکز شمس سے برابر رہ جائے تو اب نہ سر اوپر نہ پاؤں۔ ہاں آدھی رات کو اُدیت پرائیں کہ سر اوپر ہو جائے کہ تحت سے بعید ہے اور پاؤں نیچے کہ قریب ہیں۔ جب بعد طلوع پھر وہی حالت تساوی ہو سر اور پاؤں دوبارہ برابر ہو جائیں۔ جب دو پہر ہو پھر سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہو جائیں۔ ہمیشہ بے جنبش کئے یوں ہی فلا بازیاں کھائیں۔ یہی حال ہر روز صحن و سقف کا ہو کہ کبھی صحن اوپر اور پھت نیچے کبھی بالعکس یہی حال زمین میں قائم درختوں کا کہ آدھی رات کو جڑ نیچے ہے اور شاخیں اوپر۔ دو پہر ہوتے ہی پیڑ تو بدستور رہے مگر شاخیں نیچے ہو گئیں اور جڑ اوپر۔ دو پہر کے وقت جو بخار یا دھواں اٹھے کہو کہ نیچے گرا جو پتھر گرے کہو کہ اوپر اڑا یوں ہی بے شمار استحالے ہیں۔

دیکر سیارہ واقار و ثوابت کا بھی یہی حال ہے کہ اُن میں جس کسی کا بھی مرکز لوگے ایسے ہی استحالے ہوں گے۔ لاجرم مرکز زمین ہی وہ مرکز ساکن ہے اور زمین کی حرکت انیس باطل۔

(دلیل ۸۲) اقول ہر عاقل جانتا ہے کہ جہات ستہ میں چپ و راست پس و پیش پہلو بدلنے سے بدل جاتے ہیں۔ مشرق کو مونہہ کر و تو مشرق آگے، مغرب پیچھے جنوب واپس شمال بائیں ہے اور مغرب کی طرف متوجہ ہو تو سب بدل جائیں گے کہ اُن میں تمہارے اعضاء مونہہ اور پیٹھ اور بازوؤں کا اعتبار ہے۔ یہ جس طرف ہوں گے وہ سمت پیش و پس و اس و چپ ہوگی مگر زیر و بالا

میں تمہارے سر و پا کا اعتبار نہیں کہ جدھر (سیدھے) وہ اوپر ہے اور جدھر پاؤں

وہ نیچے بلکہ وہ جہتیں خود متعین ہیں۔ سیدھے کھڑے ہونے میں جو جانب فوق اور دوسری طرف تحت ہے۔ اُٹھے ہو جاؤ جب بھی فوق و تحت وہی رہیں گے۔ اب یہ نہ ہوگا کہ سر کی طرف اوپر اور پاؤں کی طرف نیچے بلکہ یہ ہوگا کہ اب تمہارا سر نیچے اور پاؤں اوپر ہیں۔ اگر مرکز شمس جیسا کہ ہیات جدیدہ کا گمان ہے وہ مرکز ساکن و تحت تحقیقی ہو زیر و بالا کی بھی وہی حالت ہو جائے گی جو اُن چاروں

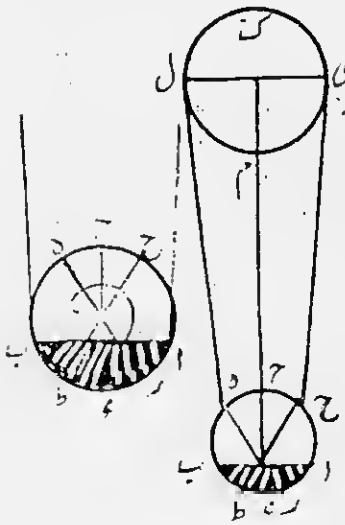
جہات کی تھی۔ جب آفتاب طلوع سے ایک خفیف (دو لہر کے بعد یا غروب سے ایک خفیف دو لہر پہلے) افق حتیٰ کی محاذات میں آئے تو اگر اُس کی طرف پاؤں کر کے لیٹو تو سر اوپر ہے اور پاؤں نیچے کہ مرکز شمس سے قریب تر ہیں اور اُسی وقت سر جانب شمس کمر کے لیٹ جاؤ تمہارا سر نیچا ہو گیا اور ٹانگیں اوپر کہ اب سر مرکز شمس سے قریب ہے۔ اسی طرح جو سیارہ یا ثابۃ یا قمر لو یہی حالت ہوگی سوائے زمین کے کہ اُس کا مرکز تحت تحقیقی ماننے سے سب شکلیں ٹھیک رہتی ہیں۔ لاجرم وہ مرکز ساکن ہے اور حرکت زمین باطل۔

(دلیل ۸۳) اقول ہر عاقل جانتا ہے کہ حرکت موجب سخونت و حرارت ہے۔ عاقل درکنار ہر جاہل بلکہ ہر مجنون کی طبیعت غیر شاعرہ اس مسئلہ سے واقف ہے۔

لہذا جاڑے میں بدن بشدت کا پینے لگتا ہے کہ حرکت سے حرکت پیدا کرے بھیگے ہوئے کپڑوں کو ہلاتے ہیں کہ خشک ہو جائے یہ خود بہت ہی ہونے کے علاوہ بہت جدیدہ کو بھی تسلیم۔ بعض وقت آسمان سے کچھ سخت اجسام نہایت سوز و نشتل کرتے ہیں۔ جن کا حدوث بعض کے نزدیک یوں ہے کہ قمر پتھر کے آتشی پہاڑوں سے آتے ہیں کہ شدت اشتعال کے سبب جاذبیت قمر کے قابو سے نکل کر جاذبیت ارض کے دائرے میں آکر گر جاتے ہیں۔ اس پر اعتراض ہو کہ زمین پر گرنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں سرد ہو جاتے ہیں۔ یہ لاکھوں میل کا فاصلہ طے کرنے میں کیوں نہ ٹھنڈے ہو گئے؟ اس کا جواب یہی دیا جاتا ہے کہ اگر وہ سرد ہی چلتے یا راہ میں سرد ہو جاتے جب بھی اُس تیز حرکت کے سبب آگ ہو جاتے کہ حرکت موجب حرارت اور اُس کا افراط باعث اشتعال ہے۔ اب حرکت زمین کی شدت اور اس کے اشتعال وحدت کا اندازہ کیجئے۔ یہ مدار جس کا قطر اٹھارہ کروڑ اٹھاون لاکھ میل ہے اور اُس کا دورہ ہر سال تقریباً تین سو پینسٹھ دن پانچ گھنٹے اٹالیس منٹ میں تمام ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ حرکت حرکت زمین ہوتی یعنی ہر گھنٹے میں اڑسٹھ ہزار میل کہ کوئی تیز سے تیز ریل اس کے ہزارویں حصے کو نہیں پہنچتی پھر یہ سخت قاصر حرکت نہ ایک دن نہ ایک سال نہ سو برس بلکہ ہزار ہا سال سے لگاتار بے فتور دائمہ مستمر ہے تو اُس عظیم حدت و حرارت کا کون اندازہ کر سکتا ہے جو زمین کو پہنچتی واجب تھا کہ اُس کا پانی کب کا خشک ہو گیا ہوتا، اُس کی ہوا آگ ہو گئی ہوتی زمین دہکتا انگارہ بن جاتی جس پر کوئی جاندار سانس نہ لے سکتا پاؤں رکھنا تو بڑی بات ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ زمین ٹھنڈی ہے، اُس کا مزاج بھی سرد ہے، اُس کا پانی اُس سے زیادہ خشک ہے، اُس کی ہوا خوشگوار ہے تو واجب کہ یہ حرکت اُس کی نہ ہو، بلکہ اُس آگ کے پہاڑ کی جسے آفتاب کہتے ہیں جسے اُس حرکت کی بدولت آگ ہونا ہی تھا۔ یہی واضح دلیل حرکت یومیہ جس سے طلوع اور غروب کو اکب ہے زمین کی طرف نسبت کرنے سے مانع ہے کہ اُس میں زمین

ہر گھنٹے میں ہزار میل سے زیادہ گھومے گی۔ یہ سخت دورہ کیا کم ہے۔ اگر کہئے یہی امتحان
 قمر میں ہے کہ اگرچہ اُس کا مدار چھوٹا ہے مگر مدت بارہویں حصے سے کم ہے کہ گھنٹے میں
 تقریباً سو اود ہزار میل چلتا ہے۔ اس شدید صریح حرکت نے اُسے کیوں نہ گرم
 کیا۔ اقول یہ بھی ہیات جدیدہ پر وارد ہے جس میں آسمان نہ مانے گئے۔ فضا نے
 خالی میں جنبش ہے تو ضرور چاند کا آگ اور چاندنی کا سخت و صوب سا گرم ہو جانا
 تھا لیکن ہمارے نزدیک کل فی فلک سبحان ہر ایک ایک گھیرے میں بیترتا ہے
 ممکن کہ فلک قمر یا اُس کا وہ حصہ جتنے میں قمر شناوری کرتا ہے خالق حکیم عزوجل
 نے ایسا سرد بنایا ہو کہ اُس حرارت حرکت کی تعدیل کرتا اور قمر کو گرم ہونے
 دیتا ہو جس طرح آفتاب کے لئے حدیث میں ہے کہ اُسے روزانہ برف سے ٹھنڈا
 کیا جاتا ہے ورنہ جس چیز پر گزرتا جلا دیتا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(دلیل ۸۴) اقول زمین کی حرکت یومیہ یعنی اپنے محور پر گھومنے کا سبب ہر چیز
 کا طالب نور و حرارت ہونا ہے یا جذب شمس سے نافریت۔ (ع ۳۳) بہر حال تقاضا
 طبع ہے اور اس کے لئے متعدد واسطے تھے اگر زمین مشرق سے مغرب کو جاتی جب
 بھی دونوں مطلب بعینہ ایسے ہی حاصل تھے جیسے مغرب سے مشرق کو جانے
 میں پھر ایک کی تخصیص کیوں ہوئی یہ ترجیح بلا مرجح ہے جو قوت غیر شاعرہ سے ناممکن
 لہذا زمین کی حرکت باطل۔



(دلیل نمبر ۸۵) اقول یہ دونوں وجہ پر واجب تھا کہ خط استوا دائرہ البروج کی
 سطح میں ہو ی ک ل م شمس ہے اور ا ح ب ا زمین
 کی ا ل ب دونوں کو تماس ہیں تو زمین کا قطعہ ا ح ب نصف

ہیات جدیدہ کو تسلیم کہ اُس نے اپنی تحریرات ریاضی میں بلاہین ہندسہ
 سے ثابت کیا کہ چھوٹا کرہ جب بڑے کے محاذی ہو تو باقی اگلے صفحہ پر

سے بڑا شمس کے مقابل اور اس سے سینئر اور قطبہ آب نصف چھوٹا مارا گیا اور اس سے سینئر ہے اور سطح دائرہ البروج اور خط استوا خط قطبین سے ہے اور مرکز شمس یعنی مرکز زمین ہے اور مرکز شمس ملازم دائرہ البروج ہے۔ جہاں سے میل کی ہیں اور ظاہر ہے کہ قطعی میل میں ارفع نقاط میں

میل ۲۰ ہے اور قطبہ آب یا گمہ کو اقصر خطوط (واپس) ہے تو زمین شمس سے قریب تر نقطہ آج ہے پھر ہر طرف (وہاں) تک بعد بڑھا گیا ہے یہاں تک کہ ان کے بعد مقابلہ (استثنا) کا اصلاً تر تو سب سے زیادہ جذب آج پر ہے اور جاذبیت و نافریت مساوی ہیں (۶) تو واجب کہ سب سے زیادہ نافریت بھی نہیں ہوگا اور کمرہ

استثنا ۲ متحرک میں سب سے زیادہ نافریت منطقہ یزیدکہ وہی دائرہ سب سے بڑا ہے پھر قطبین تک اس

کے موازی چھوٹے ہوتے گئے ہیں یہاں تک کہ قطبین پر حرکت ہی نہ رہی تو واجب تھا کہ ح (ط)

حرکت محوری زمین کا منطقہ یعنی خط استوا ہوتا لیکن ایسا نہیں بلکہ منطقہ ۵ رہے تو جہاں جاذبیت کم ہے وہاں نافریت زائد ہے اور جہاں زائد ہے وہاں کم اور یہ باطل ہے لاجرم حرکت زمین باطل ہے۔ یوں ہی طلب نور و حرارت کے لئے آب کے نیچے جو اجزاء ہیں وہ آگے بڑھتے اور اپنے اگلے اجزاء کو بڑھاتے اور حرکت منطقہ ۲ پر پیدا ہوتی نہ (ط) کے نیچے جو اجزاء نور و حرارت پار ہے ہیں۔ وہ آگے بڑھتے اور حرکت منطقہ ۵ پر ہوتی۔

(دلیل ۸۶) اقول حرکت و صنعہ میں قطب سے قطب تک تمام اجزاء محور

بڑے کا چھوٹا قطعہ چھوٹے کے بڑے قطعے کے مقابل ہوگا۔ خطوط ماسہ بڑے کرے سے اُس کے قطر کے ادھر دوسری آل سے نکلیں گے اور چھوٹے کرے کے قطر سے ادھر دوسرا آب کے کناروں پر مس کریں گے لہذا شمس سے زمین کے استثناء سے میں نصف شمس سے کم منہ اور نصف ارض سے زیادہ سینئر ہوتا ہے اور قمر سے زمین کے استثناء سے میں بالعکس

ساکن ہوتے ہیں اور ہم نمبر ۳۳ میں ثابت کر آئے کہ زمین کی یہ حرکت اگر ہے تو ہرگز تمام کرے کی حرکت واحدہ نہیں جس کے لئے قطبین و محور ہوں جب کہ ہر جزہ کی جدا حرکت ایسی ہے کہ ہر جزہ میں نافریت اور طلب نور و حرارت ہے تو اجزاء محور کا سکون بے معنی نہ کہ وہ بھی خط ۷۲ پر جہاں جاذبیت ہے نہ قوت اور اُس کے بعد تک مقابلہ باقی ہے تو بطلان حرکت زمین میں کوئی شبہ نہیں۔ ۹۰ (۱) الحمد

(دلیل ۸۷) اقول ہماری تقریر ۳۳ سے واضح کہ اجزاء زمین میں متدافع ہے۔ اولاً اجزاء کی حرکت ایسی ہے اور ہر ایسیہ میں قوت دفع ہے کہ وہ مکان بدلتی ہے جو اُس کی راہ میں پڑے اُسے ہٹاتی ہے مثلاً نیپا یہاں اسی قدر نہیں بلکہ اجزاء کی چال مضطرب ہے تو متدافع نہیں تلاطم ہے۔ حرکت محوری اگر جاذبیت و نافریت سے ہو جس طرح ہم نے نمبر ۳۳ میں تقریر کی جب تو ظاہر کہ قرب مختلف تو جذب مختلف تو نافریت مختلف تو چال مختلف تو اضطراب حاصل ورنہ اُس کی کوئی بھی وجہ ہو۔ بہر حال اصول بیانات جدیدہ پر یہ احکام یقیناً ثابت کہ بعض اجزاء ارض کا مقابل شمس اور بعض کا حجاب میں ہونا قطعی (۲) مقابلہ زمین قرب و بعد اور خطوط واصلہ کا عمود منحرف ہونے کا اختلاف یقینی (۳) ان اختلافات سے جاذبیت میں اختلاف ضروری (۴) اس کے اختلاف سے نافریت میں کمی بیشی لازمی (۵) اُس کی کمی بیشی سے چال میں تفادت حتمی (۶) اس تفاوت سے اجزاء میں تلاطم و اضطراب ان میں سے کسی مقدمہ کا انکار ممکن نہیں تو حکم متیقن تو واجب کے معاذ اللہ زمین میں ہر وقت حالت زلزلہ رہے۔ ہر شخص اپنے پاؤں کے نیچے اجزاء زمین کو سرکنا تلاطم کرتا پایا کئے اور آدمی کا زمین کے ساتھ حرکت عرضیہ کرنا اس احساس کا مانع نہیں۔ جیسے ریل میں بیٹھنے سے ہال محسوس ہوتی ہے خصوصاً پرانی گاڑی میں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ ایسا نہیں تو حرکت محوری یقیناً باطل۔ مقام شکر ہے کہ خود بیانات جدیدہ کا اقرار اُس کا آزار۔

کسی نے کہا تھا کہ زمین چلتی تو ہم کو چلتی معلوم ہوتی۔

اُس کا جواب یہی دیا کہ زمین کی حرکت اگر مختلف ہوتی یا اُس کے اجزاء جدا جدا حرکت کرتے ضرور محسوس ہوتی۔

مجموع کرہ کو ایک حرکت ہموار لاحق ہے۔ لہذا حس میں نہیں آتی جیسے کشتی کی حرکت کشتی نشیں کو محسوس نہیں ہوتی یعنی جب تک جھکے گا نہیں۔ الحمد للہ ہم نے دونوں باتیں ثابت کر دیں کہ زمین کو اگر حرکت ہوتی تو ضرور اجزاء کو جدا جدا ہی ہوتی اور ضرور ناہموار و مضطرب ہی ہوتی جب ایک بات پر محسوس ہونا لازم تھا اب کہ دونوں جمع ہیں بدرجہ اولیٰ احساس واجب لیکن اصلاً نہیں تو زمین یقیناً ساکن محض ہے۔

(دلیل ۸۸) اقول پانی زمین سے بھی کہیں لطیف تر ہے تو اُس کے اجزاء میں تلاطم و اضطراب اشد ہوتا اور سمندر میں ہر وقت طوفان رہتا۔

(دلیل ۸۹) اقول پھر ہوا کی لطافت کا کیا کہنا۔ واجب تھا کہ آٹھ پہر مغرب سے شرق تک تحت سے فوق تک ہوا کی ٹکڑیاں باہم ٹکراتیں، ایک دوسرے سے چٹا پٹے لگاتیں اور ہر وقت سخت آواز بھی لاتیں لیکن ایسا نہیں تو بلاشبہ زمین کی حرکت محوری باطل اور اُس کا ثبوت و سکون ثابت و محکم۔ واللہ الحمد و صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔ آمین۔

دلائل قدیمہ۔ یہاں تک ہم نے زیادہ توجہ گرد شمس و درۃ زمین کے ابطال پر رکھی۔ فصل اول میں رد اول عام کے سوا باقی گیارہ اور فصل سوم میں سات اخیر کے سوا باقی بیس سب اسی کے ابطال میں ہیں۔ اگلوں نے ساری ہمت گرد محور حرکت زمین کے ابطال پر صرف کی ہم اُن میں سے وہ انتخاب کریں جن سے اگرچہ جواب دیا گیا بلکہ بہت کو خود استدلال نے رد کر دیا لیکن ہم اُن کی تشہید و تائید کریں گے اور خود ہیئت جدیدہ کے اقراروں سے اُن کا تام و کامل ہونا ثابت

کر دیں گے پھر زیادات میں وہ جن کی اور طرح توجہ کر کے تصحیح کریں گے پھر
تذیل میں اگلوں سے وہ دلائل جن پر اگرچہ انھوں نے اعتماد کیا مگر ہمارے نزدیک
باطل و ناستام ہیں وباللہ التوفیق۔

(دلیل ۹۰) بھاری پتھر آپر پھینکیں سیدھا وہیں گرتا ہے۔ اگر زمین مشرق
کو متحرک ہوتی تو مغرب میں گرتا کہ جتنی دیر وہ بیٹھ گیا اور آیا اُس میں زمین
کی وہ جگہ جہاں سے پتھر پھینکا تھا حرکت زمین کے سبب کنارہ مشرق کو ہٹا
گئی۔ اقول زمین کی محوری چال ہر سکینڈ ۵۰۶۱۴ گز ہے اگر پتھر کے جانے
آنے میں ۵ سکینڈ صرف ہوں تو وہ جگہ ۲۵۳۲ گز سرک گئی پتھر تقریباً ڈیڑھ
میل مغرب کو گرنا چاہئے حالانکہ وہیں آتا ہے۔

(دلیل ۹۱) دو پتھر ایک قوت سے مشرق و مغرب کو پھینکیں تو چاہئے کہ مغربی
پتھر بہت تیز جاتا معلوم ہو اور مشرقی سست۔ نہیں نہیں بلکہ مشرقی بھی اٹھا
مغرب ہی میں گرے اقول یا پھینکنے والے کے ماتھے پر گرے۔ مثلاً وہ پتھر
اتنی قوت سے پھینکے تھے کہ دونوں طرف تین سکینڈ میں ۹ گز پر جا کر گرتے۔
سنگ غربی (موضوع رمی سے جب تک ۹ گز مغرب کو ہٹا ہے اتنی دیر موضع رمی
۱۵۱۹ گز مشرق کو ہٹ گیا تو یہ پتھر موضع رمی سے ۱۵۳۸ گز کے فاصلے پر گر گیا
اور سنگ مشرقی وہاں سے انگلی بھی نہ سرکنے پائے گا کہ موضع رمی زمین کی حرکت

۱۔ یہ اور اُس کے بعد کی دلیل تذکرہ طوسی و شرح حکمت العین و ہدیہ سعیدیتہ تک اکثر کتب
میں ہیں۔

۲۔ شرح خفزی سے ہدیہ سعیدیہ۔ اسی دلیل سے یوں بھی ثابت کرتے ہیں کہ بیروطا کر دابر
مشرق کو چلتے نہ معلوم ہوں شرح حکمت العین) اسی سے یوں کہ مشرق کو جانا مغرب کو چلتا
نظر آئے (خفزی) اقول بلکہ مشرق کو جانا مغرب کو جانا ہوگا اب تک پرند کی جگہ جو پتھر
مشرق کو سرکے یہ جگہ سیاروں گز نکلیا گی تو ایراس جگہ سے تجاوز کرنا دیکھنا ہمیشہ اُس سے پیچھے ہی رہے گا۔
۱۲۔ منہ عفرہ۔

سے اُسے جالیگا۔ اب اگر پھینکنے والے نے اپنے محاذات سے پی کر پھینکا تھا تو یہ پھر تین سینڈ میں ۱۹ گز مشرق کو چیل کر گر جائے گا اور اتنی دیر میں موضع رمی ۱۵۱۹ گز تک پہنچے گا تو یہ موضع رمی سے ۵۰۰ گز مغرب میں گسے گا اور اگر محاذات پر پھینکا تھا تو معازین کی حرکت سے پھینکنے والا پتھر سے ٹکرائے گا اور پتھر اُس کے لگ کر وہیں کا وہیں گر جائے گا لیکن ان میں سے کچھ نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ حرکت زمین باطل ہے۔

تھرا قول بلکہ اولیٰ یہ کہ یہ دلیل بایں تفصیل قائم کر میں جس سے دو دلیل ہونے کی جگہ تین دلیل ہو جائیں کہ جہاں شقوق واقع ایک ہی ہو سکے۔ وہ ایک ہی دلیل ہوگی اگرچہ شقیں سو ہوں اور جہاں ہر شق واقع ہو سکے اور ہر ایک پر استحالہ ہو وہ ہر شق جدا دلیل ہے۔ درخت کی ایک شاخ سے دو پرند مساوی پرواز کے مساوی مدت تک مثلاً ایک گھنٹہ اُڑے ایک مغرب دو شمال مشرق کو اگر اُن کی پرواز رفتار زمین کے مساوی ہے گھنٹے میں ایک ہزار چھتیس میل تو غزنی اُس شاخ سے دو ہزار بہتر میل پر پہنچی کہ جتنا وہ مغرب کو چلا اُسی قدر یہ شاخ زمین کے ساتھ مشرق کو گئی اور مشرقی بال بھر بھی شاخ سے جدا نہ ہوا کہ جتنا اُڑتا ہے زمین بھی اتنی ہی رفتار سے شاخ کو اُس کے ساتھ ساتھ مار رہی ہے حالاں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مساوی پرواز والے مساوی فصل پاتے ہیں۔

(دلیل ۹۲) اگر اُن کی پرواز رفتار زمین سے زائد ہے مثلاً گھنٹے میں ۲۰۰ میل تو غزنی ۲۰۰ میل مغرب میں پہنچے گا اور اُس کی مساوی پرواز والا مشرقی ۱۰۳۵ میل اُر کر صرف ایک ہی میل مشرق کو طے کر سکے گا یہ بھی بڑا ہتہ باطل و خلاف مشاہدہ ہے۔

-- (دلیل ۹۳) اگر اُن کی پرواز رفتار زمین سے کم ہے۔ مثلاً گھنٹے میں ۱۰۳۵ میل تو غزنی تو ۲۰۰ میل پر ہو جائے گا اور اُس کا ہم پرواز مشرقی جس نے گھنٹہ بھر محنت کر کے ۱۰۳۵ میل مشرق کو طے کئے۔ نتیجہ یہ پائے گا کہ اُلٹا اُس شاخ سے

ایک میل مغرب میں گرے گا۔ اُڑا تو مشرق کو اور پہنچا مغرب میں۔ یہ سب سے بڑھ کر باطل اور خلاف مشاہدہ ہے۔

(دلیل ۹۴) جتنی مسافت قطع کریں اُس سے صد ہاگنا فاصلہ ہو جائے (خفرائی) یعنی ہر عاقل جانتا ہے کہ مثلاً طائر جس مقام سے جتنا اُڑے وہاں سے اُسے اتنا ہی فاصلہ ہو گا لیکن یہاں اُڑے صرف ایک میل اور فاصلہ ہزار میل سے زائد ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ صورت مذکورہ میں اگر طائروں کی پرواز گھنٹے میں ایک میل ہے تو شرقی ۱۰۳۵ میل مغرب میں پڑے گا اور غربی ۱۰۳۷ میل۔

(دلیل ۹۵) موضع انفصال اُس شاخ سے مثلاً شاخ مذکور سے دونوں کے فاصلے کا مجموعہ اتنی دیر میں حرکت زمین کا دو چند یا زائد یا کچھ خفیف کم ہو (خفرائی) اقول اول اُس حالت میں ہے کہ دونوں پرندوں کی پرواز باہم متساوی ہو اور دوم جب کہ غربی کی پرواز شرقی سے زائد ہو اور سوم جب کہ عکس ہو اور خفیف اس لئے کہ تیر یا طائر یا گولا عادتاً کوئی زمین کا دسواں حصہ بھی نہیں چلتا اب دونوں طائروں کی پرواز ایک ایک میل تو ۱۰۳۵ اور ۱۰۳۷ میل پر گریں گے جب کہ ابھی گزرا مجموعہ ۲۰۷۲ کہ گھنٹے میں رفتار زمین کا دو چند ہے اور غربی ایک ساعت میں دو میل اُڑے اور شرقی ایک میل تو وہ ۱۰۳۸ میل پر ہو گا اور یہ ۱۰۳۵ پر مجموعہ ۲۰۷۳ میل کہ ضعف سیر زمین کے دو چند سے بھی ایک میل زائد ہے اور شرقی دو میل غربی ایک میل تو وہ ۱۰۳۴ میل پر ہو گا اور یہ ۱۰۳۷ پر مجموعہ ۲۰۷۱ میل کہ ضعف سیر زمین سے ایک ہی میل کم ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ان پروازوں پر مجموعہ فاصلہ ہر گز دو تین میل سے زائد نہیں ہوتا تو ضرور حرکت زمین باطل۔

(دلیل ۹۶) جو پرند ہم سے جنوب یا شمال کی طرف ہوا میں ہوتیر سے شکار نہ ہو سکے (مفتاح) اقول جنوب و شمال کی تخصیص بے کار ہے بلکہ مشرق پر اعتراض اظہر ہے اور استحالے میں یہ زائد کرنا چاہئے کہ یا وہ پرند کہ ہم سے دس گز کے فاصلے پر تھا۔ صد ہا گز کے فاصلے پر گرے۔ بیان اُس کا یہ ہے کہ تیر و کمان اٹھانا تیر چوڑنا

لہذا یہ اور اس کے بعد کی دلیل مفتاح الرصد میں ہے ۱۲ منہ غفرلہ

کمان کھینچنا، تیر چھوڑنا اگر وہی سکینڈ میں ہو جائے اور آدمی پرزند کو اپنے سے دس گز کے فاصلے پر دیکھ کر یہ افعال کرے تو خود حرکت زمین کے سبب اتنی دیر میں وہاں سے ایک ہزار تیرہ گز کے فاصلے پر ہو جائے گا اب اگر اسی محاذات پر تیر چھوڑا جیسا کہ یہی ہوتا ہے تو تیر سیدھا شمال کو گیا اور جانور شمالی غریبی ہے یا سیدھا جنوب کو اور جانور جنوبی غریبی یا مشرق کو اور جانور مغرب میں ہو گیا۔ ان تینوں صورتوں میں تیر جانور کی سمت ہی پر نہ گیا اور مشرق میں سب سے بڑھ کر حماقت اور مغرب میں اگرچہ سمت وہی رہی جانور ۱۰۲ گز کے فاصلے پر ہو گیا یوں ہی اور اگر ان تینوں جہات میں تیر چھوڑتے وقت محاذات بدل لی تو اگر جانور مشرق میں تھا اب ہزار گز سے زیادہ مغرب ہو گیا اور اگر جنوب یا شمال میں تھا تو ایک ہزار تیرہ گز سے کچھ کم فصل پر ہو گا کہ ۱۰۲ ۵۸ ۶۳ ۱۸ ۳ کا جذر ہے۔ بہر حال اب تیر اُس تک کہاں پہنچتا ہے اور اگر فرض کر لیجئے کہ دس گز کے فصل پر آنے سے پہلے یہ سب کام ہوئے تھے یعنی پہلے سے کسی اور وجہ سے تیر کمان میں جوڑا ہو اور کمان کھینچی ہوئی تھی کہ اُس جانور کے لئے ہزار گز فاصلے سے ایسا کرنا۔ نہیں خیر کسی طرح یہ سب کام تیار تھا کہ تیر عین اُس وقت چھوٹا کہ جانور دس گز کے فاصلے پر محاذات میں تھا تو تیر تو ضرور اُس کے لگ جائے گا کہ جانور کی طرح تیر بھی چھوٹ کر حرکت زمین کا تابع نہ رہا مگر تیر اُس تک اگر وہی سکینڈ میں پہنچے تو ہم اتنی دیر میں ایک ہزار تیرہ گز مشرق کو چلے جائیں گے اور وہی فاصلے جو صورت دوم میں تیر کو جانور سے تھے ہم کو اُس سے ہو جائیں گے۔ تو اب ہمیں ہزار گز سے زائد پلٹنا چاہئے کہ گھرے ہوئے جانور کو پائیں یہ تمام صورتیں لاکھوں بار کے مشاہدہ سے باطل ہیں۔ لہذا حرکت زمین باطل۔

۱۰۲ گز مٹی یہ دونوں ضلع قائم ہوئیں اور اب کہ
فاصلہ اُس کا وتر ہے۔ ۱۲ منہ غفر

(دلیل ۹۷) جو جسم ہوا میں ساکن ہو، ہمیں بہت تیزی سے مغرب کی طرف اڑنا نظر آتا ہے (مفتاح) اقول طبعیات جدیدہ میں قرار پا چکا ہے کہ ہوا اوپر اٹھنے کی مقاومت کرتی ہے۔ پرند اپنے بازو مار کر اس مقاومت کو دفع کرتے ہیں۔ یہ روز اگر اُس کے وزن اجسام سے ناکند ہے اور پر بلند ہوں گے کم ہے نیچا ترینگے برابر ہے ساکن رہیں گے اور اُس کی مثال چندول سے دی گئی ہے کہ بارہا پر گھول کر ہوا میں ساکن محض رہتا ہے۔ اس صورت میں سیدھا جلد گھونسلے میں پہنچتا ہے۔ فرض کیجئے کہ وہ چھ سکینڈ ٹھہرا اور ہے نیچا اور ہوا بالکل ساکن تو اتنی دیر میں ہم تین ہزار گز سے زیادہ مشرق کو چلے جائیں گے اور وہی تمہارا کہنا کہ ہم اپنی حرکت سے آگاہ نہیں۔ لہذا اُسے جانیں گے کہ تین ہزار گز مغرب کو اڑ گیا جیسے تیز چلتی ریل میں بیٹھنے والا درختوں کو اپنے خلاف جہت چلتا دیکھتا ہے لیکن یہ باطل ہے ہم یقیناً ساکن کو ساکن ہی دیکھتے ہیں تو حرکت زمین باطل ہے۔

(دلیل ۹۸) پرند کہ اپنے آشیانے سے گز بھر فاصلے پر جانب غرب کسی ستون پر بیٹھا ہے قیامت تک اڑ کر آشیانے کے پاس نہ آ سکے کہ وہ ہر سکینڈ میں ۵۰۶ گز مشرق کو جا رہا ہے۔ پرند زمین کی نا آ* چھوڑ کر اتنی اُڑان کہاں سے لائے گا۔

یہ سانت دلائل کتب میں ابطال حرکت وضعیہ زمین پر ہیں۔ اسی قبیل ابطال

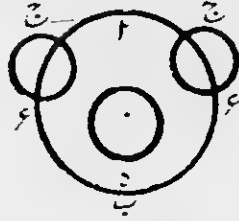
۱۲ ص ۲۳۔ * اصل میں اسی طرح تحریر ہے۔ عبد النعم عزیزی

۱۳ یہ دلیل اُسی عنوان پر ہم نے اضافہ کی تھی پھر بعض رسائل کی تصانیف میں نظر آئی پھر اُسے حکمت العین میں اسی طور پر دیکھا کہ مشرقی شہر کی طرف اُڑنے والا پرند اُسے نہ پہنچے نیز یوں ہی اُس کی شرح میں اُس سے پہلے لکھا۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

۱۴ جس کو ہم نے اپنی تقریر سے رد کر دیا۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

اُس کے بعد شرح حکمت العین میں یہ دلیل یوں نظر آئی کہ پرند کہ ساکن ہو ساکن نظر نہ آئے۔ ۱۲ منہ غفرلہ

حرکت اینیم پر بھی ہو سکتی ہیں مثلاً اگر زمین گرد شمس گھومتی ہو۔ فرض کیجئے کہ اوج ہے اور ب حقیض اور ہ شمس اور ج زمین مثلاً ج کی طرف ہندوستان



ہے اور ا کی طرف امریکہ اب اگر زمین اوج کی طرف جا رہی ہے تو ہندوستان والے یا حقیض کی طرف آرہی ہے تو امریکہ والے کیسی ہی قوی توپ کو سیدھا جانب آسمان کر کے گولا چھوڑیں توپ کے منہ سے بال برابر نہ بڑھ سکے کہ گولا جس سمت جاتا اسی کی طرف اُس کے پیچھے زمین آرہی ہے اور کیسی آرہی ہے ہر سیکنڈ میں ۱۹ میل اُڑتی ہوئی تو گولا کیوں کر اُس سے آگے نکل سکتا ہے۔

(دلیل ۹۹) اقول زمین اگر اوج کو جا رہی ہے تو امریکہ والے یا حقیض کو آرہی ہے تو ہندوستان والے اپنے سر کی طرف ایک پتھر ۱۶ فٹ تک پھینکیں تو وہ قیامت تک زمین پر نہ اترے کہ زمین کے خلاف جہت پھینکا ہے۔ جذب زمین ۱۶ فٹ

۱۔ یہ دلیل ہماری دلیل ۹۹ کا عکس ہے۔ اُس کے ساتھ اس کا ذہن میں آنا لازم تھا۔ اگلے میں بعض اس کے قائل تھے کہ زمین ہمیشہ اوپر چڑھتی ہے، بعض اس کے کہ ہمیشہ نیچے اترتی ہے اور دونوں میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ تنہا زمین دوسرا یہ کہ اُس کے ساتھ آسمان بھی چڑھتا، یا اُترتا ہے۔ ان مہمل اقوال کی بحث پر ہم نے نظر نہ کی تھی کہ ہمارے مقصود بے خارج تھے پھر شرح مجسطی میں دیکھا کہ بطلموس نے قول دوم پر درود کئے۔ ایک تو ضعیف کہ ایسا ہوتا تو آسمان سے جا ملتی بلکہ اُسے چکر بھل جاتی دوسریں استمال یہ قائم کیا جو ہماری دلیل ۱۰۰ میں ہے کہ ڈھیلا زمین پر نہ اُتر سکتا مگر اُسے یوں بیان کیا کہ بڑے جسم کا میل زیادہ تو حرکت زیادہ اور اس پر رد ہوا کہ نیچے اترنا صرف ہر بنا کے ثقل نہیں بلکہ جنس کی طرف میل زائد ہے تو ممکن کہ (باقی اگلے صفحہ پر)

سے ایک سیکنڈ میں اُسے زمین تک لانا لیکن زمین اتنی دیر میں ۱۹ میل ہٹ جائے گی اور اب ایک سیکنڈ میں ۱۶ فٹ سے بھی کم کھنچ سکے گی کہ زیادت بعد موجب قلت جذب ہے اور اُس کی اپنی چال وہی ۱۹ میل رہے گی تو پھر بھی زمین پر نہیں آسکتا ان گیارہ دلائل سے کہ سات اگلوں کی رہیں اور اُسی سوال پر چار ہم نے بڑھائے بیانات جدیدہ کی طرف سے دو جواب ہوئے۔

جواب اول ہوا اور یازمین کے ساتھ ساتھ اور جو کچھ اُن میں ہوں اُن کی طبیعت سے سب ایسے ہی متحرک ہیں۔ لہذا پتھر کو اوپر پھینکا جائے تو موضع رمی کی

ڈھیلا پیچھے نہ رہے اس پر علامہ قطب شیرازی نے جواب دیا کہ نہ سہی اتنا تو ہوتا کہ پھینکے ہوئے ڈھیلے کی مسافت چڑھنے میں کم ہوتی اور اترنے میں زیادہ کہ جتنی دور چڑھا اتنا اترے۔

اور اتنی دیر میں زمین جتنی نیچے اتر گئی اور اترے۔ شرح قطبی میں اس پر رد کیا کہ ممکن کہ اتنی دیر

میں زمین کا اترنا بہت قلیل ہو کہ فرق محسوس نہیں ظاہر ہے کہ اس ہر دو بات کو ہمارے بحث

سے کچھ علاقہ نہیں۔ یہ دلیل باترابع مجسطی کتاب جو نیوری میں بھی مذکور ہوئی جس سے ابطال پر

ہماری دلیل ۹۹ تھی۔ بطلمیوس نے تو اسے ابطال ہبوط پر چھوڑا کہ جب اترنا ہم باطل کر چکے تو

چڑھنا بھی باطل کہ ایک طرف سے چڑھنا دوسری طرف سے اترنا ہے اور جو نیوری نے اُس پر

ایک اور دلیل دو راز کار دی کہ زمین اوپر چڑھتی تو ڈھیلے کچھ اُس لئے کہ طبیعت ایک ہے

ہدیہ سعید یہ نے ایک اور اضافہ کیا کہ بڑا ڈھیلا پھوٹے سے سہل تر اوپر پھینکا جاسکتا ہے

کہ خود اُس میں اوپر کا میل زیادہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ میل طبعی پر مبنی ہیں جسے مخالف نہیں

مانتا۔ ہمارے دلائل مستحکم و صاف ناقابل خلاف ہیں۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

محاذات نہیں چھوڑتا۔ دو پیرہندہ مشرق و مغرب کو اڑیں شاخ سے صرف اپنی حرکت ذاتیہ سے جدا ہوں گے زمین کی حرکت اُن میں فرق نہ ڈالے گی کہ ہوا اُن کو زمین کے ساتھ ساتھ لارہی ہے تو نہ مشرقی ساکن رہے گا نہ مغربی نہ زیادہ اڑیگا نہ مشرقی مغرب کو گمے گا نہ پیرواز سے زائد فاصلہ ہوگا نہ فاصلوں کا مجموعہ اُن کی ذاتی حرکتوں سے زیادہ ہوگا۔ اقول اور مغربی کا اپنی چال سے مغرب کو اور زمین دھوا کے اتباع سے مشرق کو جانا کچھ بعید نہیں کہ اول حرکت قمریہ ہے اور دوسری عرضیہ۔ جیسے کشتی مشرق کو جاتی ہو اور اُس میں کسی ڈھال پر کہ مغرب کی طرف ہو پانی ڈالو اپنی چال سے غرب کو جائے گا اور شک نہیں کہ اسی حالت میں کشتی اُسے مشرق کی طرف لئے جاتی ہوگی۔ مثلاً فرض کرو کنارے پر کسی درخت کے محاذ پر پانی بہایا کہ گز بھر مغرب کو بہا اور اتنی دیر میں کشتی چار گز مشرق کو بڑھی تو پانی محاذات شجر سے تین گز دور ہوگا اور کشتی ساکن رہتی یہ پیڑ سے گز بھر مغرب کو ہو جاتا یہ ساکن رہتا اور کشتی چلتی تو چار گز مشرق کو ہوتا مگر یہ گز بھر مغرب کو ہٹا اور کشتی چار گز مشرق کو۔ لہذا یہ تین ہی گز مشرق کو ہوا دیں پیرہندہ کو ہوا زمین کے ساتھ چلا رہی ہے تو اُس پہلی محاذات اور اُسی دس گز کے فاصلے پر رہے گا اگر خود کسی کی طرف حرکت نہ کرے جو ہوا میں ساکن ہے۔ یوں ساکن ہے کہ اپنی ذاتی حرکت نہیں رکھتا۔ ہوا کے ساتھ حرکت عرضیہ سے زمین کے برابر جارہا ہے۔ جیسے جالس سفینہ ساکن ہے اور کشتی کے ساتھ متحرک۔ پرند سے آشیانہ اُسی ہاتھ بھر کے فاصلے پر ہوگا کہ اُسے درخت اور اسے ہوا زمین کے ساتھ لئے جاتے ہیں۔

زمین گولے کو نہ پکڑے گی کہ جس ہوا میں گولا ہے وہ اُسے بھی زمین کے آگے آگے اُسی ایک سیکنڈ میں ۱۹ میل کی چال سے لئے جاتی ہے تو اس میں نہ بین کے مساوی ہوا اور قوت دفع سے جتنا دور جانا تھا گیا۔ پتھر سے زمین اپنی چال سے دور نہ ہوگی کہ اُسی چال سے اُسی طرف اُسے ہوا لئے جاتی ہے تو ۱۶ ہی فٹ کے فاصلے پر رہے گا اور جذب زمین سے ایک سیکنڈ میں زمین سے ملے گا۔ اس کا

حاشیہ: یہ جو اس طرح کی چیزیں ہیں انہیں زمین کے ساتھ ساتھ لئے جاتا ہے۔

دفع ۵ وجہ سے لیا گیا۔ جن میں سے ہمارے نزدیک دو صحیح ہیں۔

(منابع) بیان تین باتیں خیال کی گئی (۱) آب و ہوا کا با تباہ زمین حرکت بغیر کرنا (۲) ہوا و آب میں جو کچھ ہو اُس کا ان کی طبیعت کے متحرک بالعرض ہونا (۳) ان حرکات کا زمین کی حرکت ذاتیہ کے مساوی رہنا جس کے سبب اشیاء میں فاصلہ و مقابلہ بحال رہے۔ ظاہر ہے کہ جواز جتنی باتوں پر مبنی ہو ان میں سے ہر ایک کا بطلان اُس کے بطلان کو بس ہے نہ کہ جب سب باطل ہوں لہذا ان تینوں مبنی کے لحاظ سے اُس پر رد کئے گئے۔ (دفع اول) کہ دفع اول ہے۔ آب و ہوا زمین کو

حاوی ہیں اور خود بارہا مستقل حرکت مختلف جہات کو کرتے ہیں تو ملازم ارض نہیں اور جو حاوی ملازم محوی نہ ہو اس کی حرکت سے اُس کی حرکت بالعرض لازم نہیں۔ اقول اولیٰ نہ یہاں حاوی و محوی سے تفرقہ نہ دوسری مستقل حرکت سے خلل۔

مدار کار اُس تعلق پر ہے جس کے سبب ایک کی حرکت دوسری کی طرف منسوب ہو۔ کپڑے انسان کو حاوی نہیں اور ہوا سے دامن ملتے ہیں یہ ان کی مستقل حرکت ہے (بعینہ) بلاشبہ وہ انسان کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے اور ہم متزلزل ہیں ہمیں عدم لزوم کافی نہیں لزوم عدم چاہئے۔ مخالف کو جواز بس ہے۔ مگر یہ کہیں کہ حقیقتاً

۱۔ یہ سب رد ہدیہ سعیدیہ میں مذکور ہیں۔ ۱۲

۲۔ قال فی الہدیت السعیدیۃ بعد ذکر مزیع الفرج من حرکت الارض بالاستدلال
ہذا رأی ایضاً باطل بوجہ ۱۲۔

۳۔ خود ہدیہ سعیدیہ میں مخالف کی طرف ۱۲ تقریر جواب میں ہے۔ بجوز ان یکون ما یصل
بالارض من الهواء یشایعہا شح تذکرہ طوسی للعلامة الخضری میں ہے کہ لا ینفع
المستدل لان تجویز مشایعہ الهواء لارض کافیتہ لتزیف الدلیلین حکمت العین میں
ہے الملازم منوعہ لجواز عن الهواء یشایعہا کالارض للفلک شرح محبطی للعلامة
عبد العلی میں ہے لہذا بجوز ان یتحرك الهواء بمثل حرکت الارض۔ ۱۲ نہ غفرلہ۔

مخالف مدعی حرکت ارض ہے اور ہم مانع اور یہ کہ صورت دلائل میں پیش کیا۔ منع
 کی سند میں، اقول اس میں نظر ہے یہ ملازمین کہ زمین متحرک ہوتی تو یہ امور
 واقع ہوتے ان میں ضرور ہم مدعی ہیں یہ کیا کہنے کی بات ہو سکتی ہے کہ زمین متحرک
 ہوتی تو ممکن تھا کہ پتھر مغرب کو گرتا۔ ہاں ممکن تھا پھر کیا ہوا اور اگر اس سے قطع نظر
 بھی ہو تو عادی وغیرہ ملازم کی قید میں اب بھی بے وجہ ہے۔ اگر محوی مطلقاً اور عادی
 ملازم کو حرکت رفیق سے متحرک بالعرض لازم ہوتا تو ان قیود کی حاجت ہوتی مگر ہرگز
 انہیں بھی لازم نہیں۔ دو ایک دوسرے کے اندر ہوں اگر ان میں ایسا تعلق نہیں
 کہ ایک کی حرکت دوسرے کو دفع کرے تو جسے گھما ئے صرف وہی گھومے گا اگرچہ
 ان میں کوئی دوسری حرکت مستقل نہ رکھتا ہو دو لایا چرخ کی حرکت سے ان کے اندر
 کالو ہا یا لکڑی جس پر وہ گھومتے ہیں نہیں گھومتے۔ شاید غیر ملازم کی قید اس کا
 سے ہو کہ جب ملازم ہو آپ ہی اس کی حرکت سے متحرک ہو گا۔ اقول ملازم مست
 جسم بلجم ملازم مست وضع للوضع کو متلزم نہیں اور غالباً عادی کی قید فلکیات میں
 مزعوم فلاسفہ یونان کے تحفظ کو ہو کہ کب تدویر کا تابع ہے۔ تدویر حاصل کی حال
 مثل کا مثل فلک الافلاک کا ہر ایک دوسرے کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے۔
 اور خود اپنی حرکت ذاتیہ جلا رکھتا ہے۔ اقول ہمارے نزدیک تو افلاک متحرک
 ہی نہیں جیسا کہ بعونہ تعالیٰ خاتمہ میں مذکور ہو گا نہ بر خلاف خود اصول فلسفہ مثل
 سیاطت فلک تدویر و حواصل جاننے کی حاجت اور ہو تو علم حقیقی یہ حرکتیں ہرگز
 عرضیہ نہیں۔ حرکت عرضیہ میں متحرک بالعرض خود ساکن ہوتا ہے دوسرے کی
 حرکت اس کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ جیسے جالس سفینہ بلکہ بند گاڑی میں
 بھر اگلہ اور یہاں یہ افلاک و اجزاء خود اسی حرکت یومیہ سے متحرک ہیں اگرچہ ان
 کے متحرک کا باعث فلک الافلاک کا متحرک ہو۔ فلک البروج اگر منتقل نہ ہوں تو

اس کی غایت توجیہ دفع پنجم میں آتی ہے ۱۲ منہ غفرلہ

کواکب و درجیات بروج کا طلوع و غروب کیوں کرتا ہوتا تو یقیناً انتقال ان کے ساتھ
 بھی قائم ہے اگرچہ اُس کے حصول میں دوسرا واسطہ ہوتا تو یہ حرکت ذاتیہ بذریعہ
 واسطہ ہوئی۔ جیسے ہاتھ کی جنبش سے کنبی کی گردش نہ کہ عرضیہ جس میں انتقال اس
 کے ساتھ قائم ہی نہیں دوسرے کے علاقے سے اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔
 وثانیاً قول وباللہ التوفیق ہماری رائے میں حق یہ ہے کہ حرکت وضعیہ
 میں عرضیہ کی کوئی تصویر یا یہ ثبوت تک نہ پہنچی۔ جب تک ما بالعرض بالذات
 کے سخن میں ایسا نہ ہو کہ اُس کی حرکت وضعیہ سے اس کا عین موہوم بدلے۔
 عین موہوم سے یہاں ہماری مراد وہ قضا ہے کہ ما بالذات کو محیط ہے۔ ظاہر یہ کہ

لہ خود ہدیہ سعیدیہ میں ہے۔ وفي الحركة الرضعية كالكرة المحوية المتعلقة بكرة
 حاوية متحركة على الاستدارة اذا كان بين الكرتين علاقة التصاق توجب
 حركة احدهما بحركة الاخرى ومن هذا القبيل اتصاف الافلاك المحوية
 بالحركة اليومية التي هي حركة الفلك الاطلس بالذات ۱۲

۱۲ خود ہدیہ سعیدیہ میں ہے۔ ما يوصف بالحركة اما ان يكون لانتقال قائما بغيره
 وينسب اليه لا جل علاقة مع ذلك الغير فحركة عرضية ۱۳ اقول منها ظهران
 في قول الهدية السعيدية في بيان انحاء الحركة العرضية لكن لا يتحرك هو بنفسه
 ومقتضاه بما مر من لا فلاك ان كان النفي منصبا على القيد كان حركة المفتاح ۷
 بحركة اليد وكل حركة تقرية بل وارادية داخل في الحركة العرضية وهو
 كما ترى وان الضب على نفس المعتدل لا قيد نفسه هو ولم يصح جعل حركة
 الافلاك منها بل هي الكانت فقسرية وهم انما يربون عنها الى الدعاء العرضية
 لانها تقاسم عندهم في الافلاك - ۱۲ منہ

المعبر

۱ دعاء

(۶)

حامل کو جو فضا حاوی ہے تصویر کے سخن حامل میں ہے، اُس فضا کے ایک حصے میں ہے۔ جب حامل حرکت وضعیہ کرے گا فضا تدریس اُس حصے فضا سے دوسرے حصے میں آئے گی تو اگرچہ خود ساکن محض ہو ضرور اُس کی حرکت وضعیہ سے اُس کی وضع بدلے گی کہ ایسا موم موم بدلا اگرچہ این محقق برقرار ہے، بخلاف حامل یا خارج المرکز اگر دونوں متم کو ایک جسم مانیں تو یہ اُس کے سخن میں (۱) ہے مگر اُن کی گردش سے اس کا این موم موم نہ بدلے گا تو ان کی حرکت سے یہ حرکت بالعرض نہ ہوگا۔

جو نیپوری کے شمس باز غم میں زعم کہ اگر یہ اس کے ساتھ نہ پھرے تو اُسے حرکت سے روک دے گا۔ دو وجہ سے محض بے معنی ہے (۱) نہ یہ اُس کی راہ میں واقع ہے نہ اس میں جڑا ہوا ہے کہ بے اپنے اُسے نہ چلنے دے (۲) اور اگر بالفرض راہ رو کے ہوئے ہے تو گھومنے سے گھول دے گا۔ حرکت وضعیہ سے کوئی گنجائش پیدا نہیں ہو سکتی اگر یہ اُن میں چسپاں بھی ہو تو اُن کے گھومنے سے ضرور گھولے گا۔ لہذا یہ انتقال بالذات اسے بھی عارض ہوگا اگرچہ دوسرے کے علاقہ سے ہو۔ عرض نہ ہوگا بلکہ ذاتی۔ عرضی صورت کے سوا وضعیہ میں عرضیہ کی کوئی تصویر ثابت نہیں۔

ومن ادعی فعلیہ النبیان افلاک میں فلاسفہ کا محض ادعی ہے اس لئے کہ اُن میں قاسر سے بھاگتے ہیں۔ مشایعت ساتھ ساتھ چلنا ہے نہ یہ کہ ایک ساکن محض رہے دوسرے کی حرکت اُس کی طرف منسوب ہو۔

چکروں کا بیان ابھی گزرا تو عرضیہ میں فریقین کی بحث خارج از محل ہے۔ ابن سینا پھر جو نیپوری مذکور نے زعم کیا کہ فلک کی مشایعت میں کرہ نار کی حرکت عرضیہ اس لئے ہے کہ ہر جزو نار نے اپنے محاذی کے جزو فلک کو گویا اپنا مکان طبعی سمجھ

رکھا ہے اور بے شعوری کے باعث یہ خبر نہیں کہ اگر اسے چھوڑے تو اسے دوسرا
جہز بھی ایسا ہی اقرب و محاذی مل جائے گا۔ ناچار بالطبع اُس کا ملازم ہو گیا ہے
لہذا جب وہ بڑھتا ہے یہ بھی بڑھتا ہے کہ اُس کا ساتھ نہ چھوڑے اور اس پر اعتراض
ہو کہ فلک ثوابت فلک اطلس کے سبب کیوں متحرک بالعرض ہے؟ اس کے اجزاء
نے تو اُس کے اجزاء کو نہیں پکڑا کہ خود جدا حرکت رکھتا ہے۔ اس کا جواب دیا کہ اُس
کے اقطاب نے اپنے محاذی اجزاء کی ملازمت کر لی ہے اور وہ اُس کے اقطاب پر
--- نہیں، لہذا ان اجزاء کی حرکت سے اس کے قطب گھومتے ہیں لاجرم سارا کمرہ
گھوم جاتا ہے۔ اقول یہ شیخ پتلی کی سی کہانیاں اگر مسلم بھی مان لیں تو عاقل بننے
والوں نے اتنا نہ سوچا کہ جب نار و فلک البروج کی یہ حرکت اپنے اُس مکان کی
حفاظت کو ہے تو اس کی اپنی ذاتی حرکت ہوئی یا عرضیہ۔

و ثالثا مخالف کو یہاں عرضیہ ماننے کی حاجت ہی نہیں اُس کے نزدیک
(مفسران) آب و ہوا و خاک سب کمرہ واحدہ ہیں اور حرکت واحدہ سے متحرک۔

دفع دوم کہ اول کار و دوم ہے۔ پانی اور وہ ہوا کہ جو زمین پر ہے کیوں اس کی
متابعت کرنے لگی کہ وہ زمین سے متصل نہیں اور دریا کے متحرک بالعرض سے
اُس کا اتصال اُسے متحرک بالعرض نہ کر دے گا۔ ورنہ تمام عالم زمین کی حرکت
سے متحرک بالعرض ہو جائے کہ اتصال در اتصال سبب کو ہے۔ اب لازم کہ جہاز
سے جو پتھر پھینکیں اوپر کو تو وہ جہاز میں لوٹ کر نہ آئے بلکہ مغرب کو گھرے کہ
دریا زمین کی حرکت سے متحرک بالعرض ہے۔ جہاز اُس کے ساتھ مغرب کو
جائے گا لیکن پتھر اب جہاز پر نہیں ہوا میں ہے اور ہوا متحرک بالعرض نہیں تو
جب تک پتھر نیچے آئے جہاز کہیں کا کہیں نہکل جائے گا۔ اقول اولیٰ فلک الافلاک
سے متصل تو صرف فلک ثوابت ہے۔ تمہارے نزدیک اس کی حرکت عرضیہ
سات زینے اتر کر فلک قمر تک کیسے گئی۔ ثانیاً وہی کہ مجموع کمرہ واحدہ ہے
تو سب متحرک۔

دفع سوم کہ دوم کا رد اول ہے۔ جو جسم کہ دوسرے کو اٹھا سکے اُس کا اس پر قرار ہو سکے اس کی حرکت سے اس کی حرکت بالعرض ممکن ہے اور جب یہ اس پر ٹھہر ہی نہ سکے وہ اسے سنبھال ہی نہ سکے تو اُس کی طبیعت اسے کب ہونی کہ اس کی حرکت سے متحرک ہو یہ قطعاً بدیہی بات ہے اور اس کا انکار منکر دفع

دفع چہارم کہ دوم کا رد دوم ہے۔ جسے علامہ قطب الدین شیرازی نے تحفہ شامیہ میں ذکر فرمایا کہ ہوا اگر حرکت مستدیرہ ارض سے بالعرض متحرک ہو بھی جب بھی چھوٹے پتھر پر پڑے سے اثر زائد ہوگا کہ جسم چٹنا بھاری ہوگا دوسرے کی تحریک کا اثر کم قبول کرے گا تو اُن ساتوں (یعنی ۱۱) دلائل میں ہم ایک بار ہلکے ایک بار بھاری اجسام دکھائیں گے اُن میں تو فرق ہونا چاہیے مثلاً ایک پر اور ایک پتھر اور پکھلیاں تو چلے گئے کہ پر تو نہیں آکر گمے کہ ہوا کی حرکت عرضیہ کا پورا اثر لے گا اور پتھر وہاں نہ آئے مغرب کو گمے کہ ہوا پورا ساتھ نہ دے گا جالانکہ اس کا عکس ہے پتھر وہیں آتا ہے اور پر بدل بھی جاتا ہے۔ مخالف کی طرف سے علامہ عبدالعلی نے شرح محیط میں اس کے تین جواب نقل کئے۔ (۱) مشایعت فرض کر کے مشایعت سے انکار عجیب ہے۔

۱۔ یہ بے شک معقول بات ہے اسے ہدیہ سعیدیہ سے پہلے مفتاح المصد نے لیا مگر شرطیہ میں بعد اور طنز میں نغمہ زائد کیا۔ جس نے اُسے فاسد کر دیا کہتا ہے۔ ”تحریک ہوا مرا جام را بر سبیل عرضیت اصلاً ممکن نیست زیرا کہ حرکت متصور نمی شود مگر وقتے کہ جسم متحرک بالعرض در جسم متحرک بالذات طبعاً یا قسراً متضرر شود و متضرر بالذات طبعی بنا شد و ہر گاہ بحرکت طبعی مشغول باشد چگونہ حرکت عرضی صورت بند و اھ! اقول ادلا اس چگونہ کا حال اُس پانی سے واضح ہو گیا جسے چلتی کشتی کے اندر کسی ڈوہال پر ڈالنا تھا جن اجسام کو اٹھا سکتی ہے جسے بخار و دخان بخار حرکت ہوا سے اُن کی حرکت مستحکم نہیں تو سلب کلی ہے جا ہے۔ ۱۳ منہ غفرلہ۔

۲۔ پھر میرک بخاری نے شرح حکمت العین میں اُن کا اتباع کیا۔ ۱۴ منہ غفرلہ۔

مشایعت ہوا کی فرض کی ہے نہ کہ پتھر کی اعتراض عجیب ہے۔ شرح مجسطی میں کہا
یوں جواب ہو سکتا ہے کہ مقصود تحفہ انکار مشایعت حجر ہے بلکہ وہ متحرک ہوگا تو قمر

ہواسے کہ ہوا تو یوں مشایع زمین ہوئی کہ اس کا مقعر ملازم ارض ہے۔ حجر کو ہواسے
ایسا علاقہ نہیں۔ اقول اولیٰ تضعیف جواب بے وجہ ہے۔ ثانیاً یہ زیادت زائد و

ناموجہ ہے۔ ملازمت مقعر کیا مفید مشایعت ہے در نہ افلاک تک مشایع ہوں اور اگر
یہ مقصود کہ ہوا میں یہ علاقہ منشأ شبہ ہے بھی حجر میں تو اتنا بھی نہیں۔ اقول وہاں

تو ایک سطح سے مس ہے اور یہاں جملہ اطراف سے احاطہ۔ دو بڑے چھوٹے پتھروں
پر اثر کا فرق تو تجربہ سے کھلے اور وہ یہاں متعذر کہ بڑا پتھر اوپر پھینکا جائے گا اور

چھوٹا اپنی حرکت میں ہوا کے سبب پریشان ہو جائے گا۔ علامہ نے کہا مثلاً سیر بھر
کا پتھر ہوا سے مشوش نہ ہوگا اور تین سیر کا اوپر پھینک سکتا ہے۔ اقول وہ جواب

ہی فراہم ہے۔ اولاً اوپر سے تو گرا سکتے ہیں ثانیاً خود فرق کیا کہ چھوٹا ہوا سے
مشوش ہوگا نہ بڑا یہی تو منشاء دفع تھا کہ اُن پر اثر یکساں نہ ہوگا۔ ثالثاً قبول اثر

تحریک میں صغیر و کبیر کا تفاوت حکم عقل ہے محتاج بحسبہ نہیں (۳) بڑے چھوٹے
پر اثر کا فرق حرکت قسریہ میں ہے عرضیہ میں سب برابر رہتے ہیں۔ کشتی میں

لہ فی شرح حکمت العین لا مشایعتہ ہھنا والا لما وقع الحجران الخرونی

شرح المجسطی قال صاحب التحفة لو تحرك الهواء بمثل تلك الحركة لزم ان لا

يقع الحجران الخ اقول وهذا الكلام يتحمل ان يكون ابطالا لمشایعتہ الهواء

لارض بانہ لو يشایعہا لزم الخلف وح یرد علیہ الا یراد الاول لا شک وتحتمل

ان يكون انکارا لمشایعتہ الحجر للهواء بعد تسلیم مشایعتہ الهواء ای لأن

شایعہا الهواء لا يشایعہا الحجر وح لا ورد له وعلى الاول حملہ العلامة

الخضریٰ حیث قال اما قال صاحب التحفة فی ابطال مشایعتہ الهواء لارض انه

لو كان مشایعہا لہا لما وقع الحجران الخ وحملہ نا علی الثانی وهو الصواب (بالا الخضریٰ)

باسی اور بی برابر راستہ قطع کریں گے۔ علامہ نے کہا مصرح ہو چکا ہے کہ ایک کی حرکت سے دوسرے کی حرکت عرضیہ صرف اُس وقت ہے کہ یہ اُس کا مثل جز ہو یا وہ اس کا مکان طبعی جہز کو ہوا سے دونوں تعلق نہیں تو ہوا کی حرکت اگرچہ عرضیہ ہو پتھر کو قسرا ہی حرکت دے گی اور یہ ممتنع نہیں۔ جیسے جالس سفینہ کا کسی شئی کو قسر متحرک بالعرض دوسرے کو اور حرکت قسریہ دے سکتا ہے اور اسی حرکت عرضیہ سے بھی قسر کر سکتا ہے جب کہ اینیہ ہو۔ جیسے جالس سفینہ کی محاذات میں کسی درخت کی شاخیں آئیں اس کے صدمے سے ہٹ جائیں گی۔ ہر حرکت اینیہ میں دفع ہے لیکن حرکت وضعیہ میں دفع نہیں جس کی حقیقت ہم زیادات فضلیہ میں کریں گے۔ تو قیاس مع الفارق ہے۔ ہدیہ سعیدیہ میں اس سوم بیروں رد کیا کہ عرضیہ میں بھی تسادی مسلم نہیں۔ بہتے دریا میں لٹھا اور چھوٹی لکڑی ڈال دو لکڑی زیادہ ہے گی۔ اقول یہاں نہری عرضیہ نہیں قسریہ بھی ہے کہ پتھر سے آنے والی موجیں آگے کو دفع کرتی ہیں۔ جیسے لکڑی ٹھٹھے سے زیادہ قبول کرتی ہے

یہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا ہے

فان اختلاف الاثر فی الحجرین انما بقدر فی مشایعہما للہو ۶۱
 لہ یہ جواب فاضل خفزی نے شرح تذکرہ میں دیا ہے اور جو پوری نے اسے برقرار رکھا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

لا فی مشایعہ الخواص والافعال

دفع پنجم

دوم کار سوم اشیا کی ہوا میں چسپاں ہونا بدیہی ورنہ کوئی پرند اڑ نہ سکتا اگر آگے بڑھ نہ سکتا اور جب چسپاں نہیں تو کیا حال ہے کہ ہوا انہیں چھوڑ جائے اور پر پھینکا ہوا پتھر مغرب کو گرے وغیرہ استحالات (تحریر مجسطی) یہ جواب ضعیف ہے۔ حال نہ ہونے سے وقوع لازم نہیں فلک الافلاک کی حرکت بھی تو بے حرکت دیگر افلاک حال نہیں مگر کبھی بے ان کے واقع نہیں ہوتی۔ (شرح مجسطی) اقول افلاک کی حرکت عرضیہ ہونے کا رد ادھر گذرا۔ طوسی اتنا سفیہ نہ تھا کہ سوال پر سوال ہوا ان کے مقابل جو از پیش کرتا۔ مقصود یہ ہے کہ امور عادیہ کا خلاف بلا وجہ وجہ محض شاید لیکن سے نہیں مانا جاتا۔ عادت یہ ہے کہ جو شے دوسری سے ضعیف علاقہ رکھتی ہو حرکت میں ہمیشہ اس کی لازم نہیں رہتی بلکہ غالب چھوٹ جاتا ہی ہے۔ تنکوں کو دیکھتے ہیں کہ ہوا انہیں اڑاتی ہے۔ کچھ دور چل کر گر جاتے ہیں۔ پھر پتھروں کا کیا ذکر لیکن کبھی اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ جب سے عالم آباد ہے کبھی نہ سنا گیا کہ پتھر پھینکا ادھر ہوا اور گرا ہو ہزاروں گز مغرب میں اسی طرح باقی استحالے اب کبھی ہوا تو تار نہیں اس سے بھری ہوتی یہ ہر خلاف عادت دوام محض امکان کی بنا پر نہیں ہو سکتا اگر وجوب نہیں تو ضرور حکم عادت اس کا خلاف بھی تھا بلکہ وہی اکثر ہوتا۔ اور اگر وجوب ہے تو وہ یوں ہے (مقصود) کہ پتھر ہوا میں چسپاں ہو اور اس کا بطلان بدیہی ہے۔ یہ اس تقریر کی غایت توجہ ہے۔ اور اگر چسپاں ہونے سے ہوا میں استقرار مراد لیا جائے تو بیشک صحیح ہے۔ مگر اس وقت وہی دفع سوم ہے۔

کبھی ہوا

مستحور

دفع ششم

سوم کار کہ ہوا نہایت نرم و لطیف ہے۔ ادنی اثر سے اس کے اجزا منفرق ہو جاتے ہیں۔ تو اگر وہ حرکت عرضیہ کرے بھی تو ضرور نہیں کہ زمین کے ساتھ ہی رہے تو جو اس وقت ہوا میں کسی موضع زمین کے محاذی ہے۔ کچھ دیر کے بعد کیونکر اس موضع کا محاذ (ہی) رہے گا۔ اقول۔ سوم کی طرح یہ دفع بھی صحیح ہے فقط ادلا حرکت سے عرضیہ کی قید ترک کی چاہیے کہ اعتراض نہ ہو کہ ان سے نزدیک ہوا کی یہ حرکت ذائبہ ہے۔ ثانیاً ضرور نہیں کہ جگہ یہ کہنا چاہیے کہ ساتھ نہ رہے گی کہ وہ مستدل و مانع کی بحث پیش نہ آئے۔ اور خود آخر میں کہا۔ کیوں کر محاذی رہے گا۔ نہ یہ کہ محاذی رہنا ضرور نہ ہو گا۔ اگر کیے ساتھ نہ رہے گی۔ کیا ثبوت اقول عقل

ی

سیلم و مشاہد دونوں شاہد اور خود ہیات جدیدہ کو تسلیم ہے کہ کیفیت منجد کے اجزاء حرکت میں برقرار رہتے ہیں جب تک اتنی قوی ہو کہ تفریق اتصال کر دے اور لطیف سیال کے اجزاء اور فی حرکت معتد بہا سے منفرق ہو جاتے ہیں ہرگز اس نظام پر نہیں رہتے تو اتنی سخت قوی حرکت سے ہوا و آب کا منتشر ہونا لازم تھا نہ یہ کہ ہر جز جس جز ارض کا محاذی تھا اس کے ساتھ رہے گویا وہ نہایت سخت جسم ہے جسے دوسرے سخت میں مضبوط میخوں سے جڑ دیا ہے۔ ان بیانیوں سے ظاہر ہوا کہ وہ حرکت عرصہ اشیا با تباع آب و ہوا کا عذر جس پر ہیات جدیدہ کے اس گھروندے کی بنا ہے دو وجہ صحیح سے پادر ہوا ہے۔

لے ص ۱۱۱ اگر تم کسی جسم سیال کو بلاؤ تو اس کی ہولاری میں خلل انداز ہو گے، قاعدہ کلیہ ہے اور شن میں جزئیات کی تصریحیں آتی ہیں۔ ۱۲ غفرلہ

یہ فصل سوم تمام و کمال لکھ لینے کے بعد جب کہ فصل چہارم شروع کرنے کا ارادہ تھا ولد اعز مولوی ضبین رضا خاں سلمہ کے پاس سے شرح حکمت العین ملی اس میں دو دفع اور نظر آئے کہ دونوں رد اول ہیں۔ صاحب کتاب نے انھیں نقل کر کے رد کیا وہ یہ ہیں دفع ہفتم ہوا اس حرکت سے متحرک ہو تو ہیں اس کی یہ حرکت محسوس ہو رہی جب ہو کہ ہم اسی حرکت سے متحرک ہوں کشتی جتنی تیزی سے چلے۔ قطعاً وہ ہو کہ اس میں بھری ہے اتنی تیزی سے اس کے ساتھ جاری ہے کہ کشتی نشین کو محسوس نہیں ہوتی یعنی جبکہ ہو اساکن ہو اپنی حرکت ذاتیہ سے متحرک ہو۔ دفع ہشتم ابرو ہو مغرب کو حرکت کرنے محسوس ہوں۔ خصوصاً جبکہ چال نرم ہو بلکہ مغرب کو ان کی حرکت محال ہو کہ اتنا قوی شدید جھوٹکا انھیں مغرب کو پھینک رہا ہے۔

ر (برائی کسی حرکت عرصہ سے متحرک ہو نا اس کے خلاف جہت میں ہے جسم کی نرم حرکت ذاتیہ اس شخص

کا مانع نہیں ہوتا اور نہ سوار کشتی جہت کشتی کے خلاف نہ چل سکے کہ اندر کی ہوا سے حرکت میں بہت تیز ہے نہ وہ اس نرم حرکت کے احساس کو منع کرتا ہے۔ اور نہ پتھر کہ کشتی کی ہوا میں خلا و جہت پر پھینکیں چلتا نہ معلوم ہو نہ پتھر کی ہوا محسوس جب کہ جہت خلاف کو جھلیں۔

اقول۔ یہ دونوں دفع وہی زیادات فنیہ میں کہ منتقرب آتی ہیں۔ جن کو ہم نے صاحب ہدیہ سید بہ (باقی اگلے صفحہ پر)

ادغامے باطل پر آئی کہ جو جسم کسی متحرک جسم میں ہوا اس کی حرکت اسی قدر ان میں بھی بھر جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی حرکت سمجھنے پر بھی بلکہ اس سے جدا ہو کر بھی اس میں باقی رہتی ہے۔ اقول یعنی پتھر ہوا میں بالغرض متحرک نہیں بلکہ یہ گھٹنے میں ہزار میل سے زیادہ مشرق کو بھاگنے اور ایک منٹ میں گیارہ ۱۱۰۰ سو میل سے زائد اور پھر چڑھنے کا سود خود پتھر کے سر میں پیدا ہو گیا ہے۔ انصاف والو کیا اس سے عجیب تر بات زائد سنی ہوگی۔ مخالف آداب مناظرہ سے ناواقف اس پر دلیل دینے سے عاجز ہے ناچار چھ مثالوں سے اس کا ثبوت دینا چاہتا ہے۔ ہم ہر مثال کے ساتھ بالائی کلیر نیٹراڈ کر کریں جس کی حاجت نہیں پھر بنو فیفہ تعالے جامع وقامع رد بیان کریں وہ مثالیں یہ ہیں۔

شیشہ پانی سے بھر کر جہاز کے مسطول میں باندھیں۔ دوسرا اس کے نیچے رکھیں حرکت جہاز سے پانی کے خوفطرے اوپر کے شیشے سے چمکیں گے نیچے کے شیشے سے باہر نہ گریں گے (حدائق) یعنی اس کا ہی سبب ہے کہ جہاز کی حرکت ان قطروں میں بھی پیدا ہو گئی ہے یہ خود بھی اسی قدر سفینہ کے ساتھ متحرک ہیں۔ لہذا محاذات نہیں چھوڑتے۔ اس کے لفظ مثال دوم میں یہ ہیں۔

در حرکت سفینہ مشارک بودہ پائے ستون فی افتد۔ اس سے ظاہر وہی ہے ہوا اور جدیدہ والوں نے تصریح کی کہ خود اس جسم میں وہ حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اگر عریضہ سے یعنی جہاز کی حرکت سے مسطول تک ہوا اور ہوا کی حرکت سے یہ قطرے بالغرض متحرک ہیں تو قطع نظر اس سے کہ مسطول تک ہوا کی حرکت عریضہ کیوں کر پہنچی ہوگی تو اتنی ہوا کہ جو جہاز میں بھرتی

۱۔ یہ آدغامفتح الرصد میں نقل کیا اور علاحدائق میں بھی اس کی طرف میل ہوا اور نظارہ عالم ۲۳۱۱ میں اس پر بہت زور دیا جو مثالیں ہم کسی کتاب کی طرف نسبت نہ کریں وہ اسی سے ہیں۔

ہے اس کے جواب کو دہی بس ہے کہ پانی کی یہی بوند اگر ہوا میں حرکت عرضیہ سے بالغرم متحرک ہوتی تو مومن کے پتھر کا اس پر بنیاس کیوں کر بھیج جسے ہوا کسی طرح سنبھالنا درکنار سہارا تک نہیں دے سکتی۔ متنازع المرصد میں اس پر تین رد ہیں۔

یکم مضمر کہ بغرض تسلیم اگر ایسا ہو بھی۔ اقول یعنی کونسا مشاہدہ اس پر شاہد ہے کہ قطرے اس سے باہر نہیں گرتے تو منزل پر کھڑے ہوا در زمین پر شیشہ رکھ کر اپنے ہاتھ میں کٹورے کو جنبش دو کہ قطرے چھلکیں ہرگز اس کی ذمہ داری نہیں دے سکتے کہ شیشے ہی میں گریں گے۔ بلکہ اکثر باہر ہی جائیں گے یہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ اپنے تخیلات کو مشاہدات و تجربات کے رنگ میں دکھاتے ہیں۔

دوم۔ جو ہوا جہاز کو حرکت دیتی ہے ان قطروں کو بھی دے گی۔ اقول یعنی دخانی جہازوں پر بھی ہوا کی مدد ہے۔ اگر اس سمت کی نہ ہو پر دے باندھ کر کی جاتی ہے۔ سوم۔ اوپر کا شیشہ جہاز میں بندھا ہوا ہے۔ اس کی حرکت سے اسی طرف جھٹکا کھانا ہے اس کا جھٹکا ان چھلکتے قطروں کو اسی سمت متوجہ کرتا ہے۔ اور اپنی پہلی محاذات پر نہیں گرنے دیتا۔ ہاتھ پانی میں بھر کر ایک طرف کو جھٹکو تو قطرے جھٹکے کی طرف جائیں گے نہ کہ جس جگہ ہاتھ سے جدا ہوئے اس کی محاذات میں سیدھے آئیں۔ مثال دوم میں آتا ہے۔

اقول رد چہارم (۲) مسطول سے پتھر گراؤ تو سیدھا اس کے پاس میں گرے گا حالانکہ جب تک وہ اوپر سے نیچے آئے کشتی کتنی سرک گئی لیکن یہ حرکت کشتی کا شریک ہو کر محاذات نہ چھوڑے گا (حدائق)۔

اقول۔ سارا مدار خیال بندیوں پر ہے ضرور یہ مسطول پر چڑھے اور وہاں سے پتھر پھینکے اور ان خط عمود پر اترنا آزما چکے۔ وہ پتھر کتنے بھاری تھے۔ ہوا کی کیا حالت تھی کہ کس رُخ کی تھی۔ جہاز کتنی چال سے جا رہا تھا۔ سمت کیا تھی مسطولوں کی بلندی کتنی تھی۔

اور جہاز کی حرکت سے کتنی بلندی تک ہوا متحرک ہوتی ہے۔ تم کتنا بڑا پتھر لے کر یہاں تک چڑھے
تھے دونوں ہاتھوں میں سیدھا خادان پر رکھ کر آہستہ چھوڑ دیا تھا یا پھینکا تھا اس وقت ہاتھ
نے کدھر کو حرکت کی تھی پتھر جہاں گرا وہیں جم گیا یا اچھلا تھا اس حد کا کیا ثبوت ہے ان سوالوں
کے جواب سے حقیقت کھلی آئے گی یا معلوم ہو جائے گا کہ قطرے شیشی میں گرنے کی طرح خواب
دیکھتا تھا بعونہ تعالیٰ دلائل قطعیہ ابھی آنے ہیں جن کے بعد آنکھ کھل جائے گی تو کچھ نہ تھا۔ نمبر ۱۲
پھر فصل دوم رد ۳۶۲ میں دیکھ چکے کہ یہ لوگ کیسی صریح باطل بات کو مشاہدہ کے سر تن پ
دیتے ہیں اور اس سے بڑھ کر اس کی نظیر فصل چہارم میں آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فصل چہارم

میں انہیں لوگوں کا زعم آتا ہے کہ بڑے یورپین ہندسوں نے تجربے کیے ہیں کہ پتھر بلندی سے پھینک تو
سیدھا وہاں نہیں گرتا بلکہ مشرق سے ہٹ کر اب یہاں یہاں رادعا کہ مسطول سے پتھر پھینک تو وہیں
گرتا ہے۔ پتھر تو پتھر ہے۔ قطرہ جو مسطول کی شیشی سے —
چھلکے سیدھے نیچے کی شیشی میں آتی ہیں۔ یہاں زمین کی حرکت کو بھول گئے۔ غرض زبان
کے آگے بارہل چلتے ہیں۔ جو چاہا کہڑالا۔ اور مشاہدے کے سر مارا (۳) گھوڑا باگاڑی
چلتے چلتے دفعۃً تنہم جائے تو سوار کا سر آگے جھک جاتا ہے۔ کشتی جب کنارے پر لگتی ہے۔
بیٹھنے والے نہ سنبھلیں تو موتھ کے بل گر پڑیں۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ان سوار پول کی
حرکت سواروں میں بھی اتنی ہی ہو گئی تھی وہ نہیں اور ان میں حرکت باقی تھی
جس کا اثر یہ ہوا۔ اقول اولاً کشتی ساحل سے نہ ٹکرائے یا گھوڑا یا گاڑی آہستہ چلتے ہوں۔
اور دفعۃً ٹھہر جائیں یا تیز چلتے ہوں۔ اور بندریج ٹھہریں تو کچھ بھی نہیں ہوتا کیوں نہیں
ہوتا کیا — ہاں حرکت نہ بھری تھی۔ اس کی وجہ محض جھٹکا لگنا ہے نہ یہ تا نبا
بارہ کا مشاہدہ ہے کہ دفعۃً ریل کے اسٹیشن سے چل دینے میں آدمی نہ سنبھلے تو گر پڑے
اس وقت کو نفسی حرکت بھری تھی سبب وہی جھٹکا ہے (۴) جس طرف میں پانی بھرا ہو
— تھوڑا ہل کر یکا یک روک لو پانی ہلتا رہے گا کہ وہ حرکت ہنوز اس میں بھری ہے۔ اقول
اولاً آٹا بھرا ہو تو وہ کیوں نہیں ہلتا رہتا۔ حرکت جب پتھر میں بھر جاتی ہے۔ آٹے میں کیوں
نہ بھری۔ ثانیاً پانی لطیف ہے۔ اس ہلانے کے صدمہ نے بالذات اسے حرکت دی اور اس
کے اجزاء کی تماس کم ہونے کے باعث دیر تک رہی نہ یہ کہ طرف کی حرکت اس میں بھر گئی

کچھ بھی غفل کی کہنے ہو (۵) انگریز نمٹ زمین میں دو ٹکڑیاں کاٹ کر ان میں اتنی اونچی رسی باندھتا ہے کہ گھوڑا نیچے سے نکل جائے پھر گھوڑے پر کھڑے ہو کر گیند اچھالتا گھوڑا دوڑاتا ہے۔ اسی کے قریب آکر گھوڑا نیچے سے اور سوار گیند اچھالتا اور پھر سے اچھل کر پھر گھوڑے پر آجاتا ہے۔ اس کا یہی سبب ہے کہ گھوڑے کی حرکت سوار اور سوار کی گیند میں برابر موجود تھی صرف اسے اچھلنے کی حرکت اور کرنی ہوتی۔ ۱۰ قول اولانٹ یا بھان منی کے کرتبوں سے جو محسوس ہوا اس سے استدلال تمہارا یہی کام ہے اس کے سبب اسباب خفیف ہوتے ہیں۔

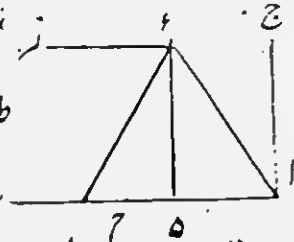
مثلاً گھوڑے کی پیٹھ ختم گردن سے سچھوں تک ڈیڑھ گز فرض کیجئے اگر رسی پشت اسب سے بارہ گزہ ادھی ہے اور نمٹ گھوڑے کی گردن کے پاس کھڑا ہے۔ تو جتنی دیر میں گھوڑے کی پیٹھ رسی سے نیچے سے گزرے گی اتنی دیر میں نمٹ رسی کے اوپر گھوڑے کے اوپر آجائے گا۔ اور اگر بارہ گزہ سے کم اونچی ہے تو اور آسانی ہے اور اگر زائد ہی ہو بہر حال نمٹ کے قدم سے ضرور کم ہوگی ورنہ اچھلنا نہ پڑتا تو غایت یہ کہ اتنی خفیف مسافت میں اسی نسبت سے نمٹ کی اچھال گھوڑے کی چال سے زائد ہو۔ یہ کیا حال ہے۔ خصوصاً سدھائے ہوئے گھوڑے کو تھپکی دیکر اس کا اچھلنا اتنی دیر گھوڑے کے جھمکنے کو کافی ہے۔

اور اگر یہ نہ مانو اور وہی صورت بتاؤ جس میں اس کے جانے آنے کی مسافت گزر اسب کی مسافت سے بہت زائد ہو جائے اور جو تو جہیہ ہم نے کی اس کی گنجائش نہ رہے تو اور بھی بہتر کہ تمہارا استناد خود ابتداء میں نمٹ میں گھوڑے کی چال تو یہی ہے تو پھر اس سے کہنے ہی گز زائد کہاں سے آگئی۔ مثلاً رسی دو گز اونچے پر اور یہ اس کے متصل آکر اچھلا پھر پشت اسب کے اسی حصے پر آگیا جہاں تھا تو گھوڑے نے اتنی دیر میں صرف رسی کا عرض طے کیا جسے انگل بھر رکھ لیجئے۔ اور نمٹ اتنی ہی دیر میں ایک سو نرانوے انگل طے کر آیا۔ ۹۶ جاتے ۹۶ آنے اور ایک انگل رسی تو نمٹ کا بے کو ہے وہ انجن جس میں ۱۹۲ گھوڑوں کا زور ہے جب ۱۹۲ زور اور کہیں سے آگئے تو وہ بچا ہوا ایک اور کہیں سے نہیں آسکتا۔ اس گھوڑے ہی کا بھرنا کیا ضرور ہے۔

رہی گیند نو وہ نٹ کے اپنے ہاتھ کا کھیل ہے۔ اڑنے جانور پر بندہ ق چلائیو الا پہلے اندازہ کر لیتا ہے کہ اتنی دیر میں — کہاں تک اڑ کر جائے گا۔

باقی حال نازنگی میں آتا ہے (۶) چلتی ریل میں نازنگی اچھالیں ہاتھ میں آتی ہے حالانکہ اس کے چڑھنے اترنے کی دیر میں ہم کچھ آگے بڑھ گئے۔ معلوم ہوا کہ نازنگی میں ریل کی چال بھری ہے وہ اسے محاذات سے الگ نہیں ہونے دیتی۔ بقول یہ خیال تو صریح حال ہے کہ جسم واحد وقت واحد میں بذات خود دو جہت مختلف کو دو حرکت اہینہ کرے لاجرم نازنگی میں اگر دو حرکتیں جمع ہوتیں تو چھ خط پر چڑھتی اور ترچھے ہی پر اترتی مثلاً ریل اسے ب کی طرف جارہی ہے اپرتم ہو تم نے

نازنگی اچھالی یہ حرکت اسے ج کی طرف لیجاتی لیکن ریل کی حرکت جو اس میں بھری ہے۔



اس سے وہ ب کی طرف جانا چاہتی ہے۔ اور دونوں زور باہم متضاد نہیں کہ ایک آگے کھینچے دوسرا پیچھے تو اگر دونوں زور مساوی ہوں حرکت اصلاً نہ ہو ورنہ صرف غالب کی طرف جائے یہاں ایسا نہیں بلکہ دو جہتیں مختلف ہیں نہ متضاد لہذا نازنگی دونوں کا اثر قبول کرتی اور اب وہ نہ ج کی طرف جاتی نہ ب کی طرف کہ یہ تو ایک ہی کا اثر ہوا لاجرم دونوں کے بیچ میں ا کی طرف گزرتی جیسے تم زمین میں کہتے ہو کہ شمس نے اپنی طرف کھینچا اور نافریت نے قائمگی دوسرے ضلع پر لہذا وہ نہ ادھر آئی نہ ادھر گئی۔ بلکہ بیچ میں ہو کر نکل گئی (۷) پھر

جب ا پر پہنچی اور رومی کی تاثیر ضرور ہوئی (۸) میل طبعی یا تمہارے طور پر جذب زمین اسے خط ا پر لانا چاہتا لیکن ریل کی حرکت جو اس میں بھری ہے۔ اس سے خط ا ز پر جانا چاہتی

ختم ہوئی

۵۵
اے واقع میں یہ خط نہ مستقیم ہوتا نہ قوس بلکہ چھوٹے چھوٹے مستقیموں کا مجموعہ شبیہ بہ قوس جیسا کہ حرکت زمین میں گزرا کرتے چھوٹے خطوں میں قلت تفاوت کے سبب انھیں قوس کی جگہ ساقین یا جیسے قوس صغیر و تر میں تفاوت نہیں لیتے۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

تو اب بھی دونوں کے بیچ میں خط ع ج پر اترتی اور اتنی دیر میں تم اسے ج تک پہنچے
نارنگی ہاتھ میں آگئی۔ یوں ان دو حرکتوں کا اجتماع ہو سکتا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہرگز نارنگی
اپنے صعود و نزول میں مثلث اء ح نہیں بناتی۔ بیدھی چڑھتی اترتی ہے یا کچھ انحراف ہوتا ہے
اس پابندی سے کہ آگے ہی کی طرف مائل چڑھے اور وہاں سے اور آگے کی جانب مائل اترے
اگر کہئے ہوتا ہی ہے۔ مگر انحراف خفیف ہے۔ لہذا محسوس نہیں ہوتا۔ بقول ہرگز خفیف نہیں
بہت کثیر ہے۔ فرہن کیجئے نارنگی اتنی قوت سے اچھالی کہ گز بھر اوپر جائے۔ اور اس کے آنے جانے
میں ایک ہی سکند صرف ہوا اور ریل فی ساعت ۳۰ میل جا رہی ہے تو ایک سکند میں ۵۵ فٹ

کے قریب یعنی ۶۷ فٹ بڑھے جائے گی۔ اب مثلث اء ح میں قاعدہ اء ح ۱۵ فٹ اور عمود

عہ تین فٹ تو دونوں زاویے اء ح ۲۱ درجے ۴۸ دقیقے ہوئے تو زاویہ ج ۶۸ درجے ۱۲ دقیقے ہوا

یعنی نارنگی کا زمین فصل چہارم سے بھی کم ہوا اور انسان کے چہرے سے فاصلہ تین خطے بھی زائد ہے۔

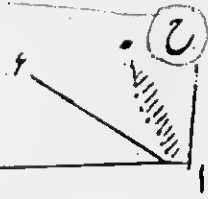
خط اء ح ہے اور نارنگی خط اء ح پر گئی۔ کیا اتنے عظیم جھکاؤ کو کوئی

سلیم الحواس بید صاحب کی طرف جانا سمجھ سکتا ہے تم کہ

عرفیہ سے بھاگے اور خود نارنگی میں ریل کی حرکت بھری

اس میں دو ذاتیہ اینیہ حرکتوں کے اجتماع پر اس اشکال کا حل تیار ہے ذمے ہے سر سے

بلند حرکت پر اگر یہ عذر نکل سکتا۔



خط اء ح ہے اور نارنگی خط اء ح پر گئی۔ کیا اتنے عظیم جھکاؤ کو کوئی

سلیم الحواس بید صاحب کی طرف جانا سمجھ سکتا ہے تم کہ

عرفیہ سے بھاگے اور خود نارنگی میں ریل کی حرکت بھری

اس میں دو ذاتیہ اینیہ حرکتوں کے اجتماع پر اس اشکال کا حل تیار ہے ذمے ہے سر سے

بلند حرکت پر اگر یہ عذر نکل سکتا۔

۱۔ مثلث مستقیم الاضلاع میں۔

$$\text{غہ : اد :: نکل : ع} = \frac{40 \times 13}{450} = 22 \text{ نکل زاویہ ہو}$$

$$22 = \frac{22 \times 13}{13} = 22 \text{ نکل زاویہ ہو}$$

$$22 - 21 = 1 \text{ نکل زاویہ ہو}$$



کر ریل کی حرکت میں نارنگی اور آدمی دونوں برابر شریک ہیں لہذا وہ ہر وقت ہر کے
 محادی ہی رہی اور خط منحرف کو مستقیم گمان کیا مگر یہ صورت کہ نیچے ہاتھ رکھ کر گزیر
 اور چھالی وہاں یہ عذر کیوں کر چلے گا بعض نے اس مثال میں جہاز یا کہ نارنگی دو ر
 پھینک سکے اور کہا اپنی پوری طاقت سے اوچھالی اور ہاتھ میں آتی ہے۔ اقول اولاً
 یہ تو اور بھی آسان ہے خط عمود پر پھینکنا صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہاتھ سیدھا
 رکھ کر اوپر اس طرح جنبش دو کہ ہاتھ کسی جانب اصلاً میل نہ کرے یہ بہت خفیف حرکت ہوگی
 پوری قوت سے اوپر پھینکنا ہمیشہ خود ہی خط منحرف پر ہوگا۔ جہاز جدھر جا رہا ہے اس
 کے خلاف طرف مہنہ کر کے پوری قوت ہاتھ کے کامل جھٹکے سے پھینک کر دیکھو
 نارنگی کدھر جاتی ہے۔ ثانیاً اگر بالفرض ہاتھ خط مستقیم پر دو ر پھینک سکے تو پہنچتا
 نہیں ہے کہ ہوا اسے مستقیم نہیں رکھتی۔ آتش بازی کا تبا س یا نارنگی نہ خط مستقیم
 پر رہیں۔ نہ اسی خط پر عود کریں یہ تو بہت قوی قوت سے خط عمود ہی پر پھینکے گئے
 تھے ان کو کس نے ترچھا کیا اس میں کس کی حرکت بھری تھی۔ یوہن زین پر بندوق
 سیدھی رکھ کر فیر کر دیکھا گولی اتر کر نالی میں آجائے گی۔ یہ بدیہی باتیں ہیں پھر ان کے
 انحراف کی کوئی سمت نہیں یوہن جہاز سے بقوت تمام پھینکی نارنگی اگر آگے ہی کی طرف
 بقدر مناسب منحرف ہوتی ہاتھ میں آجائے گی ورنہ تبا سے اور نارنگی گولی کی طرح وہ بھی
 کہیں کی کہیں جائے گی اور کھل جائے گا کہ مسطول کے پتھر کی طرح یہ بھی تمہارا خواب تھا۔
 جہاز کے شیشوں کی طرح یہاں مباحث اور بھی ہیں مگر ہم جامع اعتراضات کریں
 جو سب مثالوں کے رد کو بس ہوں فاقول اولاً جتنی مثالیں ہم نے دیں سب میں
 حرکت ایسے میں قوت دفع ہے دیکھو دلیل (۸۷) تو ہر دفع مدفوع میں حرکت واحد
 کامل ہوا ہے۔ جس سے پھینکا ہوا پتھر متحرک ہوا ہے یہ حرکت جس طرح اب مزاج
 کو دفع کرتی ہے اس کا متعلق بھی اس کے اثر سے محفوظ نہیں ہوتا گھوڑے کی سواری

میں رگ رگ ہل جاتی ہے گاڑی میں ہال لگتی ہے جہاز میں غیر عادی کا سر گھومتا ہے۔ غشیان ہوتا ہے بالفرض اگر وہ استعداد بوجہ شدت حرکت اس حد کو پہنچے کہ حرکت سمجھنے یا جدا ہونے کے بعد کچھ رنگ لائے جیتاں عجب نہیں۔ بعد ازاں اس لئے کہ ظہور از بعد عدم مدد بت پتھر اس وقت متحرک ہوتا ہے جب ہاتھ کی وہ حرکت ختم جاتی ہے اور پتھر اس سے جدا ہو جاتا ہے۔ ہوا و آب کی حرکت وضعیہ دوبارہ دفع کا اس پر قیاس نہیں ہو سکتا۔ حرکت وضعیہ عین ذاتیہ ہو خواہ عرضیہ اس کی تحقیق زیادات فضیلہ پر کلام میں آتی ہے۔ قوت دفع نہیں اس میں کسی طرف کو بڑھنا نہیں کہ راہ میں جو پڑے اسے دفع کرے وہ اپنی راہ میں خود ہی ہے دوسرا اگر اس کے ٹخن میں اس طرح ہے کہ سب طرف سے اسے جرم کر دے اتصال ہے۔ جیسے کرہ آب و ہوا میں ہوتا ہے تو اگر کرہ اسے اٹھا سکتا ہے وہ اس میں اٹھا ہوا چلا جائے گا۔ خود اس میں نام کو جنبش نہ ہوگی ورنہ گر پڑیگا تو عظیم پتھر کہ ہوا کے اندر ہے جسے ہوا ایک آن کو بھی سہارا تک نہیں دے سکتی ہے محال عقل ہے کہ ساکن وقت میں جس وقت بتا بھی نہیں ہلتا ہوا اس سو من کی سل کو اپنی گود میں لے گھٹنے میں ہزار میل سے زیادہ اڑ جائے۔ جب حرکت مستدیر پر اسے جو متحرک ٹخن میں اسے بوجہ مذکور ہو اصلاح جنبش نہیں دیتی تو وہ اثر کیا ہے جو پتھر کے سر میں بھر جائے گا۔ اور بدستہ محال ہے کہ پتھر خود بخود ہزاروں میل اڑنے لگے لاجرم مثالیں ہوئیں اور زمین کی حرکت باطل اور اگر کہو کہ نہیں بلکہ حرکت مستدیرہ بھی دھکا دیتی ہے اور جو اس کے ٹخن میں ہوا اسے بھی یا نمبر ۳۳۰ میں ہماری تحقیق سے اخذ کردہ یہ حرکت وضعیہ نہیں بلکہ متوالیہ کا مجموعہ تو چشم مارو شن دل مانشا و حرکت زمین و ہوا کا۔ بوجہ یہیں پر خاتمہ ہو گیا۔

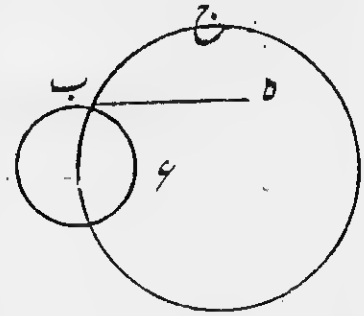
یکم۔ ذرا سی آندھی جسکی چال گھٹنے میں تیس چالیس ہی میل ہو بڑے سے بڑے پیڑوں کو جڑ سے اڑھیڑ دیتی ہے قلموں کو ہلا دیتی ہے یہ آٹھ پیر کی اتنی عظیم شہید آندھی گھٹنے میں ۳۳۰ میل اڑنے والی کیا کچھ قہر نہ ڈھائی انسان و حیوان کی کیا جان لے

پہاڑوں کو سلامت نہ رکھتی دوم تاہم یوں ہیں وہ آٹھ پہاڑ کہ تین دلیل ۷ تا ۹۔
تھے۔ اور پانچ زیادات فضیلہ میں آئے ہیں باطل ہو سکتے ہیں اور باطل ہوں گے۔ دہم
اب کہ پتھر وغیرہ کی حرکت بھی تمہیں عرضیہ نہ رکھی تھی پتھر اس دفع چہارم سے مفرتہ رہی کہ
حرکت قسریہ میں ضرور ضعیف و قوی بر اثر کا تفاوت لازم اگر اثر صرف رکنے قابل تو
من بھر کے پتھر کو کون ساٹھ لائے گا۔ اور اگر من بھر کے پتھر کو منٹ میں میل پھینکا
تو ماشہ بھر پتھر کو کے ہزار میل پھر مساوات کیسے راہ سکتی ہے بہر حال ثابت
ہو از میں کی حرکت باطل ہے۔ ثانیاً یہ کلمہ تہاری باگ ڈھیلی ڈالنے سے
تھا اب باگ کشتی کریں جب کسی جسم میں حرکت بھر جاتی ہے اس کے بعد اس قوت
کے پھر ختم ہونے تک وہ محرک کا محتاج نہیں رہتا نہ حل نکلنے پر دفعۃً اپنی میل
طبعی یا جذب زمین سے گر جاتا ہے بلکہ یہاں تک کہ قوت رفتہ رفتہ ضعیف ہوتی
اور بالآخر میل یا جذب اس پر غالب آتا ہے پھینکے ہوئے پتھر سے دونوں باتیں واضح
ہیں اگر خود اجسام میں ان محرکات کی بھر جاتی تو چلتی کشتی میں جو پتھر اس میں کوک بھری
ہوئی ہے چاہیے کہ کشتی ٹھہرنے پر بھی یہ سب کچھ دیر تک چلتے رہیں۔ رتن صندوق وغیرہ
رکھے ہیں چند سکند تو آگے سرکیں کشتی معاذ اللہ دفعۃً لوٹ جائے تو آدمی کچھ دور
تو کشتی کی چال چلیں ریل میں پیچ کا تختہ لوٹ جائے لوٹ جائے تو فوراً پیچے نہ جائیں بلکہ
کچھ دور چلکر میل یا جذب کا اثر لیں گھوڑا اگر جائے جب بھی وہ ٹٹ کچھ دیر ہوا پر گھوڑے
کی دوڑ اوڑے کہ جب تک حرکت بھری ہے جذب سے متاثر نہ ہوگا۔ جہاز رکنے
پر وہ قطرے کہ شیشے میں گھر رہے تھے اب جہت حرکت کی طرف آگے کریں بلکہ ان
کے اوڑنے میں جہاز رک جائے تو یہاں تک سیدھے آتے آتے فوراً آگے بڑھ
جائیں کہ پیچے کا شیشہ ٹھہر گیا اور ان میں ابھی کوک باقی ہے یوں جہاز رکے ہی مسطور
سے پتھر پھینکیں تو اب اس کے پیچے نہ گرے بلکہ آگے بڑھ کر اور اس کے گرتے جہاز رک
لیں تو آدھے رستے سے فوراً سمت بدل دے نیز چلتی گاڑی میں جبکہ پشت گھوڑوں
کی طرف منسوب۔ دفعۃً رکے پر ان کے سر آگے کو نہ بھکیں بلکہ سر میں پیچھے کو سرکیں کہ ان میں ادھر

کی کنبی دی ہوئی ہے ریل رکتے ہی مار گئی اچھالیں تو اب ہاتھ میں نہ آئے آگے بڑھ کر گرے دس
یہ ہیں صد ہا اور۔ کتنے اسحائے تم پر پڑے ثالثا پتھر کر زمین پر رکھا اس کے ساتھ گھوم رہا ہے اس
کی یہ حرکت وضعیہ نہیں کہ وہ نہ کرہ نہ اپنے محور پر گھومتا ہے اور خود اس میں حرکت بھری ہے
جس کا مقصد آگے بڑھنا اور دائرہ زمین کو قطع کرنا ہے اگر کچھ دیر کو ہوا زمین رک جائیں پتھر جب
بھی چلے گا تم کہہ چکے کہ محرک کے رکنے پر بھی اس کی حرکت باقی رہتی ہے تو اس کے حق میں ضرور
اینبیہ ہے یہ بات اور ہے کہ زمین و ہوا بھی اس کے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں جس سے آئین
نہیں بدلتا یہ یوں نہیں کہ وہ آئین بدلنا نہیں چاہتا بلکہ یوں ہے کہ آئین اس کا پیچھا
نہیں چھوڑتا غرض شک نہیں کہ دائرہ زمین پر اس کی حرکت ایسی ہے جیسے مجموعہ کرہ زمین
و دیگر سیارات کے اپنے مدار پر کہ قطعاً اینبیہ ہے اور حرکت اینبیہ اپنے مقابل کی ضرورت
کرتی ہے تو لازم کہ پتھر کا ٹکڑا جو زمین پر رکھا ہے جسے تم مشرق کی طرف ایک انگلی سے
سر کا سکو اسے مغرب کی طرف چاروں ہاتھ پاؤں کے زور سے جنبش نہ دے سکو کہ اس
میں مشرق کی طرف فی ساعت ہزار میل دوڑنے کا زور بھرا ہوا ہے یہ زور کیا تمہاری
سہل مان لیگا کیا تمہیں لٹا نہ پھینکے گا رابعہ بیچارے پتھر کے سراپیک ہی حرکت نہیں یک
نشد و شد ہے زمین کی اپنی طور پر حرکت اسے مشرق کی طرف فی ساعت ہزار میل سے زیادہ
دوڑاتی ہے اور اپنے مدار پر حرکت اسے مدار کی طرف ہر منٹ میں گیارہ سو میل سے
زیادہ دوڑاتی ہے ایک جسم ایک وقت میں دو طرف کو صرف تین صورتوں میں حرکت
کر سکتا ہے (۱) ایک وضعیہ ہو دوسری اینبیہ جیسے ہنگو کا گھومتے ہوئے بڑھنا (۲)
دونوں اینبیہ ہوں مگر عرضیہ جیسے اس آدمی کے کپڑے جو کشتی کے اندر مغرب کو
چل رہا ہے اور کشتی مشرق کو (۳) ایک ذاتیہ ہو دوسری عرضیہ جیسے شخص مذکور کی کشتی
میں حرکت مگر یہ کہ دونوں اینبیہ ہوں اور دونوں ذاتیہ یہ قطعاً محال ہے ورنہ ایک
جسم وقت واحد میں دو مکانات میں ہو۔ ہاں دو محرک اسے دو مختلف غیر متقابل اطراف
کو حرکت دیں تو وہ ان دونوں میں سے کسی طرف نہ جائے گا بلکہ دونوں جہتوں کے بیچ
میں گزرے گا جیسا کہ ابھی مثال ششم کے رد میں گذرا تو یہ پتھر کہ زمین پر رکھا ہے اور

تم عرضیہ سے بھاگ کر خود اس میں حرکت پھر چکے تو دونوں اس کی ذاتیہ ہوئیں اور ہم بیان کر چکے کہ اس کے حق میں وہ شرقی حرکت بھی وضعیہ نہیں اینیہ ہے تو وقت واحد میں سنگ واحد و مختلف جہت کو دو حرکت اینیہ ذاتیہ ہر گز ٹکریگا بلکہ ان کے پیچ میں گزریگا اب زمین ج مقام ب پر پتھر ہے زمین کی حرکت صاعدہ نے اس میں ج کی طرف جانے کی کوک بھری اور حرکت مستدیرہ نے ع کی طرف آنے کی کنخی دی تو

پتھر نہ ج کو جائے گا نہ ع کو آئے گا بلکہ ہ کی طرف اٹریگا تو لازم کہ نہ ایک پتھر بلکہ تمام اسباب صندوق پٹارے پر تن پلنگ وغیرہ بلکہ انسان حیوان سب کے سب ہر وقت ہوا میں اڑتے رہیں تم نے دیکھا کہ غرضیہ سے بھاگ کر خود اجسام میں کوک بھرتا اس سے بھی زیادہ کس درجہ فاحش تھا لا جرم وہ



۱۱۔ دلیلیں بھی لاجواب ہیں (زیادات فضلیہ) خانہ کتب حکمت یونانیہ یعنی ہدیہ سعیدیہ میں حرکت ارض پر کلام مبسوط ہوا جس میں سے بہت اور پر اس کے ابطال پر آٹھ دلیلیں اپنی طبعاً ذکر ہیں

جس میں سے ایک دفع دوم میں گزری اور دو تیسریں میں آتی ہیں یا پنج کی یہاں تلخیص کریں یہ دلیلیں مزموم مخالف تحرک باقی ہمنوا بغرض ہوا ہو بغرض فرضی کرہ کی حرکت وضعیہ پر کلام شدید ہے۔ خصوصاً بطور طبیعیات یونان جس میں یہ سعیدیہ ہے۔ بین بین ابطال بتوفیقہ تعالیٰ اپنی تحقیق سے انکار بخد لکھ تصحیح و تائید میں لیں گے۔

(دلیل ۱۰۱) ہوا کی حرکت شرقیہ کہ اس قدر تیز ہے اس کے معمولی چلنے سے بدجہا

۱۔ ان پانچ کا طبعاً ذکر ناشکوک ہو گیا کہ ان کے ماخذ شرح حکمۃ العین میں نظر آئے جز کا بیان سے دفع ۸ میں گزرا ہاں تو اردبید نہیں بلکہ اظہر ہیں ورنہ شارح مذکور نے ان پر جو رد کئے ہدیہ سعیدیہ میں ان کے دفع کی طرف توجہ ہوتی یا انہیں دیکھ کر یہ دلائل ذکر ہی نہ کئے جاتے ۱۲ منہ غفرلہ ۱۳ ہر جگہ ہم نے لفظ عرضیہ بوجہ معلوم کم کر دیا ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہ۔

سخت ہوگی تو چاہیے پروائی کبھی چلتی معلوم ہی نہ ہو ہمیشہ پچھاؤ ہی رہے۔

(دلیل ۱۰۲) پروغیرہ بلکہ اجسام پچھاؤ میں مغرب کو کیونکر جلتے ہیں حالانکہ وہ قہر آندی مشرق کو چلتی ہوئی انہیں پیچھے پھینکتی ہے۔

(دلیل ۱۰۳) تھی ہوا میں دو پرند مساوی قوت سے مشرق و مغرب کو اڑیں ان کی اڑان کیونکر برابر رہتی ہے حالانکہ ہوا پہلے کی معاون اور دوسرے کی معاق ہے یوں دو کشتیاں۔

(دلیل ۱۰۴) تیز پچھاؤ میں مغرب کو اڑنے والا پرند تیز جاتا ہے اور مشرق والا سست کہ پچھاؤ اول کا معاون دوم کا معاق ہے ہوا مشرق کو دورہ تو اس کا عکس لازم تھا کہ اول معاون پچھاؤ ضعیف ہے اور معاق حرکت شرقیہ قوی اور ثانی میں عکس یوں نہیں دو کشتیاں، (دلیل ۱۰۵) آدمی جب تیز ہوا میں اس کے سامنے آتا ہو۔ ہوا کو اپنی مدافعت کرتا پائے گا مگر یہاں مشرق و مغرب دونوں طرف چلنے میں کوئی احساس نہیں ہوتا

اقول ان پانچوں دلیلوں کا حاصل یہ ہے کہ چلتی ہوا اپنے سامنے کی شے کو دفع کرتی ہے اور یہ مدافعت یہاں نہیں لہذا ہوا کی حرکت مستدیرہ باطل اور وہ حرکت زمین کو لازم تھی اور اتھوائے لازم انتقالے ملزوم ہے تو حرکت زمین باطل مگر ہے یہ کہ معاونت اس وقت حرکت اینیہ میں ہے۔ جیسے پانی کی موجیں ہوا کے جھونکے جس میں ہر لاحق مکان

لے یہاں زیادہ تفصیل سے کام لیا ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اوپر دریا و ہوا اس مزعوم حرکت کا کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ ظاہر موج و دوشس کا اگر دریا ہے اور دونوں ساکن ہیں مشرقی غزبی دونوں کشتیاں کہ مساوی قوت سے چلیں مساوی چلیں گی اور پانی جا رہی ہے تیز ہوگی اور دوسری سست اور دریا و ہوا دونوں کی حرکت ایک طرف کو ہے تو موافق بہت تیز مخالفت بہت سست اور دو طرف کو تو ہوا و دریا جس کی حرکت زائد ہے اس کی موافق بقدر اس زیادت کے تیز اور دوسری سست ۱۲ منہ غفرلہ۔

مزعو
اے
حرک
جسم
خلاف
وصح
سے
گرد
۱۰۰
۹۹
اور
الحمد

سابق میں آنا چاہتا ہے تو اسے دفع کرتا ہے اب اس ہو یا پانی میں اگر مثلاً انسان چلے تو وہ ایسے مکان میں آیا جس پر لٹے اور صدے متوالی چلے آتے ہیں لہذا اگر اس کا منہ ادھر کو ہے معا وقت پائے گا اور پشت تو معا و منت مگر حرکت وضعیہ حرکت واحدہ کل کرے کو عارض ہے نہ کہ اجزائے مشرقہ کی کثیر حرکات اینیہ متوالیہ کا مجموعہ کہ طبیعات یونان میں جسم متصل وحدانی ہے اس میں بالفعل اجزاء ہی نہیں اور اگر اجزاء سے ترکب تو جب بھی حرکت وضعیہ میں موج و تلاطم آب و ہوا کسی طرح تدافع نہیں۔ اس میں کوئی جزو دوسرے کو دفع نہیں کرتا کہ دفع کرے کہ اپنی راہ میں کسی کو اپنی طرف آگے یا ساکن یا اپنی جہت میں اپنے سے کم چلتا پائے ہی تین صورتیں دفع کی ہیں اور وہ سب یہاں مفقود بلکہ سب اجزاء ایک ہی طرف کو یکساں چال سے اپنی اپنی جگہ قائم چلے جاتے ہیں تو جو جز جس جگہ بڑھنا چاہے اس سے پہلا جز اس کے وہاں پہنچے سے پہلے اس کے لئے جگہ خالی کر چکا ہوگا اور جب پہلا تلاطم تدافع نہیں تو احساس کس کا ہوگا اگر کہے یہ تو کرے کی اپنی حالت ہوتی جب مثلاً انسان اس میں داخل ہوا تو تفرق اتصال بدایت ہو اب ضرور ہے کہ آئندہ اسے دفع کرے۔

اقول دفع تو جب کرے کہ یہ حصہ خود چلتا ہو حصہ کوئی بھی نہیں چلتا کل کرہ متحرک ہے جس کے بعض اجزاء کی جگہ اب انسان ہے جسم اتصال اجزاء کے ماتحت ایک جزو دوسرے کو دفع نہ کرتا تھا اب اسے بھی کوئی دفع نہ کرے گا۔

اگر کہے کلام اس میں ہے کہ وہ داخل مثل انسان اس حرکت کے خلاف جہت اس جسم میں چلے تو اس کا مزاحم ہوگا اور مزاحم کی ملاقت ضرور۔

اقول جب متابع ہے مزاحم کہاں اس حرکت کے ساتھ خود چل رہا ہے اس کی لغت نہیں کرتا ہاں اپنی ذاتی حرکت سے پانی یا ہوا کو چیرتا ہے اس میں جتنی معاونت ہوتی ہے ہوا کی ورنہ نہیں بالکل یہاں اجزاء میں تدافع نہیں تو اس میں انسان جہاں داخل ہوا چلے ایسے مکان میں ہوگا جس پر کسی طرف سے دفع نہیں اور اس پر حرکت منتظمہ نہیں خود اس کا شریک و تابع ہے تو کسی طرف نہ معاونت پائے گا نہ معاونت۔ یوہیں اجسام او

مثل
لہ
زمین کی
دفعہ
کے ابطار
فصلیہ کی

مزعوم پر ان دلائل کی گنجائش،

اقول یہ کلام بردہ تحقیق تھا کہ حرکت وضعہ ان دلائل سے رد نہیں ہوتی مگر ہم ثابت کر آئے کہ زمین کی یہ حرکت اگر ہے تو یہ ہرگز وضعہ نہیں بلکہ قطعی حرکت کی جدا حرکت اینہی ہے اور حرکت اینہی میں بیشک دفعہ ہر یوں یہ پانچوں دلائل بھی صحیح ہو جائیں گے ان کی بنیاد دوسرے جسم کو دفع کرنے پر ہے اور ہمارے دلائل ۸ تا ۸۹ کی اجزاء کے تدافع و تلاطم اور خلاف میں ہے کہ اس سے ادق و احق ہے والحمد للہ علی ما علم وصلى اللہ تعالیٰ علی سیدنا و آلہ وصحبہ وسلم محمد اللہ تعالیٰ ایک سو پانچ دلیلیں ہیں نوعی خاص ہماری ایجاد اور پندرہ اگلوں سے لیکن فصل اول کی پہلی اور دوم کی پچاس اور سوم کی دلیلیں ۵۲ دلیلیں زمین کی حرکت گردش اور حرکت گردش دونوں کو باطل کرتی ہیں اور فصل سوم کی ۸۴ تا ۱۰۵ بالاستشمار ۹۹، ۱۰۰ جملہ تینتیس خاص حرکت نحوری کا رد ہیں اول کی اخیر گیارہ اور سوم کی ۴۳ تا ۸۲ دلیلیں یہ اور ۹۹، ۱۰۰ جملہ تینتیس خاص حرکت گردش کا رد ہیں تو محور گردش زمین بہتر دلائل مردود اور آفتاب کے گردش زمین کا دورہ پچاسی دلیلوں سے باطل والہ الحمد و صلی اللہ تعالیٰ علی نبی الحمد و آلہ وصحبہ الاکارم الحمد آمین۔

تذیل (رد، دیگر دلائل فلسفہ قدیمہ میں)

الحمد للہ ہم نے ابطال حرکت زمین پر ایک سو پانچ دلائل قاہرہ قائم کئے کتب گردشگان مثل مجسطی بطلموس و تحریر طوسی اشرح علامہ برجندی و تذکرہ طوسی اشرح فاضل حضری و شمس

۱۔ اگلوں کے کلام میں ہم نے جو بیس دلیلیں پائیں ایک رد جازبت میں صحیح ہے اور ہم نے اسے تین کر دیا اور تیس ۲۳۔
زمین کی حرکت محوری کے رد میں ان میں گیارہ محض باطل ہیں ایک دفع دوم میں گزری اور دس تبدیلیں میں آتی ہیں۔ اینس دفع دوم دلائل اور دو آخر تذیل کی تین ایجادات قابل خرابی سے ہیں۔ رہیں بارہ ان میں پانچ کہ یہ بھی زیادات فضلیہ میں جس شے کے ابطال کو تیس اسے باطل نہ کر سکیں باقی سات کہ ان سے اگلوں کی تیس اور انہوں نے خود رد کر دیں یوں تیس کی تیس رد ہو گئیں مگر ہم نے زیادات فضلیہ کی پانچ کو رخ بدل کر صحیح کر دیا۔ ۱۲ منہ عذر لہ

بازغہ مشرق جو پوری ہدیہ فاضل خیر بادی وغیرہ میں بعض اور دلائل میں حیر اگرچہ انہوں نے اعتماد کیا
ہمارے نزدیک باطل ہیں انہیں بھی مختصر کلام ذکر کر دیں۔ **وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقِ وَبِهِ اسْتَعِیْن**
وہ دس تلبیلیں ہیں کچھ اسی رنگ کی جو گزریں اور ہم نے ان کی تصحیح و توجیہ کی انہیں مقدم رکھیں کہ
جنس مقارن جنس ہو اور کچھ خالص اصول فلسفہ قدیمہ پر منبی جن کے شافی و کافی ابطال میں بعونہ
تعالیٰ ایک مستقل کتاب **الکلمۃ الملہمہ جہد الصیف** کی یہاں پر حوالہ کافی **وَاللّٰهُ الْمَوْفِقُ تَلْبِیْل اَوَّل**
دو کشتیاں برابر قوت سے چلیں ایک مشرقی ایک مغرب کو اگر زمین متحرک اور دریا اس کا تابع ہو
تو لازم کہ مشرقی بہت تیز نظر آئے کہ دو حرکتوں سے جاری ہے ایک اپنی تحریک ملاح سے
دوسری دریا کی حرکت ارض سے ہے اور غربی بہت آہستہ کہ صرف اپنی حرکت سے جاری
ہے اور اس پر معا وقت حرکت شرقیہ دریا کا طرہ بلکہ چاہئے اس کی حرکت محسوس بھی نہ ہو ہو کو
بھی اسی حرکت زمین سے متحرک ماننا نفع نہ دیگا اور شناعیت بڑھے گا کہ اب شرقیہ تین طاقتوں
سے جاری ہے اور غربیہ پر دو طاقتیں مزاحم ہیں (ہدیہ سعید)

اقول یہ دلیل ۹۱ کا عکس ہے وہاں ہوا کو تابع زمین نہ مانکر لازم کیا تھا کہ متحرک غربی سے
شرقی بہت سست ہے بلکہ خود بھی غربی ہو جائے یہاں دریا و ہوا کو تابع مان کر یہ لازم کرنا چاہا ہے
کہ متحرک شرقی سے غربی بہت سست ہے بلکہ اس کی حرکت محسوس بھی نہ ہو۔ یہاں بھی اس
پر اقتصار کرنا نہ تھا اسی طرح کہنا تھا کہ بلکہ مغرب کو جانیوالی مشرق کو جاتی معلوم ہو۔

اقول عکس چاہا مگر نہ بنایہ اصلاً وار دہیں زمین کو اگر حرکت اور دریا و ہوا کو اس کی تبعیت
ہے تو اس میں جہال و استجار اور کشتیاں اور ان کے اور باہر کے تمام انسان حیوان سب یکساں شریک
ہیں تو اس سے ان میں تفاوت نہیں پڑ سکتا نہ کہ اس کے اقتدار کا ان کے پاس کوئی ذریعہ
لشتیاں اپنی چال سے جتنا چلیں وہی محسوس ہوگا۔ برابر رفتار سے بڑھی ہیں تو برابر فاصلے

۱۔ مثل حکمتہ العین کا تہی تہی تلمیذ طوسی شرح حکمتہ العین میرک بخاری ۱۲ منہ غفرلہ ۲۔ پھر شرح حکمتہ العین

میں ایک اور دلیل علیل دیکھی جس پر اس نے دوبارہ نفی حرکت اینہ زمین اقتصار یا قال تو تحریک من الوسط حرکت اینہ یومئذ یلکس
یومئذ یلکس فیہ اھ اقول نعم لولا القصر فان قلت لایدوم اقول اولاً ملنو ۶ و ثانیاً فلم تلتفت ہو بل دواہما ۱۲ منہ غفرلہ

سے ایک
اور وہیں
میں شریک
ایک ایک
اور درخت
۵۰۷ رگز
سکند
اسی ایک
اسی سک
نسب
ہوا اور
درخت
یہ کہ شرق
گزر کی چا
ایک در
ثانیہ پای
پر پیچیدہ
کے کنار
ناظرین
گزر کشتی
سے مش
مشرق
صنہ

سے ایک مشرق اور دوسری مغرب کو معلوم ہوگی مثلاً دریا کنارے ایک درخت کے محاذات سے چلیں اور وہیں کنارے پر کچھ لوگ کھڑے ہیں اگر صرف کشتیاں اس مشرقی حرکت فی ثانیہ ۵.۴ گز میں شریک ہوتیں اور وہ درخت و ناظرین اس سے جدا رہے اور ہر کشتی اس سکند میں مثلاً ایک ایک گز چلتی تو ضرور ایک ہی سکند کے بعد دونوں کشتیوں میں دو گز کا فاصلہ ہو جاتا اور درخت دونوں سے مغرب کی طرف رہ جاتا غرضی سے ۵.۵ گز کے فاصل پر اور مشرق سے ۵.۴ گز پر اور کنارے کے ادنیٰ غرضی کشتی کو بھی اسی تیز چال سے مشرقی کو بہتی دیکھتے کہ ایک سکند میں ۵.۵ گز اڑ گئی نہ یہ کہ اس کی حرکت محسوس نہ ہوئی لیکن درخت و ناظرین سب اسی ایک ناؤ میں سوار ہیں جو اسی تیزی سے ان سب کو مشرقی لئے جا رہی ہے تو مشرقی کشتی اسی سکند میں وہاں سے ۵.۴ گز اڑی اور غرضی ۵.۵ گز اور درخت و ناظرین ۵.۴ گز سب کے سب مشرق کو تو درخت و ناظرین سے مشرقی کشتی کا فاصلہ صرف ایک گز مشرق کو ہوا اور غرضی کا فقط ایک گز مغرب کو لہذا ناظرین کشتیوں کو دیکھنے سے دور کشتی کے سوار درخت پر نظر سے یہی سمجھیں گے کہ اس سکند میں دونوں کشتیاں ایک ایک گز برابر چلیں اور یہ کہ مشرقی مشرق کو اڑی اور غرضی مغرب کو، اس کی نظیر وہ کشتی ہے کہ مثلاً مشرق کو فی ثانیہ دس گز کی چال جا رہی ہے اور کشتی کا طول بیس گز ہے اس کے وسط کے محاذی کنارے پر ایک درخت اور کچھ ناظرین ہیں اس کے محاذات سے دو شخص کشتی کے اندر ایک چال سے فی ثانیہ پانچ گز چلے ایک مشرق ایک مغرب کو۔ دونوں برابر دو ہی سکند میں کشتی کے کنارے پر پہنچیں گے اور اگر اپنی چال پر نظر کریں گے اس میں کچھ تفاوت نہ پائیں گے اور یقیناً ایک کشتی کے کنارے مشرقی پر پہنچا دوسرا غرضی پر تو ضرور وہ مشرق کو ہٹا یہ مغرب کو لیکن باہر والے ناظرین دیکھیں گے کہ وہ جو مشرق کو چلا ان سے بیس گز کے فاصلے پر ہو گیا کہ وہ سکند میں بیس گز کشتی بڑھی اور دس گز یہ۔ اور وہ جو مغرب کو چلا ان سے غرضی ہونے کے عوض وہ بھی ان سے مشرق ہی کو ہٹا مگر صرف دس گز کہ یہ دس گز مغرب کو بڑھا اور کشتی اسے بیس گز مشرق کو لگی تو دراصل مشرق کو دس گز جانا ہوا تو ناظرین دونوں کو مشرق میں ہٹتا پائیں گے مشرقی کو تیز مغرب کی سمت یوں اندر چلنے والے اس درخت پر نظر کریں تو یہی دیکھیں گے کہ وہ دونوں

کیا
عین
ما کہ
نہ
ما قبل
بح
سے
ری
کو
قوت
سے
ہے
س
ت
ب
ہے
لے
ن
عین
ما

سے مغرب کو رہ گیا مشرقی سے تیس گز غربی سے وٹ گز۔ اور اگر ان کی چال کشتی کے برابر ہے تو ایک ہی سکند میں شرقی میں گز مشرقی کو ہٹ جائے گا اور غربی وہیں کا وہیں نظر آئے گا۔ درخت و ناظرین کی محاذات نہ چھوڑے گا کہ جتنا یہ مغرب کو بڑھتا ہے کشتی اتنا ہی اسے مشرق کو لیجاتی ہے دونوں چالیں ساقط ہو کر محاذات قائم رہی۔ تو وہ جو تم چاہتے ہو یہاں کشتی نشینوں اور ناظرین سب کو محسوس ہوا اس لئے کہ ناظرین اور وہ درخت جس سے سواران کشتی نے اندازہ کیا کہ کشتی کی چال میں شریک نہ تھے بخلاف صورت سابقہ کہ اس میں برابر ہیں تو کوئی ذریعہ امتیاز نہیں کشتی کی ذاتی ہی چالیں سب کو محسوس ہوں گی وہیں تو اس کے امتیاز کے لئے وہ ناظرین ہوں جو کرۂ زمین و ہوا سے باہر ہوں کہ اس کی چال میں شریک نہ ہوں یا اہل زمین کے اپنے اور اس کے لئے اسی قسم کی کوئی ساکن شے ہو۔ وہ کہاں۔ کو اکیہ کا بعد اتنا ہے کہ کشتیوں کی یہ چالیں وہاں ایک نقطہ ہیں۔ سحاب ضرور قریب ہے دوچار ہی میل اونچا ہے مگر وہ خود اسی ناؤ میں سوار ہے بذریعہ ہوا شریک رہتا ہے لہذا امتیاز معدوم اور اعتراض ساقط۔

تعلیل دوم دو طائر تھمی ہوا میں ایک پرواز سے مشرق و مغرب کو اڑے اگر ہوا بھی زمین کے ساتھ متحرک ہے تو مشرقی بہت تیز جائے اور غربی ہوا میں ٹھہرا معلوم ہو یا بہت سست اور اگر نہیں تو لازم کہ وہ مشرقی کو اڑے غرب میں پڑے۔ (ہدیہ)

اقول یہ کوئی نئی بات نہیں تعلیل سابق اور دلیل ۹۱ کو جمع کر دیا ہے ہوا تابع نہ ماننے پر وہ دلیل ۹۱ ہے جو انکار تبعیت پر یقیناً صحیح ہے اور ماننے پر ہی تعلیل اول ہے جو تبعیت مانو تو باطل نہ مانو تو باطل۔ مانو تو اس روشن بیان سے جو ابھی سنا اور نہ مانو تو کشتیوں پرندوں کی اپنی ذاتی حرکتیں رہ گئیں سرے سے بنائے دلیل ہی اڑ گئے۔ بالجملة یہ تعلیل علیل کہ ایک ثقی کے ابطال کلیل۔

تعلیل سوم حرکت یومیہ سب سے تیز حرکت ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ جسم جتنا لطیف تر اس کی حرکت سریع تر۔ ہوا اجسام ارضیہ سے بہت تیز جاتی ہے تو اس حرکت کا فلک ہی کے لئے ثابت کرنا زیادہ مناسب کہ ہوا و نار سے بھی لطیف تر ہے۔

لہ اقول اسکی اتنی تقریر بھی ہم نے کی اصل میں اتنی ہی ہے جو حاشیہ آئندہ میں شرح سے آتی ہے۔ ۱۲ منہ غفرلہ

(تحریر)

چھوڑو

اٹلے

کر فلک

کتنا

فلک

رابعہ

حرکت

(تحریر)

طبیعی

یہ فلک

لہ ان

بھی نہیں

سے نفی

کر فلک

اظہر وہ

(تحریر مجسطی مقالہ اولیٰ الفصل ہفتم) یہ صراحتہ نری خطابی بات ہے (شرح مجسطی)
اقول اس کی نظیر ادھر سے بھی پیش ہوتی ہے کہ اتنے بڑے اجسام کے گھومنے سے
 چھوٹے جسم کا گھومنا آسان ہے (سعدیہ)

اولاً مخالف طعم آسمان کا قائل ہی نہیں اور لطیف معلوم یعنی ہوا کو شریک حرکت مانتا ہے،
 ثانیاً فلک کے الطف ہونے پر کیا دلیل۔ اگر علو کے عناصر میں دیکھ رہے ہیں کہ ہوا لطیف
 اعلیٰ ہے اور یہ ان سے بھی اعلیٰ تو ان سے بھی الطف۔

اقول یہ فلک میں میل مستقیم ماننا ہوگا جو فلسفہ قدیمہ کی بنا ڈھا دیگا اس کی تصریح ہے
 کہ فلک جب ثقیل نہ ہو خفیف بھی نہیں۔ اگر کہئے اس کی لطافت یہ کہ نظر نہیں آتا۔

اقول اولاً اس میں نارو ہوا بھی شریک، ثانیاً عدم وزن نظر نہ آنے کو کافی اگرچہ
 کتنا ہی کثیف ہو۔ ثالثاً نظر نہ آنا تمہاری جہالت ہے یہ مقف نیل گوں کہ نظر آرہی ہے یقیناً
 فلک قرہ جس کا اسلامی بیان خاتمہ میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر اصل تعلیل پر ثالثاً و
 رابعاً در رد اور زیر تعلیل ششم آسان ہیں۔ تعلیل چہارم جرم لطیف متشابه الاجزا یعنی فلک سے
 حرکت مستدیرہ کی نفی اور جسم کثیف مختلف الاجزا یعنی ارض کے لئے اثبات خلاف طبعیات ہے۔
 (تحریر مجسطی)

اقول اولاً ان کے نزدیک فلک کہناں تو نفی نفی موضوع ہے ثانیاً اجزائے زمین
 طبعیت میں مختلف نہیں کہ مثل فلک بسیط ہے اور امور زائدہ میں اختلاف جیسے جہاں ارباب
 یہ فلکیات میں بھی معلوم و مشہود کامل و مہتمات و مدار میں کو اکب اور ان کی حرکات و جہات اول

لہ ان اعتراضوں سے کہ اکثر دلائل آئندہ پر بھی آئیں گے یہ دکھایا گیا ہے کہ تعلیل جس طرح تحقیقاً صحیح نہیں یوہیں الزامی
 بھی نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ غفر لہ شرح برجندی میں پہلے ہی فقرے کو ایک دلیل ٹھہرایا کہ جرم لطیف متشابه الاجزا
 سے نفی خلاف طبعیات ہے اور دوسرے فقرے کو دلیل سابق کا جز ٹھہرایا کہ جرم کثیف کے لئے اثبات یہ جاہ ہے کہ ہوا
 کہ فلک سے کم لطیف ہے وہ تو اجسام ارضیہ سے اشرع ہے تو حرکت مستدیرہ فلک ہی کو انساب انتہی اور
 اظہر وہ ہے جو ہم نے کیا ۱۲ منہ غفر لہ

جب یہ ان آٹھ افلاک میں منافی بساطت نہ ہوا فلک اعظم میں ہو تو کون مانع - عدم علم عدم
 نہیں ثالثا کون سا طبیعیات کا مسئلہ ہے کہ کثافت مانع حرکت مستدیرہ ہے غایت یہ کہ
 اللطف السبب ہے تو محض خطابت ہوئی - رابعا ہوا سے نفی ہوئی تو حرکت طبعیہ ارض کی قسریہ
 پر کیا اعتراض، خامسا، سادہ سنا زیر تعلیل ششم، تعلیل پنجم فلک میں مبدل میل مستدیرہ ہے
 اور زمین میں مبدل میل مستقیم تو دونوں کی طبیعت متضاد کہ اگر زمین حرکت مستدیرہ قسری تو اس
 میں شریک فلک ہو جائے اور اشتراک ضدین جائز نہیں (تحریر محطی) علامہ برجندی نے شرح میں
 اس پر دو اعتراض کئے -

اول تمہارے نزدیک فلک پر خرق محال تو کیوں کر معلوم ہوا کہ اس کے اجزا میں میل
 مستقیم نہیں -

دوم کیا محال ہے کہ اجزا میں میل مستقیم ہے اور گل میں میل مستدیرہ -

اقول اولاً جب تجزیہ فلک محال ہو تو محال کی نسبت یہ پوچھنا کہ کہاں سے جانا کہ اس
 میں میل مستقیم نہیں کیا معنی ثانیاً استحالة خرق بر بنائے استحالة میل مستقیم ہی کہتے ہیں
 اور اس کا استحالة فلک واجزا دونوں پر ایک ہی دلیل میں دیتے ہیں اگرچہ وہ مبطل اور ان کے
 دلائل باطل کلام اس تقدیر پر ہے - ثالثاً جزو کل کی جب طبیعت معتد ہے جیسے زمین و کلوخ
 تو مقتضائے طبع کا انجام لازم - علامہ سے ایسے اعتراضوں کا تعجب ہے صحیح اعتراض ہم بنائیں،
 فاقول اولاً مخالف فلک ہی کا قائل نہیں اس میں مبدل میل مستدیرہ در کنار ثانیاً
 نہ وہ زمین میں مبدل میل مستقیم ہانے ڈھیلے کا گر ناجذب سے ہے ثالثاً تمہارے نزدیک فلک
 کی حرکت مستدیرہ طبعی نہیں زمین میں طبعی ہو تو متضاد طبائع کا مقتضی میں اشتراک کب ہو اور
 محال ہی ہے - رابعا - ہی کہ بفرض غلط باطل ہوئی تو حرکت طبعیہ - قسریہ کو اشتراک سے
 کیا علاقہ خامسا و سادہ سنا باعنا غریب - تعلیل ششم حرکت میں نئی نئی وضعیں بدلنے کو

سنہ یہ دونوں اعتراض ہم نے حدائق میں دیکھنے تھے اور کمان تھا کہ یہ اس کی اپنی جہالات کثیرہ سے ہیں
 مگر شرح محطی دیکھنے سے کھلا کہ وہ آخذ ہے - ۱۲ منہ غفرلہ

ہوتی ہے ز
 حضری نے ا
 اقول او
 مستدیرہ
 مستدیرہ
 المتوفیق
 حاجت نہ ہ
 متحد ہوتے
 یا توں میں ف

فلک سے تہ
 سادہ
 کر رہا ہے او
 سب سے ا
 کے موافق متحر
 سابقاً فر
 کو حرکت سے
 کافی نہ جانا ز
 فلک ہی سے
 بدلیں گی - تا
 نفرت یا ہر چیز
 ہم نے الکلا
 ہی ضرور نہیں
 تعلیل
 لہ یوہیں لہ

ہوتی ہے زمین کو اس کی حاجت نہیں کہ گردش فلک سے خود اس کی وضعیں بدل رہی ہیں فاضل
حضری نے اسے نظر کر کے کہا فیہ مافیہ

اقول اولاً مخالف منکر فلک ثانیاً اگر گردش فلک نا ثابت ثابتاً نہ اس میں مبدع میل
مستدیر ثابت رابعاً بلکہ ہم نے ثابت کیا ہے کہ اصول فلسفہ قدیمہ پر فلک کی حرکت
مستدیرہ محال، یہ سب باتیں وتعلیل ہمارے کتاب الکلمۃ المہمہ میں ہیں وباللہ
التوفیق یہ تینوں وجہیں تعلیل پیچم پر کبھی رد ہیں اور اخیر کی دو تعلیل سوم و چہارم پر خامسا
حاجت نہ ہونا اس وقت ہوتا کہ فلک و ارض میں اقطاب وجہت و قدر حرکت سب
متحد ہوتے ان میں کسی کا اختلاف تبدیل وضع میں تبدیل کر دینا زمین کو کیا ضروری کہ سب
باتوں میں فلک کے موافق ہی حرکت کرے اور جب کسی بات میں مخالف کی تو ضروری حرکت

فلک سے تبدیل اور طرح کی ہوگی اور حرکت ارض سے اور طور کی پھر استغناء کیوں

سادسا فرض کیا کہ زمین موافقت پر مجبور تو ہم دیکھتے ہیں فلک الافلاک حرکت یومیہ
کر رہا ہے اور فلک البروج درقول مثل متفق اقطاب وجہت و مقدر پر ایک سی حرکت ہے اگر
سب سے اختلاف ضرور تو یہ آٹھوں متفق کہنے اور اگر بعض سے کافی تو زمین اگر فلک الافلاک
کے موافق متحرک ہو تو ان آٹھ کی مخالفت ہے ان آٹھ کے موافق تو اس ایک سے پھر استغناء کیسا
سابعا فرض کیا ہے کہ سب افلاک ایک سے متحرک ہوں اور زمین بھی ان کے موافق پھر نجی میں
کو حرکت سے کون مانع تھا وہ ذی شعور ہیں جانکر بھی اوروں کی حرکت کو کسی نے اپنے لئے
کافی نہ جانا زمین کو کیا خبر کہ اور بھی کوئی اسی حرکت سے متحرک ہے میں کیوں کروں۔ سامنا
فلک ہی سے وضعین بدلنا کیا ضرور کرہ نار اگر متحرک ہے ہوا و آب تو ساکن ہیں ان سے وضعین
بدلیں گی۔ تابعا مخالف کے نزدیک زمین کی حرکت وضع بدلنے کو نہیں بلکہ جذب سے
نفرت یا ہر چیز کے کسب نور و حرارت کے لئے جس کی تقریر تخر ۳۳ گزری عاشورہ بلکہ
ہم نے الکلمۃ المہمہ کے مقام نہم میں روشن کیا ہے کہ حرکت کے لئے کوئی عرض
ہی ضرور نہیں نفس کی حرکت بھی مطلوب طبع ہو سکتی ہے۔

تعلیل ہفتم جس پر تذکرہ سے آج تک اعتماد ہوا بلکہ طوسی پھر جوینی نے شمس

لہ یوہن طوسی کے تلمیذ قدسی نے حکمت العین میں دیل ۹۸ کو رد کر کے ۱۲۰ غفر

بازغہ میں ۹۱، ۹۰ دو صحیح دلیلوں کو رد کر کے اسی پر مدار رکھا کہ طبعیت زمین میں مبتدئ میل مستقیم ہے جو ڈھیلا کرنے سے ظاہر اور جس میں مبتدئ میل مستقیم ہونا محال ہے کہ بالطبع حرکت مستدیرہ بری اور ہدیہ میں اسے یوں تعبیر کیا کہ اس میں مبتدئ میل مستدیرہ نہیں ہو سکتا۔

اقول یہ دلیل بھی ثلثہ الزامی ہو سکتی ہے نہ تحقیقی اولاً مخالف میل کا قائل نہیں۔ ثانیاً وہ حرکت مستدیرہ طبعی نہیں مانتا بلکہ جذب شمس و نافریت سے مقتضای نافریت پر جاتی تو طبعی ہوتی اور بوقت جذب اس کا حدوث منافی طبعیت نہ ہوتا کہ حرکت طبعیہ حدوث منافرہ ہی کے وقت ہوتی ہے مگر وہ پنج میں ہو کر نکلی یہ ہرگز مقتضائے طبع نہیں۔ ثالثاً طبعیہ کا رد ہوا قسریہ سے کیا مانع ۹۰۔ مبتدئ میل ایک طبعی دوسری قسری کا اجتماع جائز بلکہ واقع ہے اور پھینکا ہوا پتھر دونوں کا جامع ہے۔

تعلیل ہشتم حرکت زمین طبعی و ارادی نہ ہونا ظاہر قسری یوں نہیں ہو سکتی کہ ان کے نزدیک دائمہ ہے اور قسری کو دوام نہیں ورنہ وجوہ میں تعلیل لازم آئے۔ فاضل حضری نے اُسے بھی نقل کر کے فیہ مافیہ کہا اور علامہ برجندی نے شرح محیطی میں یوں تفصیل کی طبعیہ نہیں ہو سکتی کہ میل مستقیم رکھتی ہے نہ ارادیہ کہ ارادہ کا نفس ہے اور عناصر سے نفس متعلق نہیں ہوتا مگر بعد ترکیب نہ قسریہ کہ ان کے نزدیک ازلی ہے اور قسری کا ازلی ہونا محال طبعیات میں ان سب پر براہین ہیں اور عرضیہ نہ ہونا ظاہر تو زمین کو کسی طرح حرکت مستدیرہ نہیں پھر کہا یہ برہان تام ہے۔

اقول اولاً نفی طبعیہ کی اس وجہ پر کلام گزرا ہاں ایک اور وجہ ہے جس پر کلام ہماری کتاب الکلمۃ السہمۃ میں ہے ثانیاً زمین کا ذات ارادہ نہ ہونا فریقین کو مسلم ورنہ قبل ترکیب تعلق نفس کا امتناع ممنوع ثالثاً حیات جدیدہ قائل حدوث زمین ہے جیسا کہ یہی حق ہے توقیفیہ دائمہ نہیں فعلیہ ہے۔ رابعاً باطل ہوئی تو ازلیت نہ کہ حرکت خاصاً ہمارے نزدیک یہ مقدمہ کہ قسری ازلی نہیں یوں حق ہے کہ ازل میں کوئی شے قابل مقسوریت نہ ہو لہذا کا بتی مذکور نے مطلق کہا کہ اس کو حرکت مستدیرہ محال ۱۲ منہ غفرلہ یعنی تعلیل سوم سے ہشتم تک چاروں تعلیلوں کا بھی یہی حال تھا جیسا کہ ان کے ردوں سے ظاہر ہوا۔ ۱۲ منہ غفرلہ

نہیں کہتی کہ عالم بجمع اجزائے حادث ہے فلسفہ اس پر کیا دلیل رکھتا اس کے رد میں ہماری کتاب
الکلمۃ السلیمہ کا مقام دوازدہم ہے۔

تعلیل نہم ان کے نزدیک یہ حرکت غیر متناہیہ ہے تو قوت جسمانی سے اس کا
صدور محال، خضریٰ نے اسے قرب کیا۔

اقول اولاً حرکت کا ابطال نہ ہوا بلکہ لامتناہی کا ثانیاً وہ ضرور اسے حادث
ابدی غیر منقطع اور قاصر کو قوت جسمانی یعنی جذب شمس ہی مانتے ہیں تو دلیل اگرچہ تحقیقی ہوتی
کہ حرکت منقطعہ بارہ وہ الہیہ کا استحصال ثابت نہ کرتی مگر الزامی تھی اگر یہ مقدمہ صحیح ہوتا کہ قوت
جسمانیہ کا انقطاع عقلاً واجب لیکن ہیات جدیدہ کہ اس کا تسلیم ہونا درکنار فلسفہ یونان
پر بھی ثابت نہیں اس کے روشن بیان میں ہماری کتاب الکلمۃ السلیمہ کا مقام ۲۲ ہے۔
نوٹ : مکملہ کے بعد کا صفحہ ہی نہیں ہے۔

(اصل میں یہیں ختم ہے)



فرہنگ اصطلاحات

عبدالنعیم عزیز سی

| | | | |
|------------|------------|---------------------|-----------------|
| Vapour | بخار | Fraction | اغتاریہ |
| Bisector | تناصف | Atom | اجزائے لایتنجری |
| Bisection | تنصیف | Altitude, Elevation | ارتفاع |
| Difference | تفاوت | Atlantic | اوقیانوس |
| Star | شامتہ | Cardinal Numbers | آحاد |
| Seconds | ثانیہ | Direction | الباد |
| Heavy | ثقیل | Disjunction | الفصال |
| Taurus | ثور | Multiplicand | اضما |
| Caprican | جدی | Vertical | انتصابی |
| Factor | جز و ضربی | Transformation | استحاله |
| Attraction | جاذبہ | Uranus | اورانوس |
| | جاذبیت | Leo | اسد |
| Body | جسم | Inversely | بالعکس متناسب |
| Atomic | جوہری | Proportional | بیمقنی |
| Atomical | جوہری فردہ | Elliptical | بیضی |
| Inertia | خمور | Red Sea | بحر احمر |
| Piscus | حوت | Specific Sea | بحر الکاہل |
| | | Ecliptics | بروج |

| | | | |
|-----------------------------|-----------|---------------|-----------|
| Heavenly | سماوی | Aerics | حل |
| Earth-level | سطح ارض | Heat | حرارت |
| Virgo | سنبله | Acute | حاده |
| Side | ضلع | Motion | حرکت |
| Length | طول | Volume | حجم |
| Vertical | عمودی | Depth | حقیض |
| Breadth | عرض | Straight line | خط مستقیم |
| Transverse | عرضی | Equator | خط استوا |
| Depth | عمق | Tangent line | خط مماس |
| Perpendicular | عمود | Vertical line | خط عمود |
| Element | عنصر | Vacuum; Space | خلأ |
| Scorpion | عقرب | circle | دایره |
| Mercury | عطارد | Aquarius | دلو |
| Natural force | قوت طبیعی | Smoke | دخان |
| Power of concen- tration | قوت ماسکه | Minutes | دقیقه |
| Conjunction of Planets | قیران | Moisture | رطوبت |
| Poles | قطبین | Saturn | زحل |
| Minor Diameter | قطر اصغر | Earth | زمین |
| Diameter | قطر | Angle | زاویه |
| Arc | قوس | Venus | زهره |
| Celestial sphere | کره فلک | Zenith | سمت الراس |
| Fraction | کسر | Planets | سیارے |
| Law | قانون | Cancer | سرطان |
| Heavy | کثیف | | |

| | | | |
|-----------------------|----------------|---------------|-------------|
| Recursion | متوالی اعشاریه | Electricity | کهربا |
| Decimal | | Sphere, Globe | کره |
| Concave | | Equalize | معدل |
| Equilateral | مستاد الاضلاع | Pore | مسام |
| Scalene | مختلف الاضلاع | Cubic | مکعب |
| Zodiac | منطقه البروج | Jupiter | مشتری |
| Triangle | مثلث | Focus | محرق |
| Light | نور | Axis | محور |
| Solar System | نظام شمسی | Mars | مریخ |
| Translatory | ناقله | Circumference | محیط |
| Point of Intersection | نقطه تقاطع | Level, Plane | مستوی |
| Neptune | نیپ چون | Celestial | معدل النهار |
| Points | قطبین | Equator | |
| Points | نطاق | Focus | ماسکه |
| Repulsion | نافره | Straight | مستقیم |
| | نافریت | Sphere | مستدیر |
| Hypotenuse | وتر | Belt, Zone | منطقه |
| | | Tangent | ماس |
| | | Orbit | مدار |
| | | Magnet | مقناطیس |
| | | Resistance | مقاومت |
| | | Square | مربع |
| | | Geonstruction | هندس |
| | | Momentum | معیار حرکت |